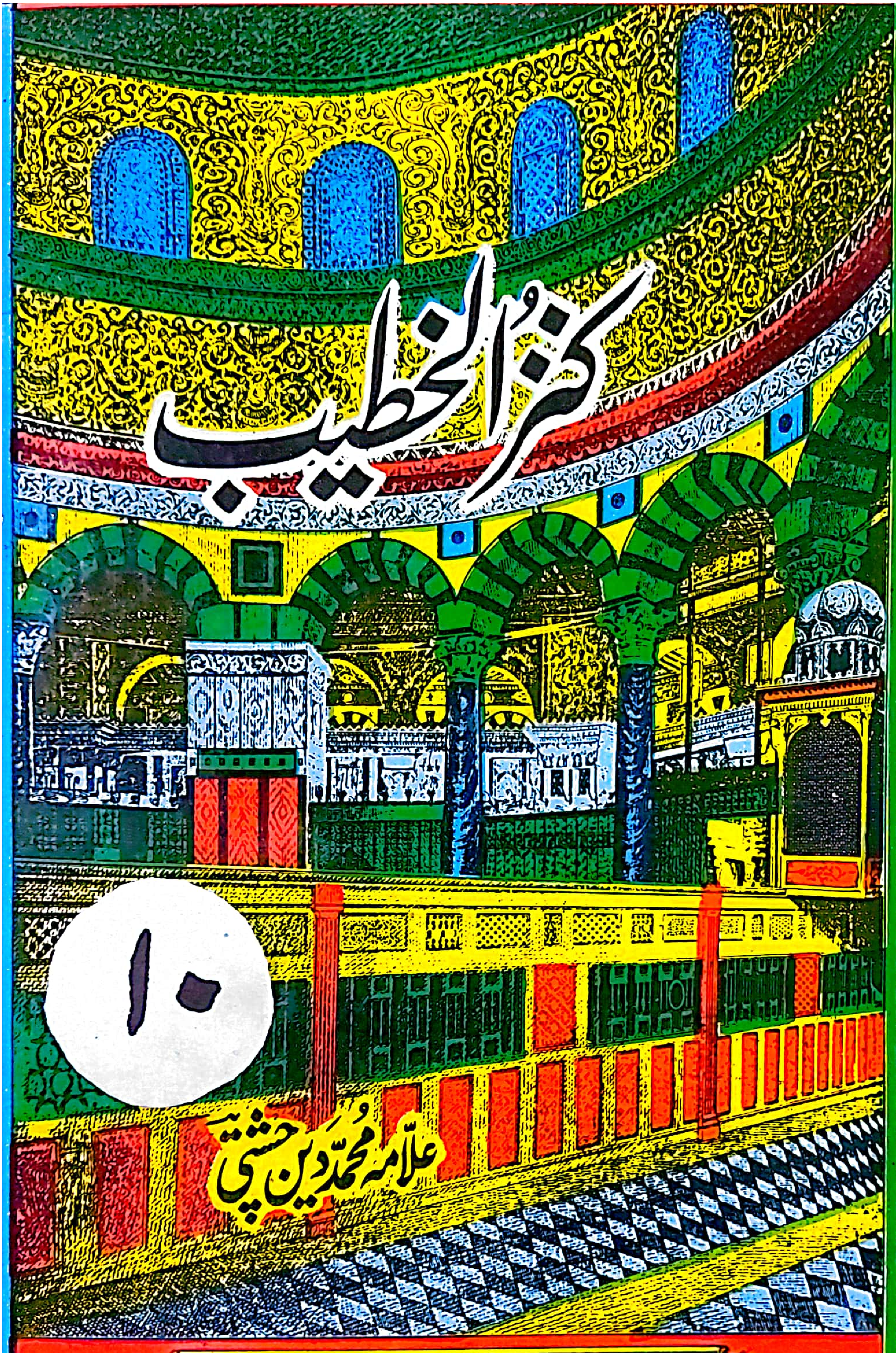

كنز الخطيب

١٠

علامہ محمد دین چشتی

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے، فیصل آباد، فون: ۶۲۶۰۴۶

کنز الخطیب

علامہ محمد دین چشتی

مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

10

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنز الخطیب

(ماہِ شوال المکرم)

(حصہ دہم)

تصنیف و تالیف:

علامہ محمد دین چشتی گولڑوی

ناشر

مکتبہ حامدیہ مہریہ، صدیق آباد گوبند پورہ

گلی نمبر ۱، فیصل آباد، فون ۶۱۵۸۶۴

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب ——— "کنز الخطیب" حصہ دہم
مؤلف ——— علامہ محمد دین چشتی گولڑوی
طابع ——— سید حمایت رسول قادری
کتابت ——— محمد عاشق حسین ہاشمی (چنیوٹ)
اشاعت اول ——— ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴۲۲ھ
نظر ثانی ——— قاری محمد عمر باسط۔ ایم اے
معاونین ——— (۱) پروفیسر محمد افضل جوہر، اسلام آباد
(۲) حکیم حافظ عبدالحفیظ قادری فیصل آباد
تعداد ——— ایک ہزار ——— قیمت ——— [redacted] روپے
ناشر ——— مکتبہ حامدیہ مہریہ، گلی نمبر ۱، گوبند پورہ فیصل آباد

ملنے کے پتے:

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد، مکتبہ نوریہ رضویہ، گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور
مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، محلہ مصطفےٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد
مکتبہ نظامیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن نزد پیپسی کولا فیکٹری، فیصل آباد
نیو القمر بک کارپوریشن گنج بخش روڈ لاہور، مکتبہ صبائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی
نوری بک ڈپو امین پور بازار، فیصل آباد،
شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور،
ضیاء الدین پبلی کیشنز، شہید مسجد، کھارادر، کراچی،
مکتبہ چشتیہ، راج ڈیل ڈیوس کے،

فہرست مضامین

ماہ شوال المکرم: ۸
شوال کے چھ روزے ۱۰
شوال کے نوافل ۱۰
شوال کے اہم واقعات ۱۱
صدقہ کے فضائل: ۱۲
حکایت ۱۳
پسندیدہ چیز کا صدقہ ۲۱
خوشی اور غمی کا صدقہ ۲۱
جہنم سے آزادی ۲۳
جیسا صدقہ ویسا اجر ۲۳
آخرت کا خزانہ ۲۵
چار دعائیں ۲۶
غزوہ تبوک میں انفاق ۲۸
رحمٰن اور شیطان کے وعدے ۳۰
ایمان کی علامت ۳۲
صدقہ کی برکات ۳۳
صدقات کے ثواب میں اضافہ ۳۸
دس گنا بدلہ ۳۹
رشتہ داروں پر صدقہ ۴۰
صدقہ کرنے والا عابد اور زاہد ۴۵
اہل بیت کا صدقہ ۴۷
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ۴۹
ایک فاسق کا صدقہ ۵۰
تین روٹیوں کا صدقہ ۵۲
ایک روٹی کی خیرات ۵۴
کتے کی پیاس بجھانے پر مغفرت ۵۴
کھانا کھلانے والے کا ٹھکانہ ۵۶
صدقہ کا وزن ۵۸
صدقہ کا منکر جہنم میں ۵۸
صدقہ کرنے والی کی عزت ۶۲

Scanned with CamScanner

چھ کے بدلے میں ساٹھ	۶۳
تجہیز و تکفین پر اجر	۶۵
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا صدقہ	۶۷
صحابہ کرام کی خیرات	۶۸
صدقات سے رزق میں اضافہ	۷۰
صدقات سے مُردوں کو فائدہ	۷۶
مہمان نوازی صدقہ ہے	۷۷
جنت سے محروم لوگ	۷۹
جانوروں کو بھوکا رکھنے پر وعید	۸۱
والدین کا مقام	۸۳
والدہ کی خدمت کا صلہ	۸۶
خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلطان العارفین بننا	۸۸
عبادتِ الٰہی اور اطاعتِ والدین	۸۹
باپ کی خدمت کا صلہ	۹۲
ماں کی خدمت کا صلہ	۹۳
والدین پر خرچ کرنا	۹۴
ماں کا نافرمان	۹۵
ماں کی شفقت	۱۰۰
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا پڑوسی	۱۰۰
ماں کی فرماں برداری کا صلہ	۱۰۳
فرمانبردار بیٹا	۱۰۵
مصیبت سے نجات	۱۰۶
والدین کی دعا کا اثر	۱۰۹
بدسلوکی پر ندامت کا صلہ	۱۱۱
جیسا کرو گے ویسا بھرو گے	۱۱۲
سرکارِ بغداد کی فرمانبرداری	۱۱۳
والدین کا احترام	۱۱۵
سیدنا یوسف علیہ السلام کا احترام والدین	۱۱۵
چچا کا احترام	۱۱۷
رضاعی والدہ کا احترام	۱۱۸
بوڑھے والدین کی خدمت گزاری	۱۲۳
والدہ کو گالیاں دینے والے کا انجام	۱۲۳
ماں پر بیوی کو ترجیح دینے والا لعنتی ہے	۱۲۵
حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	۱۲۵
مؤمن کی موت:	۱۲۸
اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ مہربان ہے	۱۳۰
مومن کا عالمِ نزع	۱۳۲
حکایت	۱۳۷
مومن پر فرشتوں کا سلام	۱۳۹

بے ایمان کا چہرہ قبلہ سے پھر جاتا ہے	۱۴۲
مومن پر اللہ تعالیٰ کا سلام	۱۴۳
مومن کے لئے خوش خبری	۱۴۴
موذن کی موت پر زمین و آسمان کا رونا	۱۴۵
حکایت	۱۴۶
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت	۱۴۷
مومن کو جنت کی خوشخبری	۱۴۸
موت گناہوں کا کفارہ ہے	۱۵۰
مومن دو نیکیوں کے درمیان	۱۵۲
مومن کے لئے زمین کی تمنا	۱۵۳
جان کنی کی کیفیت	۱۵۵
موت:	۱۵۶
مہلت سے فائدہ اٹھاؤ	۱۵۸
مرنے کی جگہ مقرر ہے	۱۶۰
قاطع اللذّات	۱۶۲
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کی آغوش میں	۱۶۳
حساب و کتاب کا خوف	۱۶۵
موت اچانک آئے گی	۱۶۷
موت کی یاد	۱۶۸
دُنیا مسافر خانہ ہے	۱۶۹
حضرت مریم علیہا السلام کی وفات	۱۶۹
دُنیا یا آخرت کا انتخاب	۱۷۳
موت کی آمد آنکھ جھپکنے سے پہلے	۱۷۴
عزرائیل علیہ السلام کے رُوپ	۱۷۸
دُنیا کی بے وفائی	۱۸۰
ملک الموت کا مشاہدہ	۱۸۱
ہر گھر میں عزرائیل علیہ السلام کی آمد	۱۸۲
عزرائیل علیہ السلام کے چھ چہرے	۱۸۲
رُوح کیا ہے؟	۱۸۶
علامہ ابن کثیر کا قول	۱۶۹
مومن کی رُوح کا سجدہ	۱۸۰
تین آوازیں	۱۹۱
رُوحوں کے ٹھکانے	۱۹۳
اُمّ الارواح	۱۹۳
رُوح کا تعلق	۱۹۴
رُوح کی مثال	۱۹۵
غیرت مندی کی زندگی	۱۹۶
دانائی کیا ہے؟	۲۰۰
موت کا ڈر	۲۰۲

Scanned with CamScanner

حکایت	۲۰۳	قرآن خوانی کا معمول	۲۲۶
زاہد کی پہچان	۲۰۵	میت کا مانوس ہونا	۲۲۹
قرآن خوانی کا ثواب	۲۰۸	میت زائرین کو پہچانتی ہے	۲۳۰
اولاد کی دُعاؤں کا ثواب	۲۰۹	کافر مُردوں کا سُننا	۲۳۰
حکایت	۲۱۰	پاؤں کی آہٹ کا سُننا	۲۳۲
زِندوں کا ایصالِ ثواب	۲۱۱	مُردے زندوں سے زیادہ سنتے ہیں	۲۳۲
ایک واقعہ	۲۱۲	حضرت سیدنا ابوہریرہ	
ایصالِ ثواب کا فائدہ	۲۱۲	رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۲۳۳
ابو قلابہ کا مشاہدہ	۲۱۳	حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول	۲۳۴
ایصالِ ثواب کی تصدیق	۲۱۵	امام نووی علیہ الرحمہ کا قول	۲۳۴
قاسم نانوتوی کی تصدیق	۲۱۶	علامہ شعبی علیہ الرحمہ کا قول	۲۳۴
علامہ شامی علیہ الرحمہ کا قول	۲۱۶	امام غزالی علیہ الرحمہ کا قول	۲۳۴
حجِ بدل کا ثواب	۲۱۷	امام جلال الدین سیوطی	۲۳۵
ابو القاسم نصیر آبادی کا واقعہ	۲۱۸	رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول	
نوافل کا ثواب	۲۲۰	امام نسفی علیہ الرحمہ کا قول	۲۳۵
تین عملوں کا ثواب	۲۲۲	صاحب ہدایہ کا قول	۲۳۵
تربوز کے چھلکوں کا ثواب	۲۲۳	علامہ شامی علیہ الرحمہ کا قول	۲۳۵
باغ کا ثواب	۲۲۳	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا قول	۲۳۶
شاہ عبدالرحیم کا واقعہ	۲۲۴	مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا قول	۲۳۷
ایصالِ ثواب کا بطورِ ہدیہ پہنچنا	۲۲۵	صاحب فتح القدیر کا قول	۲۳۹

انتساب

بحضور والدینِ حضور سید الانبیاء وسید البشر حبیب کردگار محبوب پروردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن کو باعثِ تخلیقِ عالمین حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین ہونے کا شرفِ عظیم بخشا۔

نذرِ عقیدت

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عظیم جذبۂ اطاعتِ والدین اور خصوصاً والدہ محترمہ کی انتہائی مُخلصانہ خدمت کے نام، جس کی برکت سے حضور پُرنور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جُبّہ مُبارک حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد اُن کو نصیب ہوا۔

خادم اہل بیت و اصحاب علیہم الرضوان

محمد دین چشتی گولڑوی

ماہِ شوال المکرم (عید الفطر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَجَدَّدُ الْاَیَّامُ وَیَجِیْءُ الشَّهْرُ
بَعْدَ الشَّهْرِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ ط فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ ط (سورۃ توبہ، آیت ،)

"بے شک مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں۔"

برادرانِ اسلام! اسلامی مہینوں میں دسویں مہینے کا نام شوال المکرم ہے۔

شوال، شَوَالَ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے "اونٹنی کا دُم اٹھانا"۔ اور جانور کی عادت ہے جب سفر کے لئے تیار کیا جائے تو اپنی دُم اٹھاتے ہیں، پھر عموماً سفر شروع کرتے ہیں۔ عرب کے لوگ اس ماہ میں سیر وسیاحت اور شکار کے لئے اپنے گھروں سے باہر چلے جاتے تھے، اس لئے اس کا نام ہی شوال ہو گیا۔

اس ماہ کی پہلی تاریخ کو عید ہوتی ہے، اس لئے اس کو ماہِ فطر بھی کہتے ہیں۔

یہ ماہِ مکرم حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔

یکم شوال المکرم چونکہ عید کا دن ہے، لہٰذا یہ مسلمانوں کی بخشش کا دن ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ

روزے داروں پر فرشتوں میں اظہارِ فخر ومباہات فرماتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا اجرت ہے، جو اپنا کام پورا کرے؟ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس کی جزا یہ ہے کہ اسے پوری مزدوری دی جائے (پھر اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے، میرے ان بندوں اور بندیوں کی جزا کیا ہے، جو میرے عائد کردہ فرض کو پورا کریں پھر بلند آواز سے دُعا کرتے نکلیں۔ مجھے اپنے عزت وجلال اور اپنے کرم اور علو مرتبت اور رفعتِ مقام کی قسم ہے۔ میں ضرور ان کی دُعا قبول فرماؤں گا۔ پھر فرماتا ہے جاؤ میں نے تمہارے گناہ معاف فرمائے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، پس وہ بخشے ہوئے واپس گھر لوٹیں گے۔
(ما ثبت بالسنۃ ص۱۷۱، مشکوٰۃ شریف ص۱۸۳)

- ○ یکم شوال عید کا دن ہے ○ یکم شوال گناہوں سے معافی کا دن ہے۔
- ○ یکم شوال کو شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام ہوا تھا۔
- ○ یکم شوال کو اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تھا۔
- ○ یکم شوال کو اللہ تعالیٰ نے درختِ طوبیٰ پیدا فرمایا تھا۔
- ○ یکم شوال کو جبرائیل علیہ السلام کو وحی کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔
- ○ یکم شوال کو فرعون کے بعض جادوگروں کو تائب ہونا نصیب ہوا تھا۔

(غنیۃ الطالبین ج۲ ص۱۸)

یکم شوال المکرم کو نمازِ عید سے قبل،

- ○ حجامت بنوانا سنت ہے ○ ناخن ترشوانا سنت ہے
- ○ مسواک کرنا سنت ہے ○ غسل کرنا سنت ہے
- ○ اچھے کپڑے پہننا سنت ہے ○ انگوٹھی پہننا سنت ہے
- ○ خوشبو لگانا سنت ہے ○ نمازِ فجر مسجد میں ادا کرنا سنت ہے
- ○ عیدگاہ میں جلدی جانا سنت ہے ○ صبح میٹھی چیز کھانا سنت ہے

Scanned with CamScanner

○ عیدگاہ میں پیدل جانا سُنّت ہے۔
○ صدقہ فطر عید سے قبل ادا کرنا سنّت ہے۔
○ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا سُنّت ہے۔

شوال المکرم کے چھ روزے

برادرانِ اسلام! رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ حضور سیّد العالمین فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۹)

"جس شخص نے رمضان شریف کے روزے رکھے اور اُن کے ساتھ چھ روزے شوال کے ملائے، تو اُس نے گویا تمام عمر روزے رکھے۔"

○ یہ چھ روزے اکٹھے رکھو یا الگ الگ، شروع میں رکھو یا درمیان میں یا مہینے کے آخر میں، ثواب برابر ہے۔

شوال کے نوافل

حدیث شریف میں ہے جو مسلمان شوال کی پہلی تاریخ کو دن یا رات میں نمازِ عید کے بعد چار نفل اپنے گھر میں ادا کرے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُل ہُوَ اللہ اکیس بار پڑھے، تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے اور جہنّم کے ساتوں دروازے بند کر دیتا ہے اور وہ شخص اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنا مکان جنّت میں نہ دیکھ لے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص شوال کے مہینے میں دن یا رات کو آٹھ رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد قُل ہُوَ اللہ احد پچیس ۲۵ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ستّر مرتبہ سُبحان اللہ اور ستّر بار یہ درود شریف پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تو اللہ تعالیٰ:

○ اُس کے واسطے رحمت اور حکمت کے دروازے کھول دے گا۔
○ اور اُس کے لئے جنت میں بہت بڑا مکان بنائے گا۔
○ اور اُس کی ستّر حاجتیں دُنیا میں پوری فرمائے گا۔"

شوال کے اہم واقعات

ماہِ شوال المکرّم میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا۔

○ اِسی ماہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف کا سفر فرمایا۔
○ اِسی ماہ میں غزوہ بنی قینقاع۔ غزوہ اُحد۔ غزوہ حُنین۔ غزوہ طائف وغیرہ وقوع پذیر ہوئے۔
○ اِسی ماہ میں سریّہ عبداللہ بن رواحہ، سریّہ کرف ابن جابر الفہری۔ سریّہ بن مرسدہ۔ سریّہ بشیر ابن سعد انصاری۔ سریّہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقوع پذیر ہوئے۔
○ اِسی ماہ میں اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔
○ اِسی ماہ میں وفات حضرت سیّدہ زینب بنتِ رسُول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہوئی۔
○ اِسی ماہ میں حضرت حذیفہ، حضرت امام زین العابدین۔ حضرت صہیب رومی، حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت جنید بغدادی۔ حضرت امام فخر الدین رازی، حضرت امیر حمزہ۔ حضرت اویس قرنی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی، حضرت ابراہیم بن غوثِ اعظم۔ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری۔ حضرت امام اسمٰعیل بخاری۔ حضرت عمر ابن عاص۔ حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات ہوئی۔
○ اِسی ماہ میں حجرِ اسود کو کعبۃ اللہ میں دوبارہ واپس لاکر نصب کیا گیا۔

(ماخوذ از وفیات الاخیار)

Scanned with CamScanner

صدقے کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ عَلَى الدَّوَامِ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۱)

"مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں، ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ جو اُگاتا ہے سات بالیں اور ہر بال میں سَو دانہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا، جاننے والا ہے۔"

برادرانِ اسلام! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے والوں کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور اس بات کی طرف رغبت دلائی گئی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک درہم (روپیہ) خرچ کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے اُس کو سات سو گنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے گا۔"

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ، جو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے اُس کی راہ میں تھوڑا سا خرچ کرتے ہیں اور اُس کا اجر و ثواب بہت زیادہ پاتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ۔ (بخاری شریف ج ۱، ص۱۸۹)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین نے ارشاد فرمایا: جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرے (اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ نہیں قبول فرماتا مگر پاک مال، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے اور صدقہ کی پرورش کرتا ہے جیسا کہ تم اپنے بچھڑے کی پرورش کرتے ہو، یہاں تک کہ وہ (صدقہ بڑھتے بڑھتے) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔"

وَعَنْ بُرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَصَدَّقُ بِالْكِسْرَةِ تَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ۔ (الترغیب والترہیب ج ۱، ص۲۷۴)

"حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بیشک بندہ جب روٹی کا ایک روٹی کا ایک ٹکڑا صدقہ دیتا ہے وہ خدا تبارک تعالیٰ کے ہاں بڑھ کر اُحد پہاڑ کے مثل ہو جاتا ہے۔"

حکایت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی نے آٹا گوندھا پھر آگ لینے کیلئے باہر گئی تاکہ روٹیاں پکائے۔ اتنے میں ایک سائل دروازے پر آیا۔ حضرت نے وہ آٹا اُس کو دے دیا۔ بی بی واپس آئی تو آٹا نظر

Scanned with CamScanner

آیا، تو پوچھا "آٹا کہاں گیا؟" حضرت نے ارشاد فرمایا، آٹا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہے، اس پر وہ سخت ناراض ہوئیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک شخص دروازے پر آیا، وہ روٹیاں اور گوشت دے کر چلا گیا۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا تو آٹے کے لئے ناراض ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں پکی ہوئی روٹیاں اور گوشت بھیج دیا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۹۱)

تو معلوم ہوا: ○ صدقہ کرنے والے کو دنیا میں دس اور سات سو کا آخرت میں ثواب پاتا ہے۔

○ صدقہ کرنے والے کو دین و دنیا میں بہتر صلہ حاصل ہوتا ہے۔

○ ایک کھجور صدقہ کرنے والے کو پہاڑوں جتنا ثواب ملتا ہے۔

○ صدقہ کو اللہ تعالیٰ پالتا ہے جیسے تم جانوروں کو پالتے ہو۔

○ روٹی کا ایک ٹکڑا صدقہ کرنے کا ثواب اُحد پہاڑ جتنا ملتا ہے۔

○ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کو آٹے کے بدلے گوشت اور روٹیاں عطا فرمائی گئیں۔

تفاسیر میں ہے: سبع سنابل والی آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ ربّ العالمین جلّ شانہٗ میں عرض کی: رَبِّ زِدْ اُمَّتِیْ۔

"اے اللہ تعالیٰ! میری اُمت کے لئے ثواب اور بڑھا دے۔"

تو بارگاہ اللہ العالمین جلّ شانہٗ سے جواب آیا:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (سورۃ زمر آیت ۱۰)

"بے شک صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب ثواب دیا جائے گا۔"

قرطبی میں ہے: فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ اِتِّخَاذَ الزَّرْعِ مِنْ اَعْلَی الْحِرَفِ الَّتِیْ یَتَّخِذُهَا النَّاسُ وَالْمَکَاسِبِ الَّتِیْ یَشْتَغِلُ بِهَا الْعُمَّالُ۔ (قرطبی ج ۳، ص ۳۰۵)

"اس آیت سے یہ دلیل ثابت ہوتی ہے کہ زراعت کا پیشہ تمام پیشوں سے اعلیٰ ہے، اور روزی کمانے کے ذرائع میں سے بہت اعلیٰ ذریعہ ہے۔"

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ فِیْ خَبَایَا الْاَرْضِ (یَعْنِی الزَّرْعَ) (قرطبی ج ۳ ص ۳۰۶ بحوالہ ترمذی)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین کی تہوں سے اپنا رزق تلاش کرو۔"

آگے چل کر علامہ قرطبی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں، امام وقت (حکمران) کو چاہیے کہ لوگوں کو جبرًا کاشتکاری کی طرف راغب کرے اور باغات و درخت لگانے کا حکم دے۔

مسلم شریف میں ہے: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْهُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ اِلَّا کَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ۔ (مسلم شریف ج ۲، ص ۱۶)

"جو مسلمان باغ لگائے یا کھیتی باڑی لگائے اور اس کی کھیتی میں سے جو کچھ پرندے، انسان یا جانور کھائیں، تو وہ صدقہ ہوگا۔"

غالبًا علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے بھی اسی وجہ سے زراعت کو پسند فرمایا کہ ہر صدقہ ہاتھ سے ہوتا ہے، مگر زمین کا صدقہ چڑیوں کے چگنے، کیڑوں مکوڑوں کے کھا جانے سے بھی صدقہ ہو جاتا ہے ○ زراعت میں رزق کی تلاش افضل ہے۔

○ زراعت افضل صدقہ ہے ○ زمیندار کی کھیتی سے جانور جو کھائیں گے وہ صدقہ ہے۔

؎ خدا را بریں بندہ بخشائش است　　　کہ خلق از وجودش در آسائش است

؎ کسے نیک بیند بہر دو سرائے　　　کہ نیکی رساند بخلقِ خدائے

وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (سورۃ بقرہ آیت ۲۱۹)

"اور پوچھتے ہیں آپ سے کیا خرچ کریں، فرما دیجیے جو ضرورت سے زیادہ ہو۔"

اِس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ صدقہ وہی ہے، جو اپنی ضرورت اور حاجات سے بچا ہوا ہو، اُس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میرے پاس ایک اشرفی ہے، کسے دوں؟ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اپنی جان پر خرچ کرو۔ عرض کی میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ وہ کہنے لگا: میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ ارشاد فرمایا: اسے اپنے خادم کو دے دو۔ اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا: قَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ۔ اَب تجھے اختیار ہے۔ (تفسیر مظہری رواہ ابوداؤد ونسائی)

اِس حدیث مبارک سے پتہ چلا صدقہ وہ ہے جو اپنی ضروریات، اپنی اولاد اپنے اہلِ خانہ اور خدّام کی ضروریات سے زیادہ ہو۔ اپنی ضروریات کے مطابق لے کر بھیک مانگنا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول، بلکہ اسلام میں ہرگز پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس کی حالت دیکھ کر لوگوں سے کپڑا خیرات کرنے کا ارشاد فرمایا۔ بہت سے کپڑے جمع ہو گئے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دو کپڑے اس شخص کو دے دیئے۔ اور پھر حضور اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی تو اُس شخص نے ان دو کپڑوں میں سے ایک صدقہ میں دے دیا، تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس شخص کا کپڑا واپس کر دیا (کیونکہ وہ خود ضرورت مند تھا)

(ابوداؤد ص ۲۵۴/۱ ج، دُرِّ منثور، زیرِ آیت ج ۱ ص)

ے بدنیا توانی کہ عقبیٰ خری — بجز جانِ من ورنہ حسرت بری

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ (آلِ عمران آیت ۹۲)

"ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہِ خدا میں) ان چیزوں میں سے، جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔"

اِس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اے اللہ کے پیارے رسول! (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) مجھے سب سے زیادہ پیارا اپنا باغ برحاء ہے۔ آپ اس باغ کو جہاں چاہیں خرچ فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائیوں اور رشتے داروں میں بانٹ دیا۔ علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ زیرِ آیت ارشاد فرماتے ہیں:

لَنْ تَبْلُغُوْا حَقِیْقَةَ الْبِرِّ الَّذِیْ هُوَ کَمَالُ الْخَیْرِ۔

"یعنی اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے بغیر تم نیکی کی حقیقت جو احسان وخیر کا کمال درجہ ہے، نہ پاسکو گے۔"

معلوم ہوا نیکی کا اعلیٰ درجہ تو پسندیدہ چیز خرچ کرنے سے ملتا ہے اور اگر تم کمتر کوئی چیز خرچ کرو گے، تو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں کئی گنا ثواب عطا فرماتے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اِس آیتِ کریمہ کے نازل ہونے کے بعد اپنی پسندیدہ چیزوں کا ذکر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ میں کیا اور سب سے زیادہ پسندیدہ مال پیش کرنے کی پیشکش کی۔ ایک دفعہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیک وسلّم) میرا پسندیدہ اور زیادہ مال وہ ہے، جو میری زمین کا حصّہ ہے، میں اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں، آپ فرمائیں کہ میں کیا کروں؟ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ زمین اپنے

قبضے میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل و زراعت وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرو۔ (تفسیر درمنثور ج ۲، صفحہ ۵)

اگر ذہن میں سوال آئے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو باغ بانٹنے کا حکم دے دیا، مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین دینے سے منع کر دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو حکمت و نبوت سے نوازا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بہت بڑے مالدار تھے، اس لئے اس میں حکمت یہ تھی کہ اُن کا باغ راہِ خدا میں دے کر باغ کی محبت کو دل سے نکال دیا جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل پونجی وہی تھی، اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پسند فرمایا کہ زمین رہ جائے اور اُس کی پیداوار کو یہ صدقہ کریں۔ نبی کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے؛

○ نبی کی گفتگو حکمت ○ نبی کا بیٹھنا حکمت ○ نبی کا اُٹھنا حکمت؛
○ نبی کا چلنا حکمت ○ نبی کا چُپ رہنا حکمت ○ نبی کا بولنا حکمت،
○ نبی کا فرمان حکمت ○ نبی کا ہر فعل حکمت، اِس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کی نبض شناسی فرماتے ہوئے اِن کی حیثیت کے مطابق حکم دیا۔

جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک گھوڑا تھا، جو اُنہیں اپنی ساری دولت سے زیادہ پسند تھا۔ اس گھوڑے کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، یہ میرا پسندیدہ صدقہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے قبول فرمالیا، اور قبول فرما کر ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دے دیا، تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر حیرانی و پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے کہ گھر کا مال گھر ہی میں رہ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا

Scanned with CamScanner

"تمہارا صدقہ تو ادا ہوگیا، اب میری مرضی، میں جس کو چاہوں دوں۔"
(تفسیر دُرِّمنثور صفحہ ۵ ج ۲، مسلم شریف صفحہ ۳۲۴ ج ۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبدہ نامی ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اُن کے پاس بہت سے اُونٹ تھے اُور اُن کا چرانے والا ایک ضعیف آدمی تھا۔ قبیلہ بنی سُلیم کے ایک شخص نے عرض کی "حضور! میں آپ کی خدمت میں رہ کر آپ کا فیضان حاصل کرنا چاہتا ہوں"۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں ایسے شخص کو اپنا ساتھی بنا سکتا ہوں، جو میری اطاعت کرے۔" عرض کی "حضور! آپ کی اطاعت میں کس معاملے میں کروں؟" تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جب میں کوئی چیز تمہارے مال میں سے کسی کو دینے کے لئے مانگوں، تو چھانٹ کر اعلیٰ قسم کا مال دے۔ اُس نے یہ شرط قبول کرلی، اور ایک زمانہ تک آپ کی خدمتِ اقدس میں رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ لگا کہ اس گھاٹ کے رہنے والے لوگوں پر تنگی ہے، تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ ایک اونٹ اپنے اُونٹوں میں سے لے آؤ۔ وہ گیا اور حسبِ وعدہ اچھے اُونٹ کی تلاش پر نظر دوڑائی۔ ایک نر اُونٹ، جو سب سے اچھا تھا، اُس نے اُسے اس غرض سے چھوڑ دیا کہ اس نر اُونٹ کی جفتی اُونٹوں وغیرہ کے لئے ضرورت رہتی ہے، لہٰذا اُس نے اُس اونٹ کو چھوڑ دیا اور ایک اونٹنی جو اُس اونٹ سے کم درجے کی اور باقی اُونٹوں سے اعلیٰ تھی، اُس کو لے لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، مگر وہ اعلیٰ نر اُونٹ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں آچکا تھا۔ آپ نے فرمایا "تُو نے مجھ سے خیانت کی ہے"۔ اب وہ اس اونٹنی کو واپس لے گیا اور اُس اعلیٰ اونٹ کو لے آیا۔ آپ نے فرمایا: اس گھاٹ سے دو آدمیوں کو بُلا لاؤ۔ دو آدمی حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: "ثواب کا کام کروگے؟ اُنہوں نے کہا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا "یہ اونٹ لے جاؤ اسے ذبح کردو اور گوشت کے اتنے ٹکڑے بناؤ، جتنے گھر ہیں۔

ان گھروں میں میرے گھر کو بھی شامل کر لینا اور میرے گھر میں بھی اتنا ہی ٹکڑا بھیجنا جتنا باقی گھروں میں جاتے۔ جب اونٹ تعمیل حکم کے لئے لے کر چل پڑے، تو آپ نے اُسے بلایا اور فرمایا: "تم نے جو وعدہ اُس وقت مجھ سے کیا تھا؟ کیا تم اُس کو بھول گئے تھے یا جان کر تم نے ایسا کیا؟" عرض کی حضور! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے سب علم تھا مگر باقی اُونٹوں کی ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "کیا یہ سب کچھ میری ضرورت کی وجہ سے کیا؟" تو عرض کی "جی ہاں!" آپ نے ارشاد فرمایا "میری ضرورت کیا ہے، میں تجھے بتاؤں؟" عرض کی "ارشاد فرمائیں؟" تو آپ نے فرمایا: میری ضرورت کا وقت وہ ہے، جب تم قبر کے گڑھے میں ڈال دیئے جاؤ گے، وہ دن تمہاری محتاجی کا دن ہو گا۔ اور سن لے! مال میں تین شریک ہیں:

(۱) مُقدّر: معلوم نہیں اچھے مال کو تقدیر لے جائے یا بُرے مال کو۔ تقدیر کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی، یعنی جس مال کو تم اچھا سمجھ کے چھوڑ دو اور یہ سمجھو کہ کسی دوسرے وقت میں میرے کام آئے گا، کیا معلوم وہ دوسرے وقت کے آنے سے پہلے ہی تباہ و برباد ہو جائے، اس لئے بہتر ہے کہ اسے آخرت کا ذخیرہ بنا لو۔

(۲) وارث: شریک ہے جو ہر وقت اِس انتظار میں ہے کہ کب تو قبر کے گڑھے میں جائے اور وہ تیرا مال وصول کرے۔

(۳) اور تُو خود اِس مال کا شریک اور وارث ہے۔

تو ہر آدمی کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے باقی شریکوں سے کم حصہ نہ پائے۔ ایسا نہ ہو کہ مقدّر (تقدیر) لے اُڑے اور وہ مال ضائع ہو جائے یا وارث لے اُڑیں بہتر یہ ہے کہ تو خود اپنے ہاتھوں سے تقسیم کر تاکہ حق تعالیٰ کے خزانے میں جمع ہو جائے اور یہ اُونٹ جس کو تو نے افضل سمجھ کے چھوڑ دیا تھا، کیوں نہ میں اُس کا وارث بن جاؤں اور اُسے آخرت کے خزانے میں جمع کرا دوں۔" (تفسیر دُرِ منثور ج ۲، ص ۵۱)

پسندیدہ چیز کا صدقہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شکر خرید کر لوگوں میں بطورِ صدقہ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے خادم نے عرض کی "حضرت! شکر کی بجائے اگر کھانا دیا جائے تو اس سے غریبوں کو زیادہ نفع پہنچے گا۔ فرمایا: بالکل صحیح ہے اور میرا خیال بھی یُوں ہی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران آیت ۹۲)

○ تو چونکہ مجھے شکر ہی بہت پسند ہے، اِس لئے میں اسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کروں گا۔

○ اپنی پسندیدہ چیز خیرات کرنا افضل صدقہ ہے۔
○ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیرحاء کو صدقہ کیا۔
○ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسندیدہ زمین کی پیداوار کو صدقہ کیا۔
○ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسندیدہ گھوڑا صدقہ کیا۔
○ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسندیدہ اُونٹ صدقہ کیا۔
○ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پسندیدہ شکر کو صدقہ کیا۔

تو معلوم ہوا کہ ○ صدقہ اعلیٰ مال دینے سے لگتا ہے۔
○ صدقہ اُس چیز کا کیا جائے جو خود کو پسند ہے۔
○ صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے ـــ اِسی لئے اعلیٰ
○ اور عمدہ مال دینے سے اللہ کریم خوش ہوتا ہے۔
○ صدقہ مال کو بڑھاتا ہے ○ صدقہ سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔
○ صدقہ قبر کی زینت ہے ○ صدقہ مصائب دفع کرنے کا ذریعہ ہے۔

خوشی اور غمی میں صدقہ

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ

Scanned with CamScanner

لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ۙ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ط

(سُورۃ آل عمران : آیت ۱۳۳)

"اور دوڑو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور (دوڑو) جنّت کی طرف، جن کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے، وہ (پرہیزگار) جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی اور تنگدستی میں اور ضبط کرنے والے ہیں غصّے کو اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے۔"

اِس آیتِ کریمہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ متّقی لوگوں کے لئے جنّت کی بہاریں چشم براہ ہیں متقی لوگوں کی پہلی صفت یہ ہے کہ تنگدستی و خوشحالی میں اپنا پیارا اور اعلیٰ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یہ مؤمن کی اعلیٰ درجے کی صفت ہے۔

- اِن کی دُوسری۲ صفت یہ ہے کہ جذبۂ انتقام کے وقت غصّہ پی جاتے ہیں۔
- اور تیسری۳ صفت یہ ہے کہ بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود معاف کر دیتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے۔
- اور ان کی چوتھی۴ صفت احسان ہے کہ دشمن کو بھی معاف کر دیتے ہیں
- اور اِن کی پانچویں صفت یہ ہے کہ اپنے گناہوں پر طلبِ مغفرت کرتے ہیں۔
- تو ایمان والوں کی پہلی علامت یہ ہوئی کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خرچ کرتے ہیں

؎ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا ہرچہ داری صرف کُن در راہِ اُو

حدیث شریف میں ہے، عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعَبْدَ لَیَتَصَدَّقُ بِالْکِسْرَۃِ تَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ اُحُدٍ۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص۴۲، ترمذی ج ۱ ص۸۴)

"حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "بندہ جب روٹی کے ٹکڑے کا صدقہ دیتا ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں بڑھ کر اُحد پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے گا۔"

؎ گفت پیغمبر کہ دائم بہرِ پند دو فرشتہ خوش مُنادی می کند
؎ یا الٰہی مُنفقاں را سیر دار ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار

جہنّم سے آزادی

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک لونڈی خریدی تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام نازل ہوئے اور عرض کی، یارسُول اللہ (صلّی اللہ علیک وسلّم) اس لونڈی کو گھر سے نکال دیجئے کہ یہ جہنّمی ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ حکم حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سُنایا تو آپ نے اس لونڈی کو کچھ چھوہارے دے کر نکال دیا۔ اس لونڈی نے راستے میں آدھے چھوہارے ایک فقیر کو دے دیئے، اور آدھے خود رکھ لئے۔ اب دوبارہ جبریل علیہ السّلام آئے اور کہا اے محمّد (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس لونڈی کو واپس بُلا لیں، اللہ تعالیٰ نے اُسے جہنّم سے رہا کر دیا ہے، اِس لئے کہ اُس نے آدھے چھوہارے فقیر کو دے دیئے ہیں، اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! دوزخ سے اپنے نفس کو بچا لے، اگرچہ آدھا ہی چھوہارا کیوں نہ ہو۔ (نُزہۃ المجالس ج ۱، ص)

جیسا صدقہ ویسا اجر

حضرت ابوالّلیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی جس نے اپنا ہاتھ آستین میں چھپایا ہوا تھا۔ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تو اپنا ہاتھ آستین سے کیوں نہیں نکالتی۔ عرض کیا: اے اُمّ المؤمنین! اس بارے میں آپ مجھ سے کچھ نہ پوچھیں، اُمّ المؤمنین نے فرمایا: یہ بات تجھے ہر صورت میں بتانا ہوگی تو کہنے لگی:

اے اُمّ المومنین! میرے والد تو صدقہ دینا پسند کرتے تھے، مگر میری والدہ روکتی تھیں میں نے اپنی والدہ کو چربی کے چند ٹکڑے یا پُرانے کپڑوں کے علاوہ کوئی چیز صدقہ کرتے نہیں دیکھا۔ والدہ کے فوت ہو جانے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور والدہ لوگوں کے درمیان اپنا جسم ڈھانپنا چاہتی ہے، مگر وہ اس کوشش میں ناکام ہو جاتی ہے اور یہ بھی دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں چربی کا ایک ٹکڑا ہے جسے وہ چاٹ رہی ہے اور پیاس پیاس پکار رہی ہے اور میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ لوگوں کے درمیان بیٹھا حوض کوثر سے پانی پلا رہا ہے۔ میرے والد دُنیا میں بھی یہی صدقہ یعنی پانی پلانا پسند کرتے تھے۔ پھر میں نے پانی کا ایک پیالہ اپنی والدہ کو پلایا تو آواز آئی: جس نے اس عورت کو پانی پلایا اس کا ہاتھ شل ہو جائے، پھر میں بیدار ہو گئی تو میرا ہاتھ شل اور مفلوج تھا۔ (تنبیہ الغافلین، مطبوعہ مصطفےٰ البابی مصر ص۱۲۰)

؎ کائے خدا یا مُنفقاں را دہ خلف
کائے خدا یا مُمسکاں را کن تلف

- ○ ایمان والے فراخی و تنگ دستی میں صدقہ کرتے ہیں۔
- ○ ایمان والوں کی علامت صدقہ و خیرات ہے۔
- ○ ایمان والے روٹی کے ٹکڑے پر بھی ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔
- ○ ایمان والے صدقہ سے نہیں روکتے!
- ○ صدقہ نہ کرنے والوں کی حمایت سے سزا ملتی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ:

- ○ صدقہ کشائشِ رزق کا ذریعہ ہے ○ صدقہ حصولِ جنت کا ذریعہ ہے
- ○ صدقہ جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے ○ صدقہ حوضِ کوثر کا جام پینے کا ذریعہ ہے
- ○ صدقہ سے عزتِ اُخروی ملتی ہے ○ صدقہ خوشنودئ الٰہی کا ذریعہ ہے

؎ گر نماند جُود در دستِ تو مال
کے کُند فضلِ الٰہی پائمال

آخرت کا خزانہ

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ○

(سورۃ الحدید، پ ۲۷، آیت ۱۸)

"بے شک صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دیا، کئی گنا بڑھا دیا جائے گا اُن کے لئے (اُن کا مال) اور انہیں فیاضانہ اجر ملے گا۔"

اس آیتِ کریمہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ صدقہ کرتے ہیں، وہ حقیقت میں اللہ جلّ شانہٗ کو قرض دیتے ہیں۔ قرض دینے کا معنیٰ یہ ہے کہ قرض ایک مدّت کے لئے دیا جاتا ہے، صدقہ بھی ایک مدّت کے لئے دیا جاتا ہے اور جس وقت صدقہ کرنے والے کو سخت حاجت ہو گی، کوئی اُس کی مدد کا ذریعہ نہ ہو گا، صدقے کا ثواب اُسے دے کر مقامِ جنت عطا کیا جائے گا، جس طرح لوگ بچیوں کی شادی کے لئے تھوڑا تھوڑا مال جمع کرتے ہیں اور بوقتِ ضرورت خرچ کرتے ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھوڑا تھوڑا خرچ کریں تاکہ ضرورت کے وقت قیامت کے دن کام آسکے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیُدْخِلُ بِلُقْمَةِ الْخُبْزِ وَقَبْضَةِ وَمِثْلِهٖ مِمَّا یَنْفَعُ بِهِ الْمَسَاكِیْنَ ثَلَاثَةً اَلْجَنَّةَ رَبَّ الْبَیْتِ الْاٰمِرَ بِهٖ وَالزَّوْجَةَ تُقْلِحُهٗ وَالْخَادِمَ الَّذِیْ یُنَاوِلُ الْمِسْكِیْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَنْسَ خَدَمَنَا (الترغیب ص۱۲ ج۲)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ روٹی کا ایک نوالہ یا کھجور کا ایک ٹکڑا یا کوئی اور

تھوڑی سی چیز جس کے ساتھ مسکین فائدہ حاصل کر سکیں (اس کی وجہ سے) تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرماتا ہے: (۱) مالک کو جس نے دینے کا حکم کیا (۲) اُس کی بیوی کو جس نے روٹی کا ٹکڑا پکایا۔ (۳) خادم جس نے لے کر مسکین کو دیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہمارے خدمت گزار کو بھی نہیں بھولا۔

برادرانِ اسلام! صدقہ کرنے سے دُنیا اور آخرت کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سالم بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کے ہمراہ باہر نکلی بھیڑیا آیا اور بچہ چھین کر لے گیا۔ عورت نے اُس کا پیچھا کیا اور سامنے سائل آیا اُس کے پاس ایک روٹی تھی، وہ سائل کو دے دی، وہ بھیڑیا واپس مڑا اور بچے کو چھوڑ دیا اور ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: یہ لُقمہ (تیرا بچہ) اِس لقمے (یعنی روٹی) کے بدلے میں واپس کر دیا گیا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، مطبوعہ مصر ص ۱۲۰)

لب بہ بند و کف بُرا ز زر بر کشا — بُخل تن بگذار پیش آور سخا (مولانا روم)

چار دُعائیں

ایک دن منصور بن حلاج لوگوں میں وعظ سُنا رہے تھے کہ حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر چار درہم مانگے۔ حضرت منصور بن حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، جو شخص اس کو چار درہم دے گا، مَیں اُس کے لئے چار دُعائیں مانگوں گا۔

ایک یہودی کا غلام کھڑا ہوا اور کہنے لگا: میں چار درہم دیتا ہوں آپ میرے لئے چار دُعائیں فرما دیں۔ چنانچہ اُس نے جیب سے چار درہم نکال کر دے دیئے تو حضرت نے فرمایا، "تمہارے لئے کون کون سی دُعا کروں؟" غلام کہنے لگا:

(۱) یہ کہ میں غلامی سے آزاد ہو جاؤں (۲) میں مسکین ہوں، مالدار ہو جاؤں۔

(۳) یہ کہ میں گنہ گار ہوں میری مغفرت ہو جائے۔

(۴) یہ کہ میرا مالک یہودی ہے، اسلام لے آئے۔ آپ نے دُعا فرمائی۔

جب یہ غلام واپس آیا، تو یہودی نے پوچھا "تو دیر سے کیوں آیا ہے؟" وہ کہنے لگا "میں حضرت منصور بن حلاج (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مجلس میں حاضر تھا، ایک سائل کے سوال کرنے پر میں نے چار درہم صدقہ دیئے۔ تو انہوں نے میرے لئے چار دُعائیں مانگیں۔ یہودی نے پوچھا، وہ کون سی دُعائیں تھیں؟ کہنے لگا "ایک میری آزادی کی"۔ تو یہودی نے کہا: "جا میں نے تجھے نامِ خدا پہ آزاد کر دیا۔" "دُوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے مصارف کا سامان مہیا فرما دے" تو یہودی نے کہا، "میں تجھے چار ہزار درہم دیتا ہوں۔" یہودی نے پوچھا "تیسری دُعا کون سی ہے؟" غلام کہنے لگا "تیرے ایمان لانے کی۔" یہ سُن کر یہودی نے اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اور مسلمان ہو گیا۔

اَب نومسلم کہنے لگا، "چوتھی دُعا کیا ہے؟" غلام نے کہا: "مغفرت کی" "اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرما دے۔" تو اُس نے کہا: "یہ میرے بس میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے معاف فرمائے۔" پھر اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے "تُو نے جو تیری قدرت میں تھا، تو نے کیا۔ اب جو ہماری قدرت میں ہے، ہم کرتے ہیں۔ جا ہم نے تجھے، تیرے غلام، وعظ سُنانے والے اور مجلسِ وعظ میں حاضر ہونے والے سب لوگوں کو معاف کر دیا۔" (نزہۃ المجالس ص ۵۵)

برادرانِ اسلام! آپ نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے صدقہ کرنے والے کو کس قدر فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اُس کے صدقے کی وجہ سے اُس کی دُعا کو قبول فرما لیا۔ تو معلوم ہوا کہ:

Scanned with CamScanner

- ○ صدقہ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے ○ صدقہ غربت سے نجات کا ذریعہ ہے
- ○ صدقہ بیوی کے ایمان کا ذریعہ ہے ○ صدقہ مغفرت وبخشش کا ذریعہ ہے
- ○ صدقہ خوشنودیٔ الٰہی کا ذریعہ ہے ○ صدقہ غلامی سے آزادی کا ذریعہ ہے
- ○ صدقہ بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہے ○ صدقہ گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے
- ○ صدقہ واعظین وحاضرین وسامعین کے لئے قبولیتِ دعا کا ذریعہ ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند — دو فرشتہ خوش منادی مے کند
کائے خدایا منفقاں را دہ خلف — کائے خدایا ممسکاں را دہ تلف
یا الٰہی منفقاں را سیر دار — ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار
کائے خدایا ممسکاں را در جہاں — تو بدہ الا زیاں اندر زیاں

غزوۂ تبوک میں انفاق

قرآن مجید میں فرمان رب العالمین ہے:

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَاَنْفَقُوْا لَھُمْ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ہ (سورۃ الحدید، پ ۲۷، آیت ۷)

"ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اس کی راہ میں اُن مالوں سے، جن میں اُس نے تمہیں اپنا نائب بنایا، پس وہ لوگ جو تم میں سے ایمان لائے اور راہِ خدا میں خرچ کرتے رہے، اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔"

اِس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ایسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی، جو ایماندار تو ہیں، مگر ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے میں غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اگر مالی یا جانی قربانی کی ضرورت پڑے تو دریغ نہ کریں۔ غزوۂ تبوک رومی سلطنت کے خلاف تھا، جن کا یہ منصوبہ تھا کہ ہم مدینہ طیبہ

پہنچ کر مسلمانوں کو ملیا میٹ کر دیں گے۔ حضور سید العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لئے تیس ہزار صحابہ کرام کا لشکرِ جرار لے کر پیش قدمی فرمائی اور رومیوں کے علاقہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقامِ تبوک پر خیمہ زن ہوئے اور اس مہم کو سرکرنے کے لئے سرمائے کی انتہائی ضرورت تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس طرح سے مال کو راہِ جہاد میں فدا کیا کہ اس کے ذکر سے آج بھی ایمان تازہ ہو جاتا ہے، مگر بعض ایسے بھی تھے کہ وہ مسلمان تو ضرور تھے مگر اُن کے مال خرچ کرنا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا۔ انہیں صدقہ کی ترغیب دی جارہی ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ ہ (الحدید: آیت ۷)

"یہ مال جو تمہارے پاس ہے اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اُس نے تمہیں خلیفہ و نائب بنایا ہے۔ اور تمہیں یہ مال عطا فرمایا ہے تاکہ تم اس مالک کا مال اُس کی راہ میں خرچ کر کے اُس کی خوشنودی حاصل کر سکو۔ لیکن یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ مالک تو مال خرچ کرنے کا حکم دے اور نائب مالک بن بیٹھے اور اُس کی راہ میں خرچ نہ کرے، جبکہ کچھ عرصہ پہلے یہ زمین، باغات، مکانات کسی اور کے قبضے میں تھے، وہ چھوڑ کر چلا گیا اور تم اُس کے مال کے خلیفہ و نائب بنے۔ عنقریب تم بھی چھوڑ کر چلے جاؤ گے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے ہاتھ سے مال خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے صحابہ کرام مال خرچ کرتے تھے۔

حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَھَلْ لَکَ مِنْ مَّالِکَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَذَاھِبٌ وَتَارِکُہٗ لِلنَّاسِ (مسلم شریف)

Scanned with CamScanner

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا؛ "تمہیں مال کی کثرت نے غافل کردیا۔ انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال، اے انسان! تیرے مال میں سے تیرا کچھ بھی نہیں بجز اس کے جو تم نے کھالیا اور ختم کردیا اور پہن لیا اور پرانا کر دیا یا صدقہ کیا، اور آخرت کے لئے زادِ راہ بھیج دیا، اس کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ جانے والا ہے اور تُو لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے۔"

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصدِ من از خلقِ احساں بودہ است
من نکردم امر تا سودے کنم — بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

رحمٰن اور شیطان کے وعدے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا؛ مَا نَقَصَ مَالٌ مِّنْ صَدَقَةٍ۔ "مال صدقہ کرنے سے ہرگز کم نہیں ہوتا۔" اور جو شخص ظالم کے ظلم کو معاف کردے، اللہ تعالیٰ اُسے عزت عطا فرماتا ہے، اور عاجزی کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ بلند درجات سے نوازتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، دو باتیں شیطانی ہیں اور دو باتیں رحمانی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں پھر آپ نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی؛

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (سورہ بقرہ، آیت ۲۶۸)

"شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا، جاننے والا ہے"

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اطاعت کرنے اور صدقہ دینے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کی مغفرت و بخشش اور فضل و کرم شاملِ حال ہو، بے شک اللہ تعالیٰ واسع اور علیم ہے۔

(تنبیہ الغافلین، مطبوعہ مصر، ص ۱۱۷)

حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں: (۱) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ

"کوئی معبود نہیں، مگر ایک اللہ اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"

(۲) اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ

"امت گنہ گار ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا"

(۳) وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا رَبِحْنَا مَا قَدَّمْنَا خَسِرْنَا مَا خَلَّفْنَا۔

"ہم نے اپنا عمل پالیا، جو آگے بھیجا تھا اور جو آگے بھیجا تھا، اس میں ہمارا نفع ہے اور پیچھے چھوڑا تھا، اس میں ہمارا نقصان ہے۔"

اور بعض نے کہا ہے کہ جو شخص پانچ چیزیں روکتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے پانچ چیزیں روک لیتا ہے۔ وہ یہ ہیں؛

(۱) مَنْ مَنَعَ الزَّكٰوةَ مَنَعَ اللهُ مِنْهُ الْمَالَ۔
(۲) مَنْ مَنَعَ الصَّدَقَةَ مَنَعَ اللهُ مِنْهُ الْعَافِيَةَ۔
(۳) مَنْ مَنَعَ الْعُشْرَ مَنَعَ اللهُ مِنْهُ الْبَرَكَةَ أَرْضِهِ۔
(۴) مَنْ مَنَعَ الدُّعَاءَ مَنَعَ اللهُ مِنْهُ الْاِجَابَةَ۔
(۵) مَنْ تَهَاوَنَ بِالصَّلٰوةِ مَنَعَ مِنْهُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ۔

○ "جو شخص زکوٰۃ کو روکتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے مال کی حفاظت ختم کر دیتا ہے۔"
○ "جو شخص صدقہ کو روکتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے عافیت (سلامتی) کو روک دیتا ہے۔"
○ "جو شخص عُشر کو روکتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی زمین سے برکت روک دیتا ہے۔"
○ "جو شخص دُعا کو روکتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی قبولیت کو روک دیتا ہے۔"
○ "جو شخص نماز میں سستی کرتا یا اس سے منع کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ موت کے وقت اُسے کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔"

(تنبیہ الغافلین ص ۱۱۱)

Scanned with CamScanner

زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال ضائع ہو جاتا ہے۔
عُشر نہ دینے والے کی زمین سے برکت اُٹھ جاتی ہے
دُعا سے روکنے والے کی اپنی دُعا قبول نہیں ہوتی۔
نماز سے روکنے والے کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا
صدقہ نہ دینے والے سے عافیت اور سکون دُور ہو جاتا ہے

ے دُنیا اندر نفع نہ ہویا ہوراں دے کم آیا — کر کے محنت جوڑن کولوں دُور عذاب اٹھایا
ے کی گل سی جے مالوں حصّہ راہ مولا دے دیندا — کردا پاک خزانہ سارا ہرگز دُکھ نہ لیندا

ایمان کی علامت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ (الانفال، پ۹، آیت ۲ تا ۴)

"صرف وہی سچے ایمان دار ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کانپ اُٹھتے ہیں اُن کے دل، اور جب پڑھی جاتی ہیں اُن پر آیتیں تو یہ بڑھا دیتی ہیں اُن کے ایمان کو اور صرف اپنے رب پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں، اور جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو نیز اس سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے رہتے ہیں، یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ انہی کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور باعزت روزی۔"

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے کمالِ ایمان کا ذکر فرمایا کہ اعلیٰ درجے کے مومن کا یہ حال ہے کہ جب ان کے سامنے:

- ○ آیاتِ ربانی کو تلاوت کیا جائے، تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اُٹھتے ہیں۔
- ○ آیاتِ قرآنی کو سُن کر ان کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

- ○ ایمان والے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔
- ○ ایمان والے صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں۔
- ○ ایمان والے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔
- ○ ایمان والے مال سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔
- ○ جو مال راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے، اُن کے بارے میں کہا گیا ہے:

ے خرچ نہ اِس نوں ہرگز کر دے رستے وچ الٰہی — پس خوشخبری دے سرور توں دردناک عذاب الٰہی

حدیث شریف میں ہے، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۲۵، مشکوٰۃ شریف)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، اُن میں سے ایک کہتا ہے: "اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما" اور دُوسرا کہتا ہے، "اے اللہ! روک کر رکھنے والے کا مال تباہ و برباد کر دے۔""

- ○ ایک اور روایت ہے کہ فرشتے صبح سے شام تک یہی دُعا کرتے رہتے ہیں۔

صدقہ کی برکات

پُرانے زمانے میں ایک بادشاہ تھا، اُس نے منادی کروا دی کہ میرے سوا کوئی دوسرا صدقہ نہ کرے۔

اتفاقاً ایک عورت کے دروازے پر سائل آیا، تو اُس عورت نے تین روٹیاں دے دیں۔ یہ خبر جب بادشاہ کو پہنچی، تو اُس نے اُس کا ہاتھ کٹوا کر اُسے مُلک بدر کر دیا۔ وہ کسی اور بادشاہ کی سلطنت میں چلی گئی۔ بادشاہ نے اس سے ماجرا پوچھا تو اُس نے

Scanned with CamScanner

سارا حال بتا دیا۔ بادشاہ نے اس سے نکاح کرلیا اور اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بادشاہ کے دِل میں ایسی جگہ بنائی کہ وہ دُوسری بیویوں سے زیادہ اس سے محبت رکھنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکا بھی عطا فرمایا؛ ایک دفعہ بادشاہ جہاد کرنے نکلا تو بعض سوکنوں نے ایک فرضی خط لکھا جس میں بادشاہ کی طرف سے اُس کی والدہ کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ اُس عورت کو جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے، میری سلطنت سے نکال دے۔ جب بادشاہ کا خط اُس کی ماں کو ملا، تو اُس نے اس عورت کو ملک سے باہر نکلنے کا حکم دے دیا۔ نیک بخت عورت نے یہ سُن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور اپنے بچے کو اُٹھا کر دریائے دجلہ کی طرف روانہ ہوگئی اور دجلہ پر پہنچ کر پانی پینے لگی، تو اُس کا بچہ دریا میں گر گیا۔ اُس نے دونوں ہاتھ بُلند کئے اور بارگاہِ صمدیت میں عرض کی: اِلٰهِیْ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَغَاثُ وَبِكَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ التَّوَسُّلُ۔ تو تین فرشتے اُس کے پاس آئے۔ ایک نے کہا یہ تیرا ہاتھ ہے اور دُوسرے نے کہا یہ تیرا دُوسرا ہاتھ ہے اور تیسرا دجلہ میں گیا اور اُس کے بچے کو نکال کر اُس کے حوالے کر دیا۔ پھر فرشتوں نے کہا یہ تیری، تین روٹیوں کا صلہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تو نے خیرات کی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد وہ عورت دَریائے دجلہ پر عبادت میں مشغول ہوگئی۔

اور جب اُس عورت کا خاوند (بادشاہ) جہاد سے واپس آیا تو اپنی والدہ سے اپنی اس بیوی کا حال پوچھا، تو ماں نے خط نکال کر دے دیا، تو بادشاہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب کچھ میری دُوسری بیویوں کے مکر و فریب سے ہوا ہے۔ اب بادشاہ اپنی بیوی کی تلاش میں نکلا اور اسے تلاش کرتے کرتے دجلہ کے کنارے پایا۔ واپس آنے کو کہا مگر اُس نے معذرت کی، تو بادشاہ نے بھی ملک کو خیرباد کہا اور تارک الدنیا ہو کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگیا۔ (نزہتہ المجالس ج ۱، ص ۱۹۴)

- صَدقہ کی برکت سے صدقہ کرنے والی عورت بادشاہ کی بیوی بن گئی۔
- صدقہ کی برکت سے، وہ بادشاہ کی منظورِ نظر بن گئی۔
- صدقہ کی برکت سے، اُسے ہاتھ مل گیا۔
- صدقہ کی برکت سے اُسے بچہ مل گیا۔
- صدقہ کی برکت سے اُسے بادشاہ مل گیا۔
- صدقہ کی برکت سے اُسے تقویٰ حاصل ہوگیا۔
- صدقہ کی برکت سے وہ عورت ولیہ کاملہ بن گئی۔
- صدقہ کی برکت سے بادشاہ بھی ولیٔ کامل بن گیا

حضور سیّد المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰی وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۴، مُسلم شریف ج ۱ ص ۳۳۲، بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹۱)

"حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، یا رسُول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) کون سا صَدقہ (ثواب کے اعتبار سے) بڑھا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تُو صَدقہ ایسی حالت میں کرے کہ تُو تندرست ہو، مال کی حرص دِل میں ہو، اور اپنے فقیر ہو جانے کا ڈر ہو اور اپنے مالدار ہونے کی تمنا ہو اور صدقہ کرنا اُس وقت تک مؤخر نہ کرنا کہ رُوح حلق تک پہنچ جائے (یعنی مرنے کا وقت قریب آجائے) اور تو کہے کہ اتنا مال فلاں (مسجد) کا اور اتنا مال فلاں (مدرسے) کا، حالانکہ مال اب فلاں وارث کا ہوگیا ہے۔"

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ:

○ افضل صدقہ وہ ہے، جو اپنے ہاتھ سے دیا جائے۔

○ افضل صدقہ وہ ہے، جو فقیر و مفلس ہونے کے ڈر کے باوجود دیا جائے۔

○ افضل صدقہ وہ ہے، جو مال بڑھانے کی آرزو کے باوجود دیا جائے۔

○ افضل صدقہ وہ ہے، جو صحت و تندرستی کی حالت میں دیا جائے۔

○ افضل ترین صدقہ وہ ہے، جو نزع کی حالت سے پہلے دیا جائے۔

ؔ خدا را بریں بندہ بخشائش است — کہ خلق از وجودش در آسائش است

ؔ کسے نیک بیند بہر دو سرائے — کہ نیکی رساند بخلق خدائے

برادرانِ گرامی! ہر آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال، میرا مال، ہائے میرا مال، مگر سُنو! ○ میرا مال وہ ہے، جو کھالیا ○ میرا مال وہ ہے، جو پہن لیا

○ میرا مال وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خزانے میں جمع کرا دیا (یعنی صدقہ کیا)، اِس کے علاوہ کسی مال کو "میرا مال" مت کہو۔

○ میرا مال وہ ہے، جو صحت و تندرستی کی حالت میں صدقہ کیا۔

○ میرا مال وہ ہے، جو محبتِ مال اور ضرورت کے باوجود صدقہ کیا۔

○ میرا مال وہ ہے، جو آخرت کا ذریعہ و ذخیرہ بنا۔

○ میرا مال وہ ہے جو جنّت کا ذریعہ اور جہنّم سے آزادی کا سبب بنا۔

○ میرا مال وہ ہے جس سے مسجد بنوائی جائے۔

○ میرا مال وہ ہے جو مدرسہ اور فلاحی کاموں پر صرف کیا۔

○ میرا مال وہ ہے جو رضائے الٰہی اور منشائے رسُول کے لئے خرچ کیا

○ میرا مال وہ ہے، جو جہاد میں خرچ ہوا۔

○ میرا مال وہ ہے، جو یتیموں، مسکینوں پر خرچ ہوا۔

○ میرا مال وہ ہے جو فقیروں، اور ناداروں پر خرچ ہوا۔

○ میرا مال وہ ہے، جو قبر کی راحت کا ذریعہ بنا۔

○ میرا مال وہ ہے، جو حشر کا ساتھی بنا۔ باقی سب مال وارثوں کا ہے، دُنیا کا ہے، دُنیا داروں کا ہے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دس خصلتوں کی وجہ سے آدمی پسندیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے، اور اُسے درجات کی بُلندی حاصل ہوتی ہے، اور وہ پسندیدہ لوگ یہ ہیں:

(۱) قرآن مقدّس کی تلاوت کرنے والا (۲) آخرت کی یاد کرنے والوں (یعنی جو دُنیا کی بے رغبتی سکھائیں) کی محفل میں بیٹھنے والا (۳) صلہ رحمی کرنے والا۔ (۴) مریضوں کی بیمارپُرسی کرنے والا (۵) آخرت سے غافل مالداروں سے دوستی نہ رکھنے والا (۶) قیامت کے دن کی فکر کرنے والا۔

(۷) کم اُمیدیں رکھنے والا، اور ہمیشہ قیامت کو یاد کرنے والا۔

(۸) خاموش رہنے والا یا کم بولنے والا (۹) عاجزی کرنے والا، پیوند والا لباس پہننے والا، فقراء سے محبت کرنے والا، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں پر شفقت کرنے والا (۱۰) صدقہ دینے والا۔

○ صدقہ سات چیزوں سے دوگنا ہو جاتا ہے:

(۱) حلال مال سے صدقہ دینا۔ (۲) صدقہ حسبِ استطاعت دینا۔

(۳) صدقہ جلدی سے دینا (۴) صدقہ میں اچھی چیز دینا (۵) صدقہ چھپا کر دینا۔

(۶) صدقہ دے کر احسان نہ جتلانا (۷) جس کو صدقہ دیا، اُسے اذیت نہ دینا۔

تو معلوم ہوا ○ صدقہ اچھی خصلت کا نام ہے ○ صدقہ بہت اچھا کام ہے

○ صدقہ آخرت کا حُسن ہے ○ صدقہ نیکیوں کا زیور ہے۔

○ صدقہ جنّت کا سرمایہ ہے، ○ صدقہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

Scanned with CamScanner

صدقات کے ثواب میں اضافہ

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ○ سورۃ بقرہ، پ ۳، آیت ۲۷۶)

"اللہ تعالیٰ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کوئی ناشکرا اور بڑا گنہ گار۔"

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ سُود کو میں ہلاک کرتا ہوں، یعنی سُود لینے والا، اس کا کھانے والا، اس کا کاروبار کرنے والا، ہلاک ہو کر واصلِ جہنم ہوگا اور اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے، صدقات کو پالتا ہے، صدقات کو زیادہ کرتا ہے، صدقات کو نفع بخش کرتا ہے، وہ مال جس سے صدقہ دیا جائے، اللہ تعالیٰ اُس کے رزق میں دنیا میں برکت عطا فرماتا ہے اور آخرت میں اُجر بڑھاتا ہے۔ کہیں ایک کے بدلے میں دس۱۰ اور کہیں اس سے زیادہ، یہاں تک کہ سات سو سے بھی زیادہ کا اُجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

- ○ صدقہ دُنیاوی مال میں اَجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔
- ○ صدقہ کا اجر آخرت میں دس۱۰ سے لے کر سات سو۷۰۰ گنا زیادہ ہے۔
- ○ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

عَلَيْكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَدْرَاُ بِالصَّدَقَةِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ الْبَلَاءِ اَيْسَرُهَا الْجُذَامُ وَالْبَرَصُ (کشف الغمہ ص ۱۹۶)

"صدقہ اپنے اوپر لازم کرو بیشک اللہ تعالیٰ اس سے ستّر دروازے بلاؤں کے دفع کر دیتا ہے، ان کا معمولی اور آسان دروازہ جذام اور برص ہے۔"

- ○ صدقہ سے بیماریاں اور بلائیں دُور جاتی ہیں ○ صدقہ سے غم دُور ہو جاتے ہیں۔
- ○ صدقہ سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ ○ صدقہ سے پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں

دس۱۰ گُنا بدلہ

ایک بزرگ کے گھر ایک سائل آیا اور اُس نے سوال کیا تو اُس بزرگ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس سائل کو زیارت دے دو بیوی نے سوالی کو چار انڈے دے دیئے۔ سوالی چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اور اُن کے گھر انڈوں کا ایک ٹوکرا دے گیا۔ وہ بزرگ اپنی بیوی سے فرمانے لگے: کتنے انڈے صدقہ کیے تھے؟ اُس نے بتایا کہ چار۔ آپ نے فرمایا: اب تیرے پاس کُل کتنے انڈے آئے ہیں۔؟ اُس نے بتایا کہ تیس۳۰۔ وہ بزرگ حیران ہو کر اپنی بیوی سے کہنے لگے: حساب درست نہیں لگتا۔ فرمانِ الٰہی ہے، مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ لٰہذا انڈے چالیس۴۰ ہونے چاہئیں۔ بیوی نے کہا ان میں دس۱۰ انڈے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اِس لئے کہ میرے انڈوں میں سے ایک ٹوٹا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے بدلہ پورا ہو گیا۔ نزہۃ المجالس، ج ۱ ص ۱۹۴)

تو معلوم ہوا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روپیہ خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے دس گنا دیتا ہے اور ستر گنا یا اس سے زیادہ آخرت میں عطا فرماتا ہے۔ صدقہ سے مال بڑھتا ہے اور اس مال کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں سبز لباس عطا فرمائے گا اور اگر کوئی مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے جنّت کے پھل عطا فرمائے گا اور اگر کوئی مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنّت کا پانی جنّت کی نہروں سے پلائے گا۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۷۲)

ے اِیں شاخ ایست از سرو بہشت   وائے او کز کف چنیں شاخ بہشت
ے مے بُرد شاخ صفائے خوب کیش   مرترا بالا کشاں تا اصل خویش

برادرانِ اسلام! ان آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں اُس کو کئی گنا بڑھاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابُو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرِ انور کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا جو یہ دُعا کر رہا تھا "اے اللہ تجھے اس قبر کی عزت اور سورۃ اخلاص کی قسم! مجھے چار ہزار درہم عطا فرما" میں نے کہا، "ایسی قسم تو دُنیا کے حاصل کرنے کے لئے دے رہا ہے۔" اُس نے کہا، دُنیا کے لئے نہیں، بلکہ دین کے لئے، کیونکہ ایک ہزار قرض کی ادائیگی کے لئے، ایک ہزار گھر کا خرچہ، ایک ہزار اپنا خرچہ، ایک ہزار جہاد والے گھوڑے کے خرچ کے لئے درکار ہے۔ آپ نے اُسے چار ہزار درہم دے دیئے۔ آپ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ محراب میں چار تھیلیاں پڑی ہوئی ہیں۔ ہر تھیلی میں چار ہزار درہم ہیں اور موٹی قلم (جلی حروف) سے لکھا ہوا ہے؛ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

(سُورۃ السبا، آیت: ۳۹)

"جو چیز تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو، وہ اس کے بدلے اور دے گا وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"

اور جب تھیلی کھولی، تو ایک رقعہ ملا، جس پر لکھا ہوا تھا:

یَا اَبَا اَیُّوْبَ هٰذَا خَلَفُ نَفَقَتِكَ وَثَوَابُكَ بَاقٍ فِی الْاٰخِرَةِ۔

"اے ابو ایوب! یہ تو تیرے خرچے کا بدلہ ہے اور تیرا ثواب آخرت میں باقی ہے" (نزہۃ المجالس ج۲ صفحہ ۱۹۱)

رشتہ داروں پر صدقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے تمام انصار میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ مالدار تھے اس لئے اُن کا ایک باغ کھجور کا تھا، جو انہیں بہت پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے بیرحاء کے نام سے مشہور تھا۔ حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور اس باغ کے کنوئیں کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا والی آیت نازل ہوئی، تو اس کو سُن کر ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں

عرض کی، یا رسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے، جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز کو اُس کی راہ میں خرچ نہ کرو اور میری پسندیدہ چیز بیرحاء ہے۔ میں نے اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کر دیا۔ آپ جہاں مناسب سمجھیں اسے خرچ فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشی کے کلمات کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا، میری رائے یہ ہے کہ تم اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی بہت اچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ باغ اپنے چچا کے بیٹوں اور قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ (ماخوذ مشکوٰۃ شریف ص۱۷۲، مسلم شریف ص۳۲۳)

اِس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو صدقہ دینا زیادہ ثواب ہے۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ اَلِیْ اَجْرٌ اِنْ اُنْفِقَ عَلٰی بَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَیْهِمْ فَلَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۱)

"میں نے عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا مجھے ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے میں ثواب ملے گا۔ بیشک وہ میرے بیٹے ہیں۔ فرمایا: ان پر خرچ کرو، تجھے ان پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا" اور ایک روایت میں ہے:

عَنْ سُلَیْمَانَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَةُ عَلَی الْمِسْكِیْنِ صَدَقَةٌ وَهِیَ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ (مشکوٰۃ ص۱۷۱) "حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقے کا ثواب ہے اور رشتے دار پر صدقہ کرنے کا دوہرا ثواب ہے، ایک صدقے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔"

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصَّابِرِيْنَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (سورۃ الحج ، آیت : ۳۵)

"اور اے محبوب! (علیک الصلٰوۃ والسلام) خوشخبری سُنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اُن کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو مصیبت پڑے اُس کے سہنے والے اور نماز قائم رکھنے والے ہیں اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
ایک شخص جنگل میں تھا۔ اُس نے ابر سے یہ بات سُنی کہ فلاں شخص کے باغ برساؤ۔ اس وقت وہ ابر ایک طرف ہوگیا اور ایک پتھریلی زمین پر پانی برسایا (اور اس پتھریلی زمین سے) پانی ایک ڈھلوان جگہ پر جمع ہوا۔ یہ شخص بھی اس کے پیچھے ہوا اور دیکھا کہ ایک شخص اپنی کسّی لئے ہوئے اپنے باغ کو پانی دے رہا ہے۔ اس شخص نے اس (باغ والے) آدمی سے کہا:
یَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ (اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟) تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ تو اس شخص نے کہا کہ میں نے اس ابر سے تیرا نام سنا تھا جس کا یہ پانی ہے۔ تیرا نام لے کر کوئی کہتا تھا کہ فلاں شخص کے باغ میں پانی دے دو۔ پس تو بتا کہ تو کیا کرتا ہے؟ اُس نے کہا جب تو یہ کہتا ہے تو سُن: مَا تَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِيْ ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِيْهِ ثُلُثًا "جو کچھ اس باغ میں پیدا ہوتا ہے اس کے تین حصّے کر کے ایک راہِ خدا میں خرچ کرتا ہوں اور ایک حصّہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک حصّہ پھر اسی باغ (کی ضروریات) پر لوٹاتا ہوں" (الترغیب والترہیب ص ۲۹ ج ۲)

○ تو معلوم ہوا: ایمان داروں کی علامت یہ ہے کہ صدقہ کرتے ہیں۔

○ صدقہ کرنے والوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں۔

○ صدقہ کرنے والے کے باغ میں پھل بہت زیادہ ہوتا ہے۔

○ صدقہ کرنے والے کے باغ پر حسب ضرورت بارش ہوتی ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَلٰثٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِمْ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ الْمَسْأَلَةِ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا يَخْبِطُ فِيْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ (ترمذی ص۔ الترغیب ص ۳۲ ج ۱)

"حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تین باتوں پر میں قسم اٹھا کر تم سے بیان کرتا ہوں کہ تم ان باتوں کو یاد رکھو۔ آپ نے ارشاد فرمایا:"

○ بندے کا مال صدقہ سے کم نہیں ہوتا، بلکہ بڑھتا ہے۔

○ جو بندہ ظلم پر صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اِس کی عزت زیادہ کرتا ہے۔

○ جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر (فقر) محتاجی کا دروازہ کشادہ کر دیتا ہے۔ (راوی کہتا ہے کہ یا اِن الفاظ جیسے الفاظ فرمائے)

اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں تم اِس کو یاد رکھو کہ دُنیا صرف چار شخصوں کے واسطے ہے: ○ ایک اس شخص کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عنایت فرمایا ہے، اور وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی کرتا ہے ○ اور اس مال میں اللہ تعالیٰ کا حق جانتا ہے۔ پس یہ شخص سب سے افضل مرتبہ پر ہے ○ اور ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا مگر مال نہ دیا اور وہ شخص سچی نیت والا ہے، اور وہ شخص کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا۔ تو میں بھی فُلاں مالدار سے زیادہ راہِ خدا میں خرچ کرتا، اُس کی نیت کی وجہ سے اس کو بھی وہی ثواب دیا جائے گا، جو اِس مالدار کو حاصل ہے ○ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا مگر علم نہیں دیا، اپنے مال میں بے علمی کی وجہ سے غرور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور صلہ رحمی نہیں کرتا، اور اِس مال میں اللہ تعالیٰ کا حق نہیں جانتا (یعنی راہِ خدا میں دینا نہیں چاہتا) یہ شخص بدترین مرتبے والا ہے

○ اور ایک وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا نہ علم دیا۔ وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس بھی مال ہوتا، تو میں بھی فلاں مالدار کی طرح فسق و فجور کرتا۔ اُس کی نیت کی وجہ سے اُس کو بھی وہی گناہ ہے، (جو اس مالدار کو گناہ ہے)

اِس حدیث پاک سے یہ واضح ہے کہ:

○ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا ○ ظلم پر صبر کرنے سے عزت ملتی ہے۔

○ زیادہ سوال کرنے والے پر محتاجی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

○ مال اور علم والا شخص جب صدقہ کرے، اللہ تعالیٰ سے ڈرے، صلہ رحمی کرے وہ افضل ترین ہے۔

○ علم والا جب صاحبِ مال نہ ہو اور صدقہ کے لئے مال کی آرزو کرے یہ شخص صدقہ کی نیت پر صدقہ کا ثواب پائے گا۔

○ مال پر فخر کرنے والا، صدقہ اور صلہ رحمی نہ کرنے والا بدترین آدمی ہے۔

○ جاہل و محتاج جب گناہ کے لئے مالدار ہونے کی آرزو کرے تو وہ گنہ گار ہے۔

صدقہ کرنے والا اور عابد زاہد

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم فرماتے تھے کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں سخت بخیل تھا اور وہ بخیلی کی وجہ سے ملعون کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ ایک دن اس کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اے ملعون! میں جہاد پر جا رہا ہوں، مجھے کچھ اسلحہ دے دو جو جہاد میں میرے کام آسکے اور تجھے اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے۔ اس بخیل ملعون نے مُنہ پھیر لیا اور اُسے کچھ نہ دیا۔ اس شخص کے چلے جانے کے بعد اپنے دل میں یہ بہت شرمندہ ہوا اور اس شخص کو واپس بلایا اور جب وہ شخص واپس آیا تو اس ملعون نے بطورِ صدقہ اُس شخص کو دے دی۔ جب شخص تلوار لے کر آگے بڑھا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ایک ایسا شخص بھی تھا، جو ستر سال سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ تلوار لئے کہاں سے آرہے ہو؟ تو اُس شخص نے عرض کیا: حضور یہ فلاں بخیل ملعون نے دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سُن کر (کہ اس ملعون کے صدقہ کرنے پر) بہت خوش ہوئے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عابد کے ہمراہ چل پڑے، تو دیکھا کہ وہ بخیل ملعون اپنے دروازے پر بیٹھا ہے۔ جب اُس کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عابد پر پڑی، تو اُس نے سوچا کہ میں اُٹھوں اور

Scanned with CamScanner

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عابد کے چہرے کی زیارت کر لوں۔ اب یہ اُٹھ کر زیارت کے لئے کھڑا ہوا، تو عابد نے کہا: میں اِس سے دُور بھاگتا ہوں کہیں میں اس کی وجہ سے جہنمی نہ ہو جاؤں، تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! اس گنہگار بندے (بخیل ملعون) کو بتا دو کہ میں نے اس کو تلوار صدقہ کرنے اور محبت سے تمہاری زیارت کی نیت کرنے کی وجہ سے بخش دیا اور آپ اس عابد کو بتا دیں کہ یہ جنت میں تیرے ساتھ ہوگا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے عابد کو بتایا تو وہ عابد کہنے لگا، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ایسے شخص کے ساتھ جنت میں نہیں جاؤں گا اور نہ ہی ایسے شخص کے ساتھ جنت میں ہوں گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے پھر عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اِس عابد کو بتا دو کہ تو میری رضا پر راضی نہ ہوا اور میرے بندے کو حقیر جانا، اس لئے میں نے تجھے ملعون اور جہنمی کر دیا اور تو جنتی سے جہنمی ہو گیا اور تمہاری جنت والی جگہ اس بندے (تلوار صدقہ کرنے اور زیارت کرنے والے) کو دے دی اور اُس کی جہنم والی جگہ تمہیں دے دی۔ (تنبیہ الغافلین مطبوعہ مصر ص۔۔۔)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَطْعَمَ اَخَاهُ حَتّٰى يُشْبِعَهُ وَسَقَاهُ مِنَ الْمَآءِ حَتّٰى يُرْوِيَهُ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ مَا بَيْنَ كُلِّ خَنْدَقَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔ (الترغیب والترھیب ج ۱، ص ۶۹)

"جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایا، یہاں تک کہ اُس کا پیٹ بھر گیا یا پانی پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم سے سات خندق سے دُور رکھتا ہے۔ ہر دو خندق کے درمیان پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ:

○ ملعون تلوار صدقہ کرنے سے جنتی ہو گیا ○ زاہد فخر کرنے پر جہنمی بن گیا۔
○ صالحین کی زیارت برکت کا باعث بنا ○ صدقہ ذریعۂ عزت بن گیا۔
○ مسلمان بھائی کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے والا جہنم سے دُور ہو گیا۔
○ صدقہ ذریعۂ جنت ہے ○ صدقہ جہنم سے دُوری کا ذریعہ ہے
○ صدقے سے انسان سخی بن جاتا ہے ○ صدقے سے جہنم سے نجات ملتی ہے۔

برادرانِ اسلام! ذرا غور کرو اگر پانی کا گلاس پلانے والے سے جہنم سینکڑوں برس دُور اور کھانا کھلانے والے ہزاروں برس کی مسافت پر ہو جاتی ہے، تو جو لوگ غریبوں مسکینوں کو غلہ دیتے ہیں، کپڑے پہناتے ہیں، ضروریات پوری کرتے ہیں، اور وہ خوش بخت لوگ جو غریبوں کی بچیوں کی شادی کا انتظام کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کس قدر مرتبہ عطا فرمائے گا۔۔؟

اہل بیت کا صدقہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نورِ نظر حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ تو ایک شخص نے عرض کی: "آپ کے شہزادوں کا مرض بہت سخت ہے۔ آپ کوئی نذر مانیں۔" تو آپ نے تین دن روزہ رکھنے کی نذر مانی۔ جب سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اس منت کی خبر ہوئی، تو سیدہ نے بھی تین دن روزہ رکھنے کی نذر مان لی۔ اسی طرح ان کی ایک کنیز (لونڈی) حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی نذر مان لی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہزادوں کو صحت عطا فرمائی، تو حضرت علی المرتضیٰ، سیدۃ النساء، اور فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نذر پوری کرنے کے لئے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ گھر میں افطاری کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ نے بطورِ قرض گندم لی اور چکی میں پیس کر پانچ روٹیاں افطاری کے لئے

تیار کی گئیں، اور افطاری کے لئے ابھی بیٹھے ہی تھے کہ دروازے پر ایک شخص نے صدا دی کہ میں مسکین مسلمان ہوں اور ہم پانچ آدمی ہیں اور گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کچھ کھانے کو دو، اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں جنت سے کھانا عنایت فرمائے گا۔ حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچوں روٹیاں اُٹھا کر مسکین کے حوالے کر دیں، اور پانی پی کر سب نے رات بسر کی، اگلے دن پھر روزہ رکھ لیا اور افطاری کے وقت اسی طرح پانچ روٹیاں پکائیں اور ابھی سامنے رکھی تھیں کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ میں یتیم ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام پر کھانا دو، تو حضرت شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پانچوں روٹیاں اُٹھا کر اس سائل کے حوالے کر دیں اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا اور رات یوں ہی بسر کی۔ تیسرے دن پھر افطاری کے وقت پانچ روٹیاں تیار ہوئیں ابھی سامنے رکھی ہی تھیں کہ دروازے پر ایک سائل نے سوال کیا کہ میں قیدی ہوں اور بھوکا ہوں، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پانچوں روٹیاں اُٹھا کر قیدی سائل کو دے دیں اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے رات بسر کی اور جب چوتھا دن ہوا، تو کمزوری اس قدر زیادہ ہو گئی کہ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔

حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حالت ملاحظہ فرما کر غمگین ہوئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ان آیاتِ بیّنات کا نزول ہوا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝

(سورۃ الدھر، آیت ۸ تا ۹) "اور کھانا کھلاتے ہیں اُس (اللہ تعالیٰ) کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ تعالیٰ کے

لئے کھانا دیتے ہیں اور تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔"

- ○ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ نے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے مسکین کو کھانا کھلایا۔
- ○ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص اللہ تعالیٰ کیلئے یتیم کو کھانا کھلایا۔
- ○ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص اللہ تعالیٰ کیلئے قیدی کو کھانا کھلایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ

ایک بار حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتہ مبارک خریدنے بازار کی طرف چلے۔ اس وقت حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آٹھ درہم تھے۔ راستے میں آپ نے ایک لونڈی کو دیکھا جو آہ و زاری کر رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا "کیا ہوا؟" تو کہنے لگی: میں اپنے مالک کے دو درہم لئے بازار سے سودا خریدنے آئی تھی۔ راستے میں کہیں گر گئے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو درہم اس لونڈی کو عنایت فرمائے اور آگے روانہ ہو گئے اور کرتہ مبارک چار درہم میں خریدا اور واپس ہو لئے۔ آپ نے واپسی پر راستے میں ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جو کہہ رہا تھا: جو مجھے لباس پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا لباس پہنائے گا۔ وہ کرتہ آپ نے اسے دے دیا اور بازار سے دو درہم جو باقی بچے تھے اُن کا ایک اور کرتہ خرید فرمایا اور واپس ہو لئے تو راستے میں ایک لونڈی کو دیکھا جو رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ تو کہنے لگی: "مجھے مالک کی سزا سے ڈر لگتا ہے، اس لئے کہ مجھے دیر ہو گئی ہے۔"

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے مالک کے گھر چلتا ہوں اور آپ لونڈی کے مالک کے دروازے پر جلوہ فرما ہوئے تو ارشاد فرمایا: السلام علیکم، مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوسری بار فرمایا: اَلسلام علیکم! پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ تیسری بار آپ کے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: آپ لوگوں نے میرے سلام کا جواب پہلی بار کیوں نہ دیا؟ تو گھر والوں

نے عرض کی ہم آپ کی آواز کی برکت حاصل کرنے کے لئے بہت دھیمی آواز سے جواب دیتے۔
پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اس لونڈی کو دیر ہوگئی ہے اسے معاف کردو۔
تو اہلِ خانہ نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہم نے اس لونڈی کو
آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں) آزاد کردیا۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
واپس تشریف لائے، تو ارشاد فرمانے لگے "میں نے اِن درہموں سے بڑھ کر اور درہم
نہیں دیکھے۔ ان درہموں کے ذریعے ایک لونڈی کو پناہ دی، ایک لونڈی کو آزاد کرایا،
اور ایک ننگے کو لباس پہنایا۔" (نزہۃ المجالس ج ۱، ص ۵۳۔۴، شرف المصطفٰے)

ایک فاسق کا صدقہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (سورۃ ذاریات: آیت ۱۹)

"اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل کے لئے اور محروم کے لئے۔"

اِس آیتِ کریمہ سے یہ ثابت ہے کہ ایمان والے صدقہ اِس اہتمام سے دیتے
ہیں، گویا کہ ان کے ذمّے حق ہوگیا ہے کہ سائل اور محروم کو صدقہ دیں۔

مَحروم سے مراد وہ شخص ہے جو کمائی کے باوجود اپنے اخراجات پورے
نہ کرسکے اور تنگی میں پڑا ہو یا اس کا سامان ضائع ہوگیا، ایسے شخص کی مدد کرنا صدقہ و
خیرات دینا اجرِ عظیم کا باعث ہے اور ایسے لوگوں کی پریشانی دُور کرنے سے اللہ کریم
راضی ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ارشاد فرمایا: دو شخص ایک عابد اور ایک فاسق جنگل میں جارہے تھے کہ عابد پر
پیاس نے اس قدر غلبہ کیا کہ وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ فاسق اس کو بیہوش دیکھ کر
دِل میں یہ خیال کرنے لگا کہ اگر یہ شخص بیہوش ہوکر گرنے سے مرگیا اور میں نے پانی نہ پلایا
تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھلائی نہیں ملے گی اور اگر میں اسے پلاتا ہوں تو خود

پیاسا مرتا ہوں: فَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَرَشَّ عَلَیْہِ مِنْ مَّآءِہٖ وَسَقَاہُ فَضْلَہٗ
فاسق نے پھر "اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اپنا پانی عابد پر چھڑکا اور جو بچا اُس کو پلا دیا۔"
عابد اُٹھ کھڑا ہوا اور اس جنگل سے نکل گئے ہیں وہ فاسق جب قیامت کے دن حساب
کے لئے پیش کیا جائے گا، فَیُؤْمَرُ اِلَی النَّارِ "تو حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔
فَتَسُوْقُہُ الْمَلَائِکَۃُ۔ فرشتے اُسے جہنم کی طرف لے چلیں گے۔
فَیَرَی الْعَابِدَ (تو وہ فاسق) اس عابد کو دیکھ لے گا۔
فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ أَتَعْرِفُنِیْ۔ تو کہے گا "اے فلاں! تو مجھے جانتا ہے؟"
فَیَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ؟ "تُو کون ہے؟
فَیَقُوْلُ اَنَا فُلَانُ الَّذِیْ اٰثَرْتُکَ عَلٰی نَفْسِیْ یَوْمَ الْمَفَازَۃِ۔
"تو وہ کہے گا: میں فلاں ہوں جس نے تجھے اپنی جان پر مقدم کیا تھا،
جس دن ہم جنگل میں تھے۔"
فَیَقُوْلُ بَلٰی اَعْرِضُکَ "وہ عارف کہے گا ہاں میں نے تجھے پہچان لیا۔"
فَیَقُوْلُ لِلْمَلَائِکَۃِ قِفُوْا فَیَقِفُوْنَ فَیَجِیْءُ حَتّٰی یَقِفُ
فَیَدْعُوْا رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ۔
"پھر فرشتوں سے (وہ عابد) کہے گا: ٹھہرو، وہ ٹھہر جائیں گے اور یہ عابد
اللہ عزوجل سے دُعا کرے گا۔"
فَیَقُوْلُ یَارَبِّ قَدْعَرَفْتُ یَدَہٗ عِنْدِیْ وَکَیْفَ اٰثَرَنِیْ
عَلٰی نَفْسِہٖ یَارَبِّ ھَبْہُ لِیْ۔
"تو وہ کہے گا کہ اے پروردگار! تجھے معلوم ہے کہ اس کا مجھ پر احسان ہے
کہ اس نے کس طرح اپنی جان پر مجھے مقدم کیا۔ اے پروردگار! اِس کو میرے
ساتھ اِس نیکی کی وجہ سے بخش دے۔"

فَیَقُوْلُ ھُوَلَکَ ۔ "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے گا، اِس کو تیری وجہ سے بخش دیا۔"

فَیَجِیُٔ فَیَاخُذُ بِیَدِ اَخِیْہِ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ۔

"پس وہ عابد آئے گا اور اپنے اِس بھائی کو ہاتھ سے پکڑ کر جنّت میں داخل کرے گا۔" (الترغیب الترہیب ج ۱، ص۳۷۴)

- ○ فاسق صدقہ کرنے پر جنتی ہو گیا ○ فاسق کا پانی کا پیالہ ذریعہ جنّت بن گیا۔
- ○ فاسق کا سفارشی عابد مقبول ہو گیا ○ اور عابد کی سفارش سے وہ جنّتی بن گیا۔

تین روٹیوں کا صدقہ

ایک شخص بہت زیادہ خیرات کیا کرتا تھا۔ جب اُس کا انتقال ہو گیا تو اُس کی بیوی ایک سو بیس ۱۲۰ مثقال اشرفیاں، تین ۳ روٹیاں اور دو ۲ بچوں کو ساتھ لے کر سفر پر نکلی۔ تو راستے میں اُس نے ایک روٹی بڑے بیٹے کی طرف سے اور دوسری چھوٹے بیٹے کی طرف سے اور تیسری روٹی اپنی طرف سے صدقہ کی۔ اب راستے میں چلی تو بڑے بیٹے اور چھوٹے بیٹے کو ایک طرف بٹھا کر قضائے حاجت میں مشغول ہوئی تو اچانک بھیڑیا آیا اور چھوٹے بچے کو اُٹھا کر لے گیا۔ اس کے بعد وہ جہاز پر سوار ہو کر چلی تو جہاز طوفان کی زد میں آ کر خراب ہو کر ٹوٹ گیا۔ بڑا بیٹا جُدا ہو گیا اور یہ ایک تختے پر بیٹھ گئی، تو ایک شہر کے کنارے وہ تختہ لگا اور یہ شہر میں جا پہنچی اور کچھ عرصہ بعد وہاں اُس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ایک شخص کے پاس دیکھا تو اس سے جھگڑنے لگی، کہ یہ بچہ میرا ہے، بات قاضی تک جا پہنچی۔ تو قاضی نے دونوں سے پوچھا کہ اپنے اپنے دلائل بیان کرو، تو وہ عورت کہنے لگی کہ "یہ بچہ میرا ہے اسے بھیڑیا اُٹھا کر لے گیا تھا" اور اس آدمی نے کہا "میں شکاری ہوں، اس بچے کو میں نے بھیڑیے سے چھڑایا تھا"۔ قاضی نے اس عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اسے بچہ مل گیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد اس عورت نے اپنے بڑے لڑکے کو ایک شخص کے پاس دیکھا تو قاضی کے پاس دعویٰ دائر کر دیا۔ قاضی نے عورت سے ثبوت مانگا تو اُس عورت نے کہا کہ میرا جہاز پھٹ گیا تھا اور یہ بچہ مجھ سے جدا ہو گیا تھا۔ قاضی نے بیان سُن کر وہ بچہ عورت کے حوالے کر دیا۔ پھر اُس نے بازار میں مچھلی فروخت ہوتے دیکھی، تو ایک مچھلی خرید لی۔ جب اُس کا پیٹ چاک کیا تو اُس میں سے اُسے اپنی اشرفیوں کی تھیلی مل گئی، اور ایک ہیرا نکلا، جس کو تین ۳ ہزار اشرفیوں میں فروخت کر دیا اور یہ اپنی زندگی بڑے آرام سے بسر کرنے لگی۔ (نزہۃ المجالس ص۱۶۱)

برادرانِ اسلام! یہ ہے صدقہ کی فضیلت و برکت! کہ صرف تین روٹیاں صدقہ کرنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے:

- ○ چھوٹا لڑکا بھیڑیے سے بچا لیا ○ بڑا لڑکا دریا سے بچا لیا
- ○ عورت کو دریا سے نجات مل گئی ○ عورت کو دونوں بچے مل گئے
- ○ عورت کو اشرفیوں کی تھیلی مل گئی ○ عورت کو تین ہزار کا ہیرا مل گیا۔
- ○ صدقہ سے دس ۱۰ دُنیا میں اور ستر آخرت میں ملتا ہے۔
- ○ صدقہ ذریعۂ نجات ہے ○ صدقہ ذریعہ برکات ہے
- ○ صدقہ سے دُنیا میں نفع ملتا ہے ○ صدقہ سے آخرت میں اعلیٰ مقام ملتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّسْتَجَابَ دَعْوَتُہٗ وَاَنْ یُّکْشِفَ کُرْبَتُہٗ فَلْیُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ۔ (الترھیب ج ۱ ص۴۵۲)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم نبی مکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص چاہے کہ اُس کی دُعا قبول ہو اور اُس کی سختی دُور ہو جائے تو اُس کو چاہیے کہ تنگدست پر آسانی کرے۔"

Scanned with CamScanner

ایک روٹی کی خیرات

ایک شخص ایک کوٹھڑی میں جانوروں کے لئے بھوسہ بھرا کرتا تھا۔ لڑکے کہیں کھیل رہے تھے کہ ایک لڑکا بھوسے میں گر پڑا۔ اس شخص نے بھوسہ والی کوٹھڑی کو بند کر دیا۔ اس بچے کی ماں تلاش کے بعد نا امید ہو گئی، تو اس بچے کی طرف سے روزانہ ایک روٹی خیرات کرنے لگی، اور جب سردیوں میں اس شخص نے جانوروں کے لئے بھوسہ نکالنا شروع کیا۔ اور جب بھوسہ نکالتے نکالتے آخر تک پہنچا، تو اُس شخص نے ایک لڑکا دیکھا، جس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی۔ اس شخص نے اس لڑکے کو نکال کر اُس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ ماں نے بچے سے حالات پوچھے تو کہنے لگا: رات کو روزانہ ایک شخص ایک روٹی لاتا تھا اور جب تک میں سو نہ جاؤں وہ مجھے بہلایا کرتا تھا۔ (نزہۃ المجالس صـ۲۱۴)

(اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو روٹی اس بچے کی ماں خیرات کرتی تھی، اس کے عوض میں اسے روزانہ روٹی ملتی تھی، جسے وہ کھاتا تھا اور کوئی فرشتہ اسے بہلاتا بھی تھا، یہ سب صدقہ کرنے کی برکات تھیں۔

کُتے کی پیاس بجھانے پر مغفرت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُفِرَ لِامْرَأَۃٍ مُوْمِسَۃٍ مَرَّتْ بِکَلْبٍ عَلٰی رَأْسِ رَکِیٍّ یَلْھَثُ کَادَ یَقْتُلُہُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّھَا فَاَوْثَقَتْہُ بِخِمَارِھَا فَنَزَعَتْ لَہٗ الْمَآءَ فَغُفِرَ لَھَا بِذٰلِکَ قِیْلَ اِنَّ لَنَا فِی الْبَھَآئِمِ اَجْرٌ۔ (مشکوٰۃ شریف ج صـ۱۶۸)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک فاحشہ عورت کی صرف اس بات پر مغفرت کر دی گئی کہ وہ چلی جا رہی تھی

کہ اُس نے ایک کنوئیں پر ایک کتا کھڑا دیکھا کہ اُس کی زبان پیاس کی وجہ سے باہر نکلی ہوئی ہے، اور وہ مرنے کے قریب تھا۔ اس عورت نے اپنے پاؤں کا موزہ (چمڑے کا) نکالا اور اپنے دوپٹے سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا کیا ہم لوگوں کو جانوروں سے نیکی کے بدلے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہر جگر رکھنے والے جانور پر (یعنی جاندار پر) احسان کرنے سے ثواب ملتا ہے۔"

برادرانِ اسلام! یہ قصہ تو بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کا ہے اور اسی طرح کا ایک واقعہ ایک مرد کا بھی ہے، جو کہ بخاری شریف میں موجود ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا کہ اُس کو پیاس کی شدت نے بہت پریشان کیا۔ وہ ایک کنوئیں میں اُترا اور پانی پی کر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے پریشان ہے اور اتنا پیاسا ہے کہ گارے میں منہ مار رہا ہے۔ اس شخص کو یہ خیال آیا کہ جیسے پیاس کی وجہ سے مجھے تکلیف تھی، اسے بھی اُسی طرح سے تکلیف ہو رہی ہے، اس کے پاس پانی نکالنے والی کوئی چیز نہ تھی۔ یہ دوبارہ کنوئیں میں اُترا اور اپنے پاؤں کے موزے میں پانی بھرا اور پاؤں کا موزہ منہ سے پکڑ کر دونوں ہاتھوں کی مدد سے کنوئیں سے باہر نکلا اور پانی کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ نیکی پسند آئی اور اُس کی مغفرت فرما دی۔ (بخاری شریف ص مشکوٰۃ شریف ص)

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حیوانات پر رحم کرنے سے، اِن پر صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ انسانوں پر رحم و ہمدردی پر کس قدر خوش ہوگا؟ صرف موذی جانور سانپ وغیرہ کے بارے میں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ:

- اللہ تعالیٰ معمولی عمل کو بھی قبول فرما کر بخشش کا ذریعہ بناتا ہے
- اللہ تعالیٰ خلوصِ نیت کا ثمر عطا فرماتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ جانوروں پر رحم کرنے سے بھی مغفرت فرما دیتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صدقہ کرنے سے گناہ دُھل جاتے ہیں۔

کھانا کھلانے والے کا ٹھکانہ

عَنْ عَلِیٍّ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَغُرَفًا یُرٰی ظُھُوْرُھَا مِنْ بُطُوْنِھَا وَبُطُوْنُھَا مِنْ ظُھُوْرِھَا فَقَامَ اِلَیْہِ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لِمَنْ ھِیَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ ھِیَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی لِلّٰہِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۵)

"حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایسے بالاخانے ہیں کہ ان کے اندر کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں اور باہر کی سب چیزیں اندر سے نظر آتی ہیں (گویا کہ شیشوں کے بنے ہوئے ہیں) صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یہ (بالاخانے) کن لوگوں کے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "جو اچھی طرح بات کریں (یعنی بداخلاق ہو کر بات کریں) اور لوگوں کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزہ رکھیں اور رات کو (جب لوگ سوئے ہوں) تہجد پڑھیں۔"

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ اچھے اخلاق والے کو جنت میں اعلیٰ محل ملے گا، اس لئے کہ اچھا اخلاق بھی صدقہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ:

خوش اخلاق، تہجد گزار، روزہ دار، اور صدقہ، وخیرات کرنے والوں کے لئے جنت میں اعلیٰ محل ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اس وقت میں یہودی تھا آپ کی آمد کی خبر سُن کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھتے ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ چہرہ مبارک کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا میں نے آپ کی زبان حق ترجمان سے جو الفاظ سب سے پہلے سُنے، وہ یہ تھے: آپ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! سلام کا آپس میں رواج ڈالو اور کھانا کھلایا کرو، رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوں نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (کنز العمال)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پیاسے کُتے کو پانی پلانا باعث ثواب ہے، ذریعہ جنت ہے۔ اگر ایک پیاسے کُتے کو پانی پلانے پر اس قدر اجر و ثواب ملتا ہے تو تباہ مسلمان کو پانی پلانے اور اُس کی حاجات پوری کرنے پر کس قدر ثواب ملے گا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اَلسَّخَآءُ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ وَالشُّحُّ شَجَرَۃٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ النَّارَ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۴)

"سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہو اس درخت کی ایک شاخ پکڑتا ہے اور اس شاخ کو نہیں چھوڑتا، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور بخیلی جہنم کا ایک درخت ہے جو شخص بخیل ہو اس درخت کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی پکڑتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا، یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔"

Scanned with CamScanner

صدقے کا وزن

حضرت مُغیث بن سمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عابد اپنے گرجا میں ساٹھ سال تک عبادت کرتا رہا۔ فَاُمْطِرَتِ الْاَرْضُ فَاخْضَرَّتْ ۔

"زمین پر بارش ہوئی اور زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔"

○ وہ زمین اسے اچھی لگی، دل میں سوچا کہ میں اس پر جاکر چہل قدمی کروں۔ فَنَزَلَ وَمَعَہٗ رَغِیْفٌ اَوْ رَغِیْفَانِ ۔

"پس وہ اُترا اور اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں۔"

اور اس زمین پر ایک عورت بھی تھی، وہ شخص اس پر عاشق ہوگیا اور بے قابو ہوکر زنا کے فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ پس یہ ایک حوض پر غسل کے لئے اترا۔ اور اس کے پاس ایک سائل آیا، تو اُس نے روٹیوں کی طرف اشارہ کیا کہ روٹیاں لے لو۔ ثُمَّ مَاتَ "پھر اس کی موت کا وقت آگیا اور وہ مرگیا"۔ روزِ محشر اُس کی ساٹھ سال کی عبادت کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور اس زنا کے گناہ کو ایک پلڑے میں، تو فَرَجَحَتِ الزَّنْیَۃُ ۔ "زنا کی بُرائی والا پلڑا بھاری ہوگیا"۔ ثُمَّ وَضَعَ الرَّغِیْفَ اَوِ الرَّغِیْفَانِ مَعَ حَسَنَاتِہٖ فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُہٗ فَغُفِرَ لَہٗ ۔ (کنز العمال ج ۶ ص۲۱۱)

"پھر اُس کی نیکیوں کو ایک یا دو (صدقہ والی) روٹیوں کے ساتھ تولا تو اُس کی نیکیاں زیادہ ہوگئیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف کردیئے۔

○ صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے ○ صدقہ جہنّم سے بچاتا ہے۔

صدقہ کا منکر جہنّم میں

بنی اسرائیل کے دو آدمی تجارت میں شریک (بھائیوال) تھے، پھر انہوں نے مال الگ کیا اور حساب و کتاب کیا، تو ہر ایک کے حصّہ میں تینتیس۳ ہزار دینار آئے۔ ان میں سے

ایک شخص نے ایک مالدار عورت سے ایک ہزار دینار مہر پر نکاح کیا۔ دوسرے نے اس سے پوچھا: تو نے اپنے درہم کہاں کئے؟ تو اُس نے کہا میں نے ایک ہزار دینار سے نکاح کیا ہے۔ وہ واپس آیا اور ایک ہزار دینار خیرات کئے اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ جنّت میں میری زوجہ حُور بنا دے۔ پھر کچھ عرصہ بعد اپنے ساتھی سے ملاقات ہوئی، تو اُس نے بتایا کہ میں نے ایک ہزار دینار کے غلام خریدے ہیں۔ یہ گیا اور جاکر ایک ہزار دینار خیرات کر دیئے اور کہنے لگا: یا اللہ! اس کے بدلے میں تجھ سے جنّت کے غلام خریدتا ہوں۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اپنے شریک (سابقہ بھائیوال) سے مُلاقات ہوئی تو پوچھا: کہ ایک ہزار دینار کا تو نے کیا کیا؟ تو وہ کہنے لگا: "ایک ہزار دینار کا میں نے باغ خریدا ہے۔ یہ گیا اور گھر جاکر ایک ہزار دینار خیرات کر دیئے اور کہنے لگا: یا اللہ! اس کے بدلے میں جنّت میں تجھ سے باغ خریدتا ہوں۔ اس طرح سارا مال خیرات کر دیا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا: تو مجھے اپنا نوکر رکھ لے۔ تو اُس نے پوچھا: "تیرا اتنا زیادہ مال کہاں گیا؟" وہ کہنے لگا: "راہِ خدا میں قرض دے دیا ہے۔" وہ کہنے لگا: "تو نے بُرا کیا ہے"۔ تو وہ جواباً کہنے لگا، تو شاید ان لوگوں سے معلوم ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے، تو کیا پھر بھی ہمیں خزانہ ملے گا؟ اور ہمارا محاسبہ ہوگا؟ پھر اپنے اپنے وقت میں دونوں ساتھیوں کو موت آگئی۔ مرنے کے بعد اُن کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ خیرات کرنے والا اپنے مال کی وجہ سے اعلیٰ نعمتوں کو پہنچ گیا اور اُس کا ساتھی جس نے کہا تھا کہ تو نے مال ضائع کر دیا، جہنّم میں ہے اور وہ جنّتی اس جہنّمی سے پکار کر کہہ رہا ہے: "اگر یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو مجھے بھی عذاب کا مزا چکھنا پڑتا تو تو مجھے بھی ہلاک کرنا چاہتا تھا، مگر اللہ کریم کے فضل و احسان نے مجھے بچا لیا۔" (نزہۃ المجالس، ج ۱ ص۱۵۷)

عَنِ ابْنِ نَجَّارٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ اَھْلَ الْمَعْرُوْفِ کُلَّھُمْ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَیَقُوْلُ ھٰذَا مَعْرُوْفُکُمْ قَدْ قَبِلْتُہٗ فَخُذُوْہُ فَیَقُوْلُوْنَ اِلٰھَنَا وَسَیِّدُنَا وَمَا نَصْنَعُ بِہٖ وَاَنْتَ اَوْلٰی بِہٖ مِنَّا فَخُذْہُ اَنْتَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا اَصْنَعُ بِہٖ وَاَنَا مَعْرُوْفٌ بِالْمَعْرُوْفِ خُذُوْہُ فَتَصَدَّقُوْا بِہٖ اَھْلَ النَّاصِحِ بِالذُّنُوْبِ فَاِنَّہٗ یَلْقَی الرَّجُلُ صَدِیْقَہٗ وَعَلَیْہِ ذُنُوْبٌ کَاَمْثَالِ الْجِبَالِ فَیَتَصَدَّقُ عَلَیْہِ شَیْئٌ مِّنْ مَّعْرُوْفِہٖ فَیُدْخَلُ بِہِ الْجَنَّۃَ۔
(کنز العمال ج ۶، ص ۱۹۸)

حضرت ابن نجار حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکیاں کرنے والوں کو ایک جگہ جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا یہ تمہاری نیکیاں ہیں، میں نے قبول کیں، پکڑ لو انہیں، عرض کریں گے: اے اللہ! اے ہمارے مولیٰ! ہم کیا کریں انہیں، تو اس بارے میں بہتر جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ اور میں اچھائی دینے والا ہوں نیکیوں پر، تم پکڑ لو اور ان لوگوں پر صدقہ کرو جو گناہوں میں لپیٹے ہوتے ہیں، پھر ملاقات کرے گا ایک شخص اپنے دوست سے جس پر پہاڑوں کی مثل گناہ ہوں گے، تو یہ شخص اپنی نیکیوں میں سے کچھ حصہ اس پر صدقہ کرے گا تو وہ شخص (اس کی نیکی کے صدقہ کرنے سے) جنت میں داخل ہوگا۔"

مَا مِنْ عَبْدٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ یَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا قَالَ اللّٰہُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَبْدِیْ رَجَوْتَنِیْ فَلَمْ اُخْفِرُکَ حَرَّمْتُ جَسَدَکَ عَلَی النَّارِ وَاَدْخِلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتَ۔ (کنز العمال، ج ۶، ص ۲۰۰)

"جو شخص کسی چیز کا صدقہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس سے ارشاد فرمائے گا: اے میرے بندے! تو نے مجھ سے امید رکھی، پس میں تجھے حقیر و شرمندہ نہ کروں گا۔ میں نے تیرے جسم پر جہنم کو حرام کر دیا، جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔"

اِنَّ لِلْمَسَاکِیْنِ دَوْلَۃً اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قِیْلَ لَھُمْ اُنْظُرُوْا مَنْ اَطْعَمَکُمْ فِی اللّٰہِ لُقْمَۃً اَوْ کَسَاکُمْ ثَوْبًا اَوْ سَقَاکُمْ شَرْبَۃً فَاَدْخِلُوْہُ الْجَنَّۃَ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۰۹)

"مسکینوں کے لئے قیامت کے دن دولت ہوگی، ان سے کہا جائے گا دیکھو (تلاش کرو) کون ہے جس نے تمہیں اللہ کی رضا کے لئے ایک لقمہ کھلایا یا کپڑا پہنایا یا پانی پلایا، پس اس (صدقہ کرنے والے) کو جنت میں داخل کرو۔"

- قیامت میں مسکین، کھانا کھلانے والے کو تلاش کریں گے۔
- قیامت میں مسکین، پانی پلانے والے کو تلاش کریں گے۔
- قیامت میں مسکین، کپڑا پہنانے والے کو تلاش کریں گے۔
- قیامت میں مسکین، صدقہ کرنے والوں کی سفارش کریں گے۔
- قیامت میں مسکین، صدقہ کرنے والوں کو جنت میں داخل کرائیں گے۔

برادرانِ اسلام! خدا تعالیٰ کے کچھ ایسے بھی بندے ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کے کام آتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ۔ (سورۃ حشر، آیت ۹)

"اور ترجیح دیتے ہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہی کیوں نہ ہو"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے روزہ رکھا اور افطاری کے لئے کچھ نہ ملا تو روزہ پانی سے افطار کیا، دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور افطار کے لئے کچھ نہ پایا

تو پانی سے روزہ افطار کر لیا اور تیسرے دن پھر روزہ رکھا، بھوک نے بہت ستایا۔ ایک انصاری صحابی کو اُن کی بھوک اور افلاس کا علم ہوا، تو اُن کو شام کے وقت اپنے گھر میں لے آئے، بیوی سے پوچھا کہ کیا گھر میں کھانا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ گھر میں صرف اتنا کھانا ہے، جو ایک آدمی ہی کھا سکتا ہے۔ اِدھر یہ دونوں بھی روزہ دار تھے، ان کا ایک بیٹا بھی تھا، تو کہنے لگے ایسے کرتے ہیں کہ بچے کو سُلا دیتے ہیں اور جب کھانا آجائے تو چراغ بجھا دینا تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ یہ میرے ساتھ کھا رہا ہے۔ پھر اس نیک بخت عورت نے ثرید کا ایک پیالہ لاکر رکھ دیا اور چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے بُجھا دیا اور گھر کا مالک پیالے میں ہاتھ مارتا رہا اور کچھ نہ کھایا، جبکہ مہمان نے پورا پیالہ ختم کر دیا اور میاں بیوی دونوں بھوک کے ہی صبر سے رات کو سو گئے۔ جب صبح کی نماز کے لئے یہ انصاری صحابی مسجد میں حاضر ہوئے تو سلام پھیرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صحابی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۴)

"جو لوگ خرچ کرتے ہیں مالوں کو دن اور رات میں پوشیدہ اور ظاہرًا"

اور ان خفیہ صدقہ کرنے والوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے: اِنَّ الصَّدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ (کنز العمال صـ۲۶۳ ج۶) (ترمذی شریف صـ۸۴ ج۱) "بیشک پوشیدہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے"

صدقہ کرنے والی کی عزت

بصرہ کے قاضی کی ایک لڑکی جو کہ نہایت نیک سیرت تھی۔ ایک دن کسی سے اُس نے صدقہ کی فضیلت کو سُنا اور ایک سائل آیا تو لونڈی سے کہنے لگی: میرے سر کے بالوں سے

یہ قیمتی لعل و جواہر اتار اور اس سائل کو دے۔ لونڈی نے اتارنے میں دیر کر دی اور اسے خوف تھا کہ کہیں والد نہ آجائے، سر کے بال کاٹ کر جواہر سمیت سائل کو دے دیئے۔ سائل نے راستے بالوں سے جواہر نکال لئے اور بال پھینک دیئے۔ سائل سے ایک شخص نے پوچھا: یہ گیسو کس کے ہیں؟ تو سائل نے بتایا کہ یہ قاضی صاحب کی بیٹی کے ہیں۔ یہ چغل خور قاضی صاحب کے پاس پہنچا اور کہنے لگا، تمہاری بیٹی نے بدکاری کی ہے اور اس کے سر کے بال کٹ گئے ہیں۔ قاضی صاحب نے بیٹی سے سارا واقعہ بیان کیا تو کہنے لگی "معاذ اللہ! ہرگز ایسا نہیں ہوا، یہ سب کچھ غلط ہے"۔ باپ نے کہا، اگر تو واقعی سچی ہے تو اپنے بال دکھا۔ وہ نیک سیرت بیٹی کہنے لگی: اباجان! دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دیں، پھر میں اپنے بال دکھاؤں گی۔ باپ نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ دو نفل ادا کرکے سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی: اے اللہ کریم! میں نے تیرے لئے خیرات کی ہے اور تجھ پر ہی بھروسہ کرتی ہوں اور تجھ سے ہی امید رکھتی ہوں کہ مجھے باپ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دے گا۔ ابھی سر سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ قدرتِ الٰہی سے اس کے سر کے بال پورے ہو گئے، اور اس کے گیسو میں مزید دس جواہرات موجود تھے، اس لئے کہ ایک کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے دس عطا فرمائے اور اس کے والد کے سامنے بھی عزت افزائی فرمائی، تو وہ خود بھی حیران ہوئی اور باپ سے سارا واقعہ خیرات کا عرض کیا اور باپ نے اس شخص کو بتایا جس نے چغلی کھائی تھی، اور بیٹی اپنے باپ سے کہنے لگی، اس شخص کو معاف کر دو۔ چنانچہ اس شخص کو معاف کر دیا گیا۔ (نزہۃ المجالس ج ۱، صـ۶۲)

چھ کے بدلے میں ساٹھ

ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر مبارک لے کر نکلے، تاکہ اسے فروخت کرکے کچھ سامانِ خورد و نوش خرید لایا جائے چنانچہ وہ چادر چھ درہم میں فروخت ہوئی۔ قیمت لے کر آگے بڑھے تو ایک سائل نے

Scanned with CamScanner

سوال کیا، تو آپ نے وہ تمام رقم اُسے دے دی۔ خالی ہاتھ لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ایک دیہاتی ملا، اُس کے پاس ایک اُونٹنی تھی۔ کہنے لگا: "اے ابو الحسن! یہ اُونٹنی خرید لو۔" آپ نے فرمایا: "میرے پاس پیسے نہیں ہیں"۔ دیہاتی کہنے لگا: "پیسے کچھ عرصہ بعد دے دینا"۔ آپ نے سو درہم کے عوض میں اُونٹنی خریدلی اور جب آگے بڑھے تو راستے میں ایک اور شخص ملا، کہنے لگا: "کیا یہ اونٹنی فروخت کریں گے؟" آپ نے ارشاد فرمایا: "ہاں! چنانچہ آپ نے بتایا کہ میں نے سو روپے میں خریدی ہے۔ تو وہ کہنے لگا: مجھ سے ساٹھ روپے نفع لے لیں۔ لہٰذا آپ نے وہ اونٹنی ایک سو ساٹھ روپے میں فروخت کر دی۔ پھر راستے میں پہلا دیہاتی ملا اُس نے پوچھا کیا آپ نے اونٹنی فروخت کر دی؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں! چنانچہ آپ نے سو روپے قرض تھا، اسے ادا کر دیا اور ساٹھ روپے لے کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے۔ آپ نے فرمایا: یہ رقم کہاں سے لائے ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے چھ درہم پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودا کیا تھا۔ اُس نے ساٹھ عطا فرمائے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بتایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بیچنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور تم سے خریدنے والے میکائیل علیہ السلام تھے اور وہ اونٹنی قیامت کے میری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سواری ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ صـ۱۶۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصِیْحُ صَائِحٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ الَّذِیْنَ اَکْرَمُوا الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاکِیْنَ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔ وَیَصِیْحُ صَائِحٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ الَّذِیْنَ عَادُوْا مَرْضَی الْفُقَرَاءِ

وَالْمَسَاکِیْنَ فِی الدُّنْیَا فَیَجْلِسُوْنَ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ یُحَدِّثُوْنَ اللّٰہَ وَالنَّاسُ فِیْ شِدَّۃِ الْحِسَابِ۔ (کنز العمال ج ۶ صـ۲۱۲)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آواز دینے والا آواز دے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو فقیروں اور مسکینوں کی عزت کرتے تھے (یعنی انہیں صدقہ و خیرات دیتے تھے) تم جنت میں داخل ہو جاؤ تم پر کوئی خوف نہیں ہے اور تم غم نہ کرو۔ پھر پکارے گا پکارنے والا، کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے مسکینوں، فقیروں اور ناداروں کی بیمار پرسی کی دُنیا میں۔ پھر یہ لوگ نور کے مناروں پر بیٹھ جائیں گے اللہ تعالیٰ سے کلام کریں گے، جبکہ باقی لوگ سخت حساب و کتاب میں مبتلا ہوں گے۔"

اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ قَضٰی حَاجَۃَ الْمُسْلِمِ فِی اللّٰہِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عُمْرَ الدُّنْیَا سَبْعَۃَ اٰلَافِ سَنَۃٍ صِیَامَ نَہَارِہٖ وَقِیَامَ لَیْلِہٖ۔ (کنز العمال ج ۶ صـ۲۴۶)

"جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت کو اللہ کے لئے پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ رکھ دیتا ہے اُس کے لئے دُنیا کی عمر جتنے سات ہزار سال کی عبادت کا ثواب دن میں روزہ رکھنے کا اور رات میں نوافل ادا کرنے کا۔"

تجہیز و تکفین پر اجر

بنی اسرائیل کا ایک شخص بہت زیادہ خیرات کرتا تھا، جب اُس کا انتقال ہوا، تو اُس کی بیوی نے دو سو درہم جو اُس کے شوہر نے اپنے نام پر رکھ چھوڑے تھے، انہیں چھوڑ کر سب کچھ اپنے شوہر کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات کر دیا۔ جب لڑکا جوان ہوا تو اُس کی والدہ نے اسے دو سو درہم دیئے اور بتایا کہ یہ تیرے باپ نے تیرے لئے رکھے تھے اور تیرا باپ بہت زیادہ خیرات کرنے والا تھا۔

ایک دن یہ جوان سال لڑکا باہر نکلا، تو اُس نے ایک لاوارث مُردہ دیکھا تو ایک سَو اَسّی [۱۸۰] لگا کر اس شخص کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ پھر اُس کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی اور وہ کہنے لگا، میں آپ کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس سے تو مالدار ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی وہ شخص کہنے لگا کہ وعدہ کرو اگر تمہیں مال مل گیا، تو کیا نصف مال مجھے دو گے، چنانچہ اُس جوان نے اس کا وعدہ کر لیا۔ وہ شخص کہنے لگا تو فلاں شہر چلا جا، وہاں اس نام کی عورت کے پاس ایک بلی ہے جسے وہ بیچتی پھرتی ہے، اسے خرید کر ذبح کر لینا۔ پھر اُس کو جلا کر راکھ بنا لینا، اور پھر اس راکھ کو فلاں شہر لے جانا، وہاں کے بادشاہ کی آنکھیں خراب ہیں، اس راکھ کا سُرمہ اس کی آنکھوں میں لگا دینا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ ٹھیک ہو جائے گا، اور اُس کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کی آنکھوں کو نُور عطا فرما دیا۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے کر دیا، اور بہت زیادہ مال عطا کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس نے اپنی والدہ کی زیارت کے لئے بادشاہ سے اجازت چاہی، تو بادشاہ نے کہا اپنی بیوی اور مال کو بھی اپنے ہمراہ لیتے جاؤ۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی اور مال کو لے کر واپس اپنی والدہ کے پاس آ گیا۔

اب اُس نے دیکھا کہ ایک شخص اُس کے پاس کھڑا ہے۔ جب قریب آیا تو اُس شخص نے کہا کیا تو نے مجھے پہچانا؟ اُس نوجوان نے کہا، ہاں! تو وہی شخص ہے جس کے بتلانے پر میں مالدار ہو گیا اور بادشاہ کی بیٹی سے میرا نکاح ہو گیا۔ اس شخص نے کہا، میرا وعدہ پورا کرو، نصف مال مجھے دے دو، تو اس نے وعدہ نبھانے کے لئے آدھا مال دے دیا۔ اُس شخص نے مال لے کر کہا کہ بیوی بھی تو تجھے میرے بتانے سے ملی ہے، اُس کے بارے میں کیا خیال ہے، تو وہ فوراً اُٹھا اور آرا لے آیا تاکہ چیر کر آدھی اسے دے دے۔ اب وہ شخص بولا اور کہنے لگا اے نوجوان! میں انسان نہیں بلکہ فرشتہ

ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجھے آزمانے آیا تھا، بس آزما لیا، تو اپنے وعدہ کا سچا ہے، اللہ تعالیٰ تیری جان اور مال میں برکت عطا فرمائے۔ (نزہۃ المجالس صفحہ ۲۶۸ ج ۱)

- ○ مُردہ پر صدقہ کرنے کی وجہ سے فرشتہ ملا۔
- ○ فرشتے نے (بطورِ بہانہ) بادشاہ کی آنکھوں کا علاج بتایا۔
- ○ بادشاہ کی آنکھیں ٹھیک ہوئیں تو بادشاہ نے اپنی بیٹی اور مال دے دیا۔
- ○ فرشتے نے آدھا مال مانگا، تو اس نے وعدہ پورا کر دیا۔
- ○ اللہ تعالیٰ نے اس کے مال، وعیال کو بابرکت کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ:
- ○ صدقہ بیماریوں کا علاج اور غم سے نجات کا ذریعہ ہے۔
- ○ صدقہ ہر پریشانی و سرگردانی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
- ○ صدقہ مال کے بڑھنے اور رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔
- ○ صدقہ دو جہان میں سامانِ عزت اور آبرو کا ذریعہ ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں شدید قحط پڑا۔ لوگوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ بہت پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ آج رات تک یہ مصیبت تم سے دُور ہو جائے گی۔ مغرب کے وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلّہ کے سَو اونٹ ملکِ شام سے آ پہنچے۔ تاجر لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے سب نے عرض کیا کہ آپ کے پاس سَو اونٹ غلّے کے ہیں اور لوگ سخت پریشان ہیں، اس لئے آپ غلّہ فروخت فرمائیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم لوگ مجھے کیا نفع دو گے؟ لوگوں نے کہا ہر دس درہم پر دو درہم نفع دیں گے آپ نے فرمایا، اور بڑھاؤ تو وہ تاجر کہنے لگے، ہم مدینہ طیبہ کے رہنے والے ہیں،

بھلا اس سے زیادہ کون نفع دے سکتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اس سے زیادہ یعنی ایک کے بدلے میں دس گنا دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم گواہ ہو جاؤ کہ یہ سب غلہ مسلمانوں پر صدقہ و خیرات کرتا ہوں (نزہۃ المجالس ص۶۷ ج۱)

برادرانِ اسلام! سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیاوی مال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ ایسے ہی باکمال لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۴)

"جو لوگ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں رات دن پوشیدہ اور کھلم کھلا اُن کے لئے اُن کے رب کے پاس اس کا ثواب ہے، (اور قیامت کے دن) نہ اُن پر خوف ہوگا اور نہ غم۔"

○ باکمال لوگ رات میں صدقہ کرتے ہیں۔
○ باکمال لوگ دن میں صدقہ کرتے ہیں۔
○ باکمال لوگ ظاہر صدقہ کرتے ہیں۔
○ باکمال لوگ پوشیدہ صدقہ کرتے ہیں۔

صحابہ کرام کی خیرات

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت حضور نبی کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ قبیلہ مضر کے لوگوں کی ایک جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، جن کے پاؤں ننگے اور بدن پر پہننے کے لئے لباس پورا نہ تھا اور بھوک سے نڈھال تھے۔ حضور

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُن کی یہ حالت دیکھی تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے (غالباً اُن کی ضروریات کی چیزیں تلاش کرنے تشریف لے گئے) اور پھر مسجد نبوی میں تشریف لائے (اتنے میں ظہر کا وقت ہو چکا تھا) اب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان پڑھنے کا حکم فرمایا اور ظہر کی نماز ادا فرمانے کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ قرآن پاک کی چند آیات بینات تلاوت فرمائیں، جن میں یہ آیات بھی تھیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ۝ (سورۃ الحشر، آیت ۲۰)

"اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کیا آگے بھیجا ہے، اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو، اور ان (نادانوں) کی مانند نہ ہو جانا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو فراموش فرما دیا، یہی نافرمان لوگ ہیں، یکساں نہیں ہو سکتے، دوزخی اور اہل جنت، اہل جنت ہی تو کامیاب لوگ ہیں۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم صدقہ نہ کر سکو اور صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم صدقہ کرنے سے عاجز آ جاؤ۔ تم میں سے جو شخص جو بھی دے سکتا ہو وہ دینار، درہم، کپڑا، گیہوں، کھجور وغیرہ ضرور صدقہ کرے"۔ ایک انصاری کھڑے ہوئے اور ایک تھیلا بھر کر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور

Scanned with CamScanner

پر مُسرّت وخوشی کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جتنا زیادہ صدقہ دے گا، اُس کے لئے ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا اور جو کم (یعنی حسب توفیق) دے گا، اس کو بھی ثواب حاصل ہوگا اور کسی کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ اس طرح اگر کوئی شخص بُرا طریقہ جاری کرتا ہے، اُس کا گناہ بھی اُس پر ہوگا اور جتنے لوگ اس کی روش پر عمل کریں گے، ان سب کا گناہ بھی اُسی پر ہوگا۔ اس طرح کہ اُن کے گناہوں کے وبال میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ اس کے بعد لوگ چلے گئے اور اپنی حیثیت کے مطابق درہم دینار، کپڑا اور گیہوں وغیرہ لائے، یہاں تک کہ کپڑے کے دو ڈھیر جمع ہوگئے اور یہ سب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قبیلۂ مُضر کے آنے والے غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے۔ (نسائی شریف ج ۱، ص۲۷۴)

صدقات سے رزق میں اضافہ

عَنْ حَارِثِ الْاَشْعَرِیْ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلٰی یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا (عَلَیْہِمَا السَّلَامُ) بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَنْ یَّعْمَلَ بِھِنَّ وَیَامُرُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنْ یَّعْمَلُوْا بِھِنَّ وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ فِیْہِ وَاٰمُرُکُمْ بِالصَّدَقَۃِ وَمِثْلُ ذَالِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَسَرَہُ الْعَدُوُّ فَاَوْثَقُوْا یَدَہٗ اِلٰی عُنُقِہٖ وَقَرَّبُوْہُ لِیَضْرِبُوْا عُنُقَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ ھَلْ لَّکُمْ اَنْ اَفْدِیْ نَفْسِیْ مِنْکُمْ وَجَعَلَ یُعْطِی الْقَلِیْلَ وَالْکَثِیْرَ حَتّٰی فَدٰی نَفْسَہٗ (الترغیب ج۲ ص۳۵)

"حضرت حارث ابن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام

کی طرف پانچ باتوں کی وحی کی تاکہ ان پانچوں پر خود بھی عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرائیں۔ پھر حدیث کو یہاں تک ذکر فرمایا (یعنی چار چیزوں کا ذکر فرمایا جن کا ذکر اس جگہ نہیں ہے) تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ صدقہ دینے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کو دشمن نے پکڑ کر اس کی مشکیں باندھ دی ہوں تاکہ اُس کی گردن اُتار دیں اور وہ کہے کہ (اے دشمنو!) کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں کچھ مال دوں اور تم میری جان چھوڑ دو اور پھر تھوڑا یا زیادہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔" حدیث پاک میں ہے:

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَابُ الرِّزْقِ مَفْتُوْحٌ اِلٰی بَابِ الْعَرْشِ یُنَزِّلُ اللّٰہُ اِلٰی عِبَادِہٖ اَرْزَاقَھُمْ عَلٰی قَدْرِ نَفَقَاتِھِمْ فَمَنْ قَلَّلَ قُلِّلَ لَہٗ وَمَنْ کَثَّرَ کُثِّرَ لَہٗ۔ (کنز العمال ج ۶ ص۲۰۴)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "رزق کا دروازہ کھلا ہے۔ عرش کے دروازے کی طرف سے اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے اپنے بندوں پر رزق، اوپر اندازے اُن کے خرچ کرنے کے (یعنی صدقہ کرنے کے)، پس جو شخص کم خرچ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر کم کر دیتا ہے اور جو زیادہ خرچ کرے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔"

- صدقہ جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے۔
- صدقہ مصائب سے نجات کا ذریعہ ہے۔
- صدقہ کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔ کم نہیں ہوتا۔
- صدقہ اپنی حیثیت کے مطابق دینے سے بھی اجر کم نہیں ہوتا۔
- صدقہ جتنے بھی ہاتھوں تک جائے گا سب کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا۔

Scanned with CamScanner

برادرانِ اسلام! حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خود بھی صدقہ دیتے تھے اور صدقہ دینے کی تاکید بھی فرماتے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اشرفیاں تھیں، اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایامِ علالت کا واقعہ ہے۔ (غالباً یہ اشرفیاں پہلے نہ تھیں، اس دن کہیں سے آگئی ہوں گی) آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: انہیں بانٹ دو۔ مجھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی علالت کی وجہ سے فرصت نہ ملی، تو پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ اشرفیاں تقسیم کر دیں۔؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی طبیعت کی علالت کی وجہ سے تقسیم نہ کر سکی۔ آپ نے فرمایا، وہ اشرفیاں اُٹھا لاؤ۔ میں اُٹھا کر لے آئی اور آپ کے ہاتھوں میں دے دیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نبی کا کیا گمان ہے (یعنی اس کو کس قدر ندامت ہوگی) کہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ یہ اس کے پاس ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ــــ)

اور روایت میں حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یہ اشرفیاں رات کو کہیں سے آئی تھیں، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیند مبارک اُڑ گئی، جب اُن کو صدقہ کر دیا، تب نیند آئی۔ (احیاء العلوم ص ــــ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَۃٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَۃٍ فَوَضَعَھَا فِیْ یَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ لِتُصُدِّقَ اللَّیْلَۃَ عَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَۃٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِہٖ فَوَضَعَھَا فِیْ یَدِ زَانِیَۃٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَۃَ عَلٰی زَانِیَۃٍ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِیَۃٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَۃٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِہٖ فَوَضَعَھَا فِیْ یَدِ غَنِیٍّ

فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَۃَ عَلٰی غَنِیٍّ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی سَارِقٍ وَّزَانِیَۃٍ وَّغَنِیٍّ فَاُتِیَ فَقِیْلَ لَہٗ اَمَّا صَدَقَتُکَ عَلٰی سَارِقٍ فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِہٖ وَاَمَّا الزَّانِیَۃُ فَلَعَلَّھَا اَنْ یَّسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاھَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّعْتَبِرَ فَیُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۳، الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۳۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بنی اسرائیل) کے ایک آدمی نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ آج رات (چپکے سے) صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ رات کو چپکے سے ایک آدمی کے ہاتھ میں مال دے کر چلا آیا۔ صبح لوگوں میں یہ چرچا ہوا کہ رات کو ایک شخص نے چور کو صدقہ دیا۔ صدقہ کرنے والے نے کہا، اے اللہ! چور پر صدقہ کرنے میں بھی تیرے ہی لئے تعریف ہے (یعنی اس سے بھی زیادہ بدحال کو دیا جاتا، تو میں کیا کر سکتا تھا) پھر اُس نے خیال کیا کہ آج رات میں پھر صدقہ کروں گا (کہ پہلا تو شاید ضائع ہو گیا)، چنانچہ رات کو پھر صدقہ کا مال لے کر نکلا اور ایک عورت کو دے آیا۔ (یہ خیال کر کے یہ تو چور نہ ہوگی) صبح کو چرچا ہوا کہ رات کو ایک شخص فلاں بدکار عورت کو صدقہ دے گیا، اُس نے کہا، یا اللہ تیرے لئے ہی تعریف ہے زنا کرنے والی کو دیا (اس لئے کہ میرا مال تو اس سے بھی کم درجے والے کے قابل تھا) پھر تیسری رات ارادہ کیا کہ آج ضرور صدقہ کروں گا، چنانچہ وہ رات کو صدقہ لے کر گیا اور ایک ایسے شخص کو دے آیا جو کہ مالدار تھا، صبح کو چرچا ہوا کہ فلاں مالدار کو کوئی صدقہ دے گیا۔ صدقہ دینے والے شخص نے کہا، یا اللہ! تیرے لئے ہی تعریف ہے۔ چور پر بھی، زنا کرنیوالی پر بھی اور مالدار پر بھی۔ رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ صدقہ قبول ہو گیا ہے۔ اور ارشاد ہوا: تیرا صدقہ چور پر اس لئے کر دیا گیا کہ شاید وہ اپنی چوری کی عادت سے

Scanned with CamScanner

کسی کو پانی پلانا صدقہ ہے، کھانا کھلانا صدقہ ہے۔

لَیْسَ صَدَقَةٌ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ صَدَقَةٍ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةِ اَشْیَآءَ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْا لَهٗ۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۴۲)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہوجاتا ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا ہے (ایک) صدقہ جاریہ (دوسرے) علم، جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہو۔ (تیسرا) صالح اولاد، جو اس کے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ جس طرح زندوں کو فائدہ دیتا ہے اسی طرح مُردوں کو بھی فائدہ دیتا ہے۔ یہاں دُنیا میں کسی مُردے کی طرف سے صدقہ کرو، ثواب اسے قبر میں ملتا ہے، اسی لئے ختمِ قُل، چہلم ودیگر ختمات و ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ ایصالِ ثواب پر بھی آگے بحث آئے گی) اور علم، جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ جب تک علم پڑھنے والے شاگرد موجود رہیں گے، اس کا ثواب برابر قبر میں پہنچتا رہے گا، اور جب اولاد اور خویش واقارب مرنے کے بعد اس کے لئے دُعا کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے سے جب میت کو قبر میں ثواب ملتا ہے، تو یقیناً قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے ایصالِ ثواب کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے۔

توبہ کرے۔ جب کہ زانیہ پر اس لئے کہ شاید وہ زنا سے توبہ کرے اور یہ دیکھے کہ منہ کالا کرائے بغیر بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، تو اُس کو غیرت آئے اور غنی پر صدقہ اس لئے کہ اس کو عبرت حاصل ہو کہ اللہ کے بندے کس طرح چھپ کر صدقہ کرتے ہیں اسی وجہ سے شاید وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے صدقہ کرے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "راستے میں ایک درخت کی ٹہنی تھی جو کہ گزرنے والوں کو تکلیف دیتی تھی۔ ایک شخص نے اس شاخ کو کاٹ دیا، تو وہ جنتی ہوگیا۔" (کنز العمال ج ۴ ص ۲۳۱) بخاری شریف ج ۱، ص ۱۹۱)

○ راستے سے روکاوٹ دُور کرنا صدقہ ہے:

اُمْسُطْ اَذًی عَنِ الطَّرِیْقِ فَاِنَّ لَكَ بِذٰلِكَ صَدَقَةٌ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۳۷)

○ علم سکھانا افضل صدقہ ہے:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ یَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا (کنز العمال ج ۶ ص ۲۳۱)

○ زبان کی حفاظت افضل صدقہ ہے:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ حِفْظُ اللِّسَانِ۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۲۳۱)

○ اپنے اہل وعیال اور خادموں پر خرچ کرنا صدقہ ہے:

اِنَّ نَفَقَتَكَ عَلٰی اَهْلِكَ وَوَلَدِكَ وَخَادِمِكَ صَدَقَةٌ (ترمذی ج ۲ ص ۱۸)

○ کسی مسلمان کو خوش کرنا صدقہ ہے:

مَنْ سَرَّ مُسْلِمًا بَعْدِیْ فَقَدْ سَرَّنِیْ فِیْ قَبْرِیْ (کنز العمال ج ۳ ص ۲۳۹)

○ حق سچ کہنا صدقہ ہے:

مَا مِنْ صَدَقَةٍ اَفْضَلُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۸)

○ شوہر کا اپنی بیوی پر خرچ کرنا صدقہ ہے:

مَا اَعْطَی الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۲)

Scanned with CamScanner

○ صدقے کا ثواب ملتا ہے، ○ دُعاؤں کا ثواب ملتا ہے
○ علم پڑھنے کا ثواب ملتا ہے ○ قرآن خوانی کا ثواب ملتا ہے
○ مسجد بنانے کا ثواب ملتا ہے ○ مُسافر خانے کا ثواب ملتا ہے،
○ کنوئیں کے پانی کا ثواب ملتا ہے ○ مدرسے میں اسلامی کتب دینے کا ثواب ملتا ہے
○ غرضیکہ جو نیک کام کیا جائے، اس کا ثواب ملتا ہے۔

صدقات سے مُردوں کو فائدہ

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی شب ایک دفعہ رات کے آخری حصے میں جامع مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں قبرستان تھا۔ میں قبرستان سے گزرتے ہوئے ایک قبر کے پاس بیٹھا، تو میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ قبریں شق ہو گئی ہیں اور قبروں سے مُردے باہر نکل آئے ہیں۔ اور انتہائی خوش ہیں، اُن کا لباس بھی بہترین ہے۔ اُن میں سے ایک جوان اپنی قبر میں سے باہر نکلا اور پریشان ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آسمان سے فرشتے اُترے، اُن کے ہاتھوں میں خوان تھے، جن میں نورانی کھانے رُومالوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ وہ ہر شخص کو ایک ایک خوان دیتے جاتے تھے اور ہر ایک اپنا خوان لے کر اپنی قبر میں چلا جاتا۔ جب سب جا چکے، تو وہ میلے کپڑوں والا ایک جوان خالی ہاتھ واپس لوٹنے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے تم اس قدر غمگین اور پریشان کیوں ہو؟ یہ خوان کیسے تھے؟ اُس نے کہا: یہ خوان ان زندہ لوگوں کی طرف سے مُردوں کو صدقہ و ایصالِ ثواب ہے جسے وہ لے کر اپنی قبروں میں اُتر گئے۔ میرا میری والدہ کے بغیر دُنیا میں کوئی نہیں ہے اور وہ دنیا میں پھنس گئی ہے، اُس نے دُوسری شادی کر لی ہے اور اپنے خاوند کے ساتھ مشغول رہتی ہے اور مجھے کبھی یاد نہیں کرتی۔ میں نے اس جوان سے اس کی والدہ کا پتہ پوچھا تو

اُس نے بتایا کہ میری ماں فلاں جگہ ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو یہ خواب میں نے اس لڑکے کی والدہ کو جا کر سُنایا، تو کہنے لگی: بے شک وہ میرا لڑکا ہے اور جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا ہے، سب سچ ہے۔ پھر اس عورت نے ایک ہزار درہم دیئے کہ یہ میرے لڑکے کی طرف سے صدقہ کر دینا اور وعدہ کیا کہ آئندہ ہمیشہ اس کو میں دُعاء و صدقہ سے یاد رکھوں گی۔ حضرت صالح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کچھ دنوں بعد میں نے خواب میں لوگوں کا مجمع دیکھا، اس میں وہ نوجوان بھی تھا، بہت اچھی پوشاک و لباس پہنے ہوئے خوش و خرم تھا، اُس نے مجھے دیکھا، تو دوڑتا ہوا میری طرف آیا اور کہنے لگا: صالح! اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، تمہارا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا ہے اور اسی کی وجہ سے میں خوش و خرم ہوں۔ (روض الریاحین ص—)

مہمان نوازی صدقہ ہے

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ الْکَعْبِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ وَھُوَ صَدَقَۃٌ وَلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ یُحْرِجَہٗ (مشکوٰۃ ص۳۶۸ ج۲ ترمذی ص۱۸ ج۲)

"حضرت ابی شریح الکعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہٗ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اُس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، مہمان کا جائزہ (خاطرداری) ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمانی تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس کے بعد جو کچھ ہے، وہ صدقہ ہے اور مہمان اتنا طویل قیام نہ کرے کہ میزبان مشقت میں پڑے۔"

تو معلوم ہوا کہ ○ زندوں کا صدقہ مُردوں کو پہنچتا ہے۔

○ علم کا صدقہ شاگردوں کے ذریعے جاری رہتا ہے

○ علم کا صدقہ اعلیٰ صدقہ ہے ○ مہمان کی خدمت صدقہ ہے۔

○ مہمان کا حق ہے تین دن تک ٹھہرے ○ مہمان کی خدمت باعثِ ثواب ہے۔

حضراتِ محترم! ○ اپنے مال سے صدقہ کرو ○ اپنی زبان سے صدقہ کرو

○ اپنے علم سے صدقہ کرو ○ اپنے اعمال سے صدقہ کرو

○ اپنی دُعاؤں سے صدقہ کرو ○ اپنے کنوئیں کے پانی سے صدقہ کرو

○ اپنے باغ سے صدقہ کرو ○ اپنی زمین سے صدقہ کرو

اور سُنو! ○ صدقہ ذریعۂ نجات ہے ○ صدقہ دافع البلیات ہے

○ صدقہ رافع الدرجات ہے ○ صدقہ ذریعۂ برکات ہے

○ صدقہ عظمتِ کونین ہے ○ صدقہ سعادتِ دارین ہے

○ صدقہ قبر کا نور ہے، ○ صدقہ حشر کا نور ہے،

○ صدقہ ذریعۂ جنت ہے ○ صدقہ ذریعۂ رفعت ہے

○ صدقہ ذریعۂ حسنات ہے ○ صدقہ جہنم سے ذریعۂ نجات ہے،

○ صدقہ حسنِ خیرات ہے ○ صدقہ برکات ہی برکات ہے

اس لئے، ○ اپنی طرف سے صدقہ کرو ○ اپنے ہاتھ سے صدقہ کرو

○ اپنے اہل و عیال کا صدقہ کرو ○ اپنے مال کا صدقہ کرو

○ صدقہ کرو اور ہر حال میں صدقہ و خیرات کرو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے راہ میں صدقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

برادرانِ اسلام! اس سے قبل صدقہ و خیرات کی فضیلت کا ذکر کیا گیا۔

اب ان لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اپنے مال سے کچھ خرچ نہیں کرتے۔ یہ مال ایسے کنجوس لوگوں کے لئے باعثِ زوال ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۶۵، ترمذی شریف ص ۱۸/۲)

"حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جو مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں یعنی بخل اور بد اخلاقی۔"

اس حدیث سے واضح ہے کہ مومن بخیل اور بدخُلق نہیں ہو سکتا۔ بخل اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اہلِ ایمان کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جیسے آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے، ایسے ہی ایمان اور بخل جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان حُبِّ الٰہی اور حُبِّ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بے حد و شمار پیار ہے، کیونکہ مخلوق عیال اللہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو ہر مقام پر امت سے پیار کا اظہار فرمایا، تو جب تک مخلوقِ خدا اور اُمتِ مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پیار و محبت نہ اپناؤ گے، اپنا مال مخلوقِ خدا پر صدقہ نہ کرو گے بخیل کہلاؤ گے اور دولتِ ایمان سے محروم رہو گے۔"

جنت سے محروم لوگ

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ۔ (مشکوٰۃ ص۱۶۵ ترمذی ص ۱۸/۲)

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں چالباز (دھوکہ باز) بخیل اور احسان جتلانے والا ہرگز داخل نہیں ہوگا۔"

اس حدیث پاک سے یہ واضح ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے دھوکہ کرے

Scanned with CamScanner

صدقہ دے کر احسان جتلائے اور وہ شخص جو بخیل ہو کر مرے، جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

○ جنت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے ○ جنت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کے مختار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ○ جنت کا حقیقی مالک، اللہ جل شانہٗ ہے اور اُس کے مالکِ مجازی رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا
دو جہاں کی نعمتیں آپ کے اختیار میں

○ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جسے چاہیں جنت کی سند عطا فرمائیں۔

بخیل کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لہٰذا بخیل جہنمی ہے۔ وہ جہنم کہ دُنیا کی آگ جس کا سترواں حصہ ہے۔ دُنیا کی آگ روزانہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔ آؤ ہم بھی پناہ مانگیں، اور صدقہ وخیرات کے ذریعے اپنے اللہ کریم کو راضی کر لیں۔

بعض لوگ دُنیا کے مال پر اس طرح حریص وبخیل ہیں کہ اس سے ایک پیسہ پائی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ہ "بے شک انسان بہت لالچی پیدا ہوا ہے"

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ہ "جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا ہے"

وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ہ "اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل ہے"

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ہ "بجز ان نمازیوں کے"

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ہ "جو اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں"

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ہ "اور جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے"

لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ہ "سائل کے لئے اور محروم کے لئے"

(سورۃ المعارج، آیت: ۱۸ تا ۲۵)

○ اِنسان لالچی ہے ○ اِنسان جھگڑالو ہے۔

○ اِنسان مصیبت میں گھبرانے والا ہے۔

○ اِنسان دولت پانے پر بخیل ہو جاتا ہے۔

اور وہ خوش قسمت اِنسان ہیں، جو:

○ نماز کے پابند ہیں، اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔

○ زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اُس کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔

جانوروں کو بھوکا رکھنے پر وعید

حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ

"ایک عورت کو اس پر عذاب کیا گیا کہ اس نے ایک بلّی کو باندھ رکھا تھا، اور وہ بھوک سے مر گئی" فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا

"نہ اُس عورت نے بلّی کو کھانے کو کچھ دیا اور نہ ہی اُس نے اُس کو چھوڑا"

فَتَاكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۸)

"وہ زمین کے ذرّوں سے اپنا پیٹ بھرتی رہی"

تو معلوم ہوا، جس طرح انسانوں سے بخل جائز نہیں، اسی طرح جانوروں سے بھی بخل جائز نہیں۔ مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ بخل کی وجہ سے عورت جہنم میں چلی گئی۔

ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک باغ میں تشریف لے گئے، تو وہاں ایک اُونٹ باندھا ہوا تھا۔ یہ اُونٹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بڑبڑانے لگا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے (یوں لگا کہ جیسے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر اس کا دل بھر آیا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس کے قریب تشریف لے گئے اور اُس کے

کانوں پر دستِ رحمت پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تمہاری شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟

○ بخیل جہنمی ہے ○ بخیل کا مال بے کار ہے ○ بخیل کی عبادت نامقبول ہے،
○ بخیل رحمتِ الٰہی سے محروم ہے ○ بخیل شفاعتِ رسول سے محروم ہے
○ بخیل پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے ○ بخیل پر رسول اللہ علیہ السلام ناراض ہیں
○ بُخل جہنم کی شاخ ہے، ○ بُخل عذاب ہی عذاب ہے،
○ بخل جانوروں سے مت کرو ○ بخل انسانوں سے مت کرو

ے بخیل ار بود زاہدِ بحر و بر بہشتی نہ باشد بحکمِ خبر

اگر تم
○ عزت چاہتے ہو ○ عظمت چاہتے ہو!
○ رضائے الٰہی چاہتے ہو ○ شفاعتِ نبی چاہتے ہو!

تو
○ مال سے صدقہ کرو ○ مال سے سخاوت کرو
○ سخاوت علم سے کرو ○ سخاوت مال سے کرو،
○ سخاوت اخلاق سے کرو ○ سخاوت اعمال سے کرو
○ سخاوت ذریعۂ جنت ہے ○ سخاوت ذریعۂ رحمت ہے
○ سخاوت باعثِ برکات ہے ○ سخاوت ذریعۂ نجات ہے
○ سخاوت ایمان والوں کی علامت ہے ○ سخاوت عقل والوں کی خصلت ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے بخیلی سے بچائے اور سخاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

والدین کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَالِقُ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ الْحَلِیْمُ الْغَفُوْرُ لِاَهْلِ الْعِصْیَانِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَیِّدُ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ وَعَلٰۤی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ط وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ط (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۴)

"اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تمہاری زندگی میں ان دونوں میں سے ایک، یا دونوں، تو انہیں اُف تک مت کہو اور انہیں مت جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے کرو اور جھکا دو ان کے لیے تواضع اور انکساری کے پر (رحمت و محبت) سے عرض کرو اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بڑی محبت اور پیار سے پالا تھا، جب میں بچہ تھا۔"

Scanned with CamScanner

برادرانِ اسلام! اسلام ایک ہمہ گیر نظامِ زندگی کا نام ہے۔ وہ انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہمہ گیر اصول بیان کرتا ہے، اس کا دائرہ فرد سے افراد تک، ملک سے بین الاقوامی سطح تک اور دُنیا سے آخرت تک کے احکام پر محیط ہے۔

اِن آیاتِ بیّنات میں بھی اسلامی تمدّن کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے طفیل اسلامی معاشرہ کو اقوامِ عالم میں ایک منفرد مقام حاصل ہو گیا ہے۔ یورپ میں بوڑھوں کے لئے الگ اولڈ ہوم (بوڑھوں کے گھر) بنائے جاتے ہیں۔ نوجوان اولاد بوڑھے والدین کو اپنے ساتھ رکھنا مصیبت سمجھتی ہے حکومت انہیں محتاج سمجھ کر اولڈ ہوم میں رکھ لیتی ہے۔ اولاد کا یہ حال ہے کہ ملازمت کے اوقات سے فارغ ہوتے ہی کلب کی رنگین فضاؤں میں کھو جاتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ سال میں ایک بار کرسمس کا کارڈ بطور تحفہ بھیج دیتے ہیں۔ کبھی کبھار ٹیلیفون پر ہیلو ہیلو سے تبادلۂ خیال کر لیتے ہیں۔

اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں اسلامی تمدّن کے وہ بنیادی اُصول بیان فرمائے ہیں کہ جن کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا تعلق ربِّ کریم و رحیم سے کیسا ہونا چاہئے، اور اپنے والدین کریمین سے کیسا برتاؤ ہونا چاہیئے تاکہ باہمی تعلقات میں اخلاص و محبت سے مسلمان اپنے والدین کی خدمت کر کے پورا پورا اجر و ثواب حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اے محبوب کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم! آپ کے رب نے یہ احکام نازل فرمائے ہیں جن میں پہلا حکم یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو احکم الحاکمین جانتا مانتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک وحدہٗ لاشریک کے بغیر کسی کی عبادت و بندگی نہ کرے، فقط اس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے اور اس خدائے لم یزل کی بندگی کرے، اور اس پر پختہ ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی بندگی و عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس اہم اور عظیم الشان فرمان کے فوراً بعد ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور بڑھاپے میں

خاص کر ماں باپ کی خدمت کا ذکر کیا گیا، اس لئے کہ جب ماں باپ جوان ہوتے ہیں، تو وہ اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوتے ہیں اور بچے عموماً اُن کے فرماں بردار ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ ماں باپ کے دستِ نگر ہوتے ہیں، لیکن جب بڑھاپا آ جاتا ہے اور والدین خود روزی کمانے سے قاصر ہوتے ہیں، تو سہارے کے محتاج ہوتے ہیں، اس وقت اولاد کا فرض ہے کہ وہ سعادت مندی کے ساتھ ان کی خدمت اور دلجوئی میں اپنی ساری کوشش صرف کر دے اور اگر والدین بیمار ہو جائیں اور ان کا مرض طول پکڑ جائے، اور اُن کا مزاج چڑچڑا ہو جائے اور وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں، تو بھی اُن کی خدمت گزاری اور نازبرداری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھے اور خبردار! کہیں اکتا کر یا اُن کی خفگی سے آشفتہ خاطر ہو کر تیری زبان سے اُف نہ نکلے، بلکہ اُن کے علاج معالجہ میں پوری دلجوئی کرے، ان کی آسائش و راحت میں ذرہ بھر بھی سُستی نہ کرے، اور ان کی سخت کلامی پر نرمی سے جواب دیا جائے تاکہ اپنے لختِ جگر کے احساس شناس ہونے پر اُن کا دِل مسرور اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور بیساختہ مُنہ سے دُعائیہ جملے نکلیں، جو تیرے لئے سامانِ راحت و رحمت ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگی جائے: اے اللہ! والدین نے میری بے بسی کی حالت میں مجھ پر شفقتوں کی اِنتہا کر دی، تو بھی ان پر اپنی عنایتوں اور رحمتوں کے پھول برسا اور میں اُن کی خدمت میں پوری طرح نہ بجا لا سکا، اپنی ہمت کے مطابق جو حُسنِ سلوک کیا، اسے قبول فرما۔ (آمین ثم آمین بجاہِ النبی الامین)

اِن آیات بیّنات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اتباع و فرماں برداری کے بعد والدین کی اتباع و فرماں برداری کا مقام ہے، یعنی رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اتباع کے بعد تمام لوگوں سے زیادہ اتّباع و احسان کے مستحق والدین ہیں اور والدین سے زیادہ اتباع کا کوئی

Scanned with CamScanner

حق دار نہیں ہے۔ ارشادِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے :

رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۱۹، ترمذی شریف ص۱۲ ج۲)

"اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔"

تو معلوم ہوا کہ اگر والدین راضی ہیں، تو اللہ تعالیٰ راضی ہے۔
اور اگر والدین ناراض ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہے۔

والدہ کی خدمت کا صلہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیس برس کا تھا تو ایک دن میری والدہ نے مجھے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ اپنا ہاتھ میرے سر کے نیچے رکھ۔ جب میں نے ہاتھ رکھا، تو آپ کی آنکھ لگ گئی اور سو گئیں، تو میں نے ایک ہاتھ کمر پر رکھا اور قل ہو اللہ شریف پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ دس ہزار بار قل ہو اللہ شریف پڑھ لیا، اتنے عرصہ میں میرا ہاتھ سُن ہو گیا اور سردی سے ٹھٹھر گیا، لیکن میں نے والدہ کی خدمت کا حق سمجھتے ہوئے ہاتھ کی پرواہ نہ کی اور بیدار ہونے تک سر کے نیچے رکھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد کسی نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح پڑھتے ہوئے اُڑتے پھرتے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام کیسے عطا فرمایا؟ تو فرمانے لگے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادِ پاک پر عمل پیرا ہو کر والدین کی خدمت کی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام مجھے عطا فرما دیا۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص۱۹۶)

ماواں باجھوں بیٹے تائیں کرے پیار نہ کوئی
مائی مددگار ہمیشہ، اپنے بیٹے ہوئی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِہِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ

(مشکوٰۃ شریف ص۵۸، بخاری شریف ص۸۸۲ ج۲، مسلم شریف ص۶۲ ج۱، ترمذی ص۱۲ ج۲)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: نماز اپنے وقت پر، پھر میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ ارشاد فرمایا: والدین سے حُسنِ سلوک اور بھلائی۔ پھر میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل پسندیدہ ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ!!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تین باتیں ارشاد فرمائیں۔ اگر میں زیادہ پوچھتا، تو آپ زیادہ ارشاد فرماتے۔

برادرانِ گرامی! جس طرح آیاتِ کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے زیادہ حق والدین کی خدمت کا ہے، اسی طرح اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد تمام اعمال سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ ہے کہ اپنے والدین سے بھلائی اور حُسنِ سلوک کیا جائے، لہٰذا معلوم ہوا کہ:

- ○ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے بعد،
- ○ اطاعتِ والدین ضروری ہے۔
- ○ والدین سے حُسنِ سلوک اور حُسنِ اخلاق فرض ہے۔
- ○ والدین کی خدمت جہاد سے مقدّم ہے۔

○ والدین کے ناراض ہونے سے، اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

○ والدین کے راضی ہونے سے، اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

ے
ہر بالغ تے واجب کرنی ماں پیو تابعداری
باجھ اطاعت ماں پیو ہرگز عمل نہ دیون یاری

ے
خدمت اندر فرق نہ ہووے ہر دم تابعداری
ہر شے دیہن احسان پیاروں راضی عمراں ساری

خواجہ بایزید بسطامی کا سلطان العارفین بننا

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک بار میری والدہ نے پانی مانگا، گھر میں پانی نہ تھا، میں کنوئیں پر پانی لانے گیا۔ اتنی دیر میں میری والدہ سوگئیں۔ میں نے والدہ کو جگانا پسند نہ کیا اور والدہ کی بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا۔ جب والدہ محترمہ بیدار ہوئیں، تو پوچھا کہ پانی کا پیالہ کہاں ہے؟ حال یہ تھا کہ سردی کی انتہائی شدت تھی پیالے سے کچھ پانی کے قطرے بہہ گئے تھے اور میرے ہاتھ پر کورا جم گیا تھا۔ جب آپ نے پانی مانگا، میں نے پیالہ دیا تو انگلیوں کی کھال کورا جمنے کی وجہ سے اُتر گئی تھی، اور خون بہہ رہا تھا، والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ ہاتھ کو کیا ہوا۔ میں نے عرض کی، اماں جان! آپ پانی لانے تک سوگئیں، میں آپ کے بیدار ہونے کے انتظار میں کھڑا رہا، پیالے سے پانی کے قطرے گرتے رہے، کورا جمتا رہا۔ اب جو آپ نے پانی مانگا اور میں نے پیالہ دیا تو بوجہ کورا جمنے کے ہاتھ کا چمڑا اُتر گیا اور خون بہنے لگا۔ والدہ محترمہ نے جب یہ حال سُنا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا فرمائی: "اے اللہ کریم! میں اس سے راضی ہوں، تو بھی اس سے راضی ہو جا۔" بارگاہِ صمدیت میں والدہ کی دُعا قبول ہوئی۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سُلطان الاولیاء کے بلند و بالا مقام پر فائز ہوئے تو کسی نے پوچھا اے بایزید! یہ مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس عمل کی وجہ سے عطا فرمایا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "ماں کی خدمت کی وجہ سے۔"

تو معلوم ہوا کہ: ○ ماں کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

○ ماں کی دُعا مقبول بارگاہِ الٰہ ہے ○ ماں کی دُعا جنّت کا ذریعہ ہے۔

○ ماں کی اطاعت حصولِ قربِ خدا ہے ○ ماں کی اطاعت قربِ مصطفےٰ ہے۔

○ ماں جو کہہ دے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔

ے
شکر کرے جے خالق سندا، ماں پیو شکر نہ کردا
شکر قبول نہ اُس دا کوئی تابع نہیں اَمردا

عبادتِ الٰہی اور اطاعتِ والدین

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ ط وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط (سورۃ البقرہ، آیت ۸۳)

"اور یاد کرو جب ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے (اس بات کا) کہ نہ عبادت کرنا بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔"

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام نے بنی اسرائیل سے جن عقائد پر ایمان لانے اور عبادات و معاملات کے جن احکامات پر پابند رہنے اور اخلاق کے جن اصولوں کو اپنانے کا پختہ وعدہ لیا تھا وہ لوگ اس عہد و پیمان سے پھر گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ اُمّتِ مصطفےٰ علیہ السلام کی بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ سابقہ اُمتوں میں سے جن لوگوں نے احکاماتِ الٰہی سے منہ موڑا تباہ و برباد ہو گئے، اِس لئے تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

Scanned with CamScanner

○ والدین کے ساتھ احسان یہ ہے کہ ان کا ادب کیا جائے، ان کی جانی ومالی خدمت کی جائے۔ اِن کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے، اِن کی اطاعت کی بجا آوری کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہنا چاہیے۔ اُن کی پرورش کا احسان بجا لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ اِس کی کئی وجوہات ہیں؛

○ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے، اور والدین اولاد کی پیدائش کا سبب ہیں،

○ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پالنے والا ہے، اور والدین اولاد کی پرورش کا سبب ہیں،

○ اللہ تعالیٰ مخلوق کو انعام دینے والا ہے، اور والدین اس انعام کو اولاد تک پہنچانے کا سبب ہیں۔

○ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو غنی ہوتے کے باوجود پالتا ہے، اور والدین بغیر لالچ کے اولاد کی پرورش کرتا ہے۔

○ مخلوق کو پالنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اولاد کو پالنا ماں باپ کا احسان ہے۔

○ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پالتا ہے چاہے وہ مومن ہو یا کافر، ماں باپ ہر قسم کی اولاد کو پالتے ہیں چاہے اپاہج ہوں یا تندرست و توانا۔

○ اللہ تعالیٰ نافرمان بندے پر بھی احسان و انعام فرماتا ہے اور والدین ناخلف اولاد سے بھی احسان و اکرام سے دستبردار نہیں ہوتے۔

ماںواں کرن کمال محبت وچ حساب نہ آوے
ہر دم بچے نال محبت، گل دے نال لگاوے

○ اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال کو بڑھاتا ہے، والدین اولاد کے مال کو بڑھاتے ہیں۔

○ ماں باپ کا احترام سابقہ تمام اَدیان میں بھی ضروری تھا۔

○ ماں باپ کا احترام اُمتِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ضروری ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہر شاہ و گدا، امیر و غریب پر فرض ہے۔
والدین کی اطاعت ہر شاہ و گدا، امیر و غریب پر فرض ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کی عبادت صحت و بیماری، ہر حال میں فرض ہے۔
والدین کی اطاعت جوانی و بڑھاپے، صحت و بیماری ہر حال میں فرض ہے

○ اللہ تعالیٰ کی عبادت بدنی و مالی ہر دو طرح سے فرض ہے۔
والدین کی اطاعت بدنی و مالی ہر دو طرح سے فرض ہے۔

(ماخوذ از تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۲۷۳، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۶۵)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۴۲۱)

”حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے والی اولاد جب بھی نظرِ رحمت سے اپنے ماں باپ کو دیکھے، تو ہر نظر کے بدلے اللہ تبارک و تعالیٰ حجِ مقبول کا ثواب عطا فرماتا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: اگر دن میں ۱۰۰ دفعہ دیکھے، فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ بڑا ہے اور پاک ہے۔“

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی جتنی بار بھی زیارت کی جائے اتنے ہی کامل اور مقبول حج کا ثواب ملتا ہے، تو جب فقط محبت سے دیکھنے کا اِس قدر ثواب ہے، تو خدمت کا کس قدر ثواب ہوگا۔؟

○ والدین کی زیارت سے حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے، اور والدین کی خدمت سے نجات کی راہ ملتی ہے۔

کعبۃ اللہ کی زیارت سے گناہوں سے نجات ملتی ہے
حجرِ اسود کی زیارت سے سفارش و شفاعت ملتی ہے۔
اور والدین کی زیارت سے حج کا ثواب ملتا ہے۔
اور اُن کی خدمت سے نجات کا پروانہ ملتا ہے۔

؎ سر سر قدموں سَو سَو نیکی مولا پاک لکھا وے
سَو بدیاں ہور دفتر عملوں خالق دُور کراوے

؎ ہک سَو درجہ عالی ہووے مومن بندے تائیں
اُدبوں ساعت کول گزارے ہو دن فضل عطائیں

باپ کی خدمت کا صلہ

ایک شخص کے تین بیٹے تھے، جب وہ بیمار ہوا تو اس کے بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے بھائیوں سے کہا کہ مجھے صرف باپ کی خدمت کر لینے دو، اور باپ کی وراثت سے مجھے کچھ بھی نہ دینا۔ چنانچہ اس بات پر اتفاق ہو گیا اور وہ مرتے دم تک اپنے باپ کی خدمت کرتا رہا اور والد کی وفات کے بعد حسبِ وعدہ وراثت چھوٹے دونوں بھائیوں کو مل گئی۔ ایک دن اس خدمت کرنے والے اور وراثت سے محروم رہنے والے نے خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ جا اور وہاں سے ایک اشرفی لے لے۔ اُس نے پوچھا: اس میں میرے لئے کیا برکت ہو گی؟ جواب ملا کہ نہیں! تو اُس نے خواب سے بیدار ہو کر وہ اشرفی نہ لی۔ پھر دوسری رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: فلاں جگہ سے دس اشرفیاں لے لو۔ تو اُس شخص نے پوچھا کیا ان میں میرے لئے برکت ہو گی؟ جواب ملا کہ نہیں! تو اس نے بیدار ہو کر کچھ نہ لیا۔ اب تیسری رات جو سویا تو خواب میں کسی نے کہا، فلاں جگہ سے ایک اشرفی لے لو، اس میں تیرے لئے برکت ہو گی۔ چنانچہ صبح وہ اُٹھا اور بتائی ہوئی جگہ سے ایک اشرفی لی اور بازار سے ایک مچھلی

خریدی۔ جب اُس مچھلی کو چیرا گیا، تو اُس میں سے دو جواہر قیمتی نکلے۔ اُن کو اُس نے بادشاہ کے ہاتھ ساٹھ ہزار اشرفیوں کے عوض فروخت کر دیا اور پھر اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے "یہ جو تو نے سب کچھ چھوڑ کر باپ کی خدمت کی، یہ اُس کا صلہ اور عطیۂ خداوندی ہے۔" (نزہۃ المجالس ج ۱، صفحہ ۲۰)

ماں کی خدمت کا صلہ

اس سے قبل آپ نے باپ کی خدمت کا صلہ دیکھا، اب ماں کی خدمت کا صلہ ملاحظہ فرمائیں، سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام انطاکیہ سے ایک بار ملک شام کے سفر کا ارادہ کر کے چلے، تو تھک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ اس پہاڑ کی وادی میں اِدھر اُدھر کے لوگ آئے ہوئے ہیں، ان میں میرا ایک خاص بندہ ہے، اس سے سوار ہونے کو کوئی چیز لے لیجیے۔ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام جب وہاں پہنچے، تو وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو کلیم اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندے! مجھے سواری چاہیے۔ اس شخص نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو کلیم اللہ علیہ السلام نے دیکھا کہ ابر کا ایک ٹکڑا آ رہا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے بادل کے ٹکڑے اُتر آ اور موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جہاں چاہیں، وہاں اُن کو پہنچا دے۔ چنانچہ وہ ابر اُتر کر زمین سے لگ گیا اور کلیم اللہ علیہ السلام اس پر سوار ہو گئے اور جہاں آپ نے جانا تھا، بادل نے وہاں پہنچا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے فرمایا کیا تم جانتے ہو؟ میں نے یہ مرتبہ اس شخص کو کیوں عطا فرمایا؟ عرض کیا: اے اللہ! میں نہیں جانتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مرتے دم اُس کی ماں نے اُس سے ایک حاجت چاہی تھی۔ اُس نے فوراً اپنی ماں کی حاجت کو پورا کر دیا تھا، تو اُس کی ماں نے اسے دُعا دی تھی کہ اے اللہ! جس طرح اُس نے میری حاجت پوری کی ہے، تو بھی اُس کی حاجتیں پوری فرما۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ

مجھ سے درخواست کرے کہ آسمان کو زمین پر پلٹ دوں، تو بھی اُس کی درخواست کو پورا کروں گا۔" (نزہۃ المجالس ج ۱ صفحہ ۳)

ے نہیں کوئی مومن باجھ نمازوں ماں پیو کرے دُعائیں
مگراں برکت اِس دُعا دی بخشے خالق سائیں

والدین پر خرچ کرنا

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۗ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ ط

(سُورۃ البقرۃ : آیت ، ۱۱۵)

(اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام) "آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ فرمادیں جو کچھ خرچ کرو اپنے مال سے اُس کے مستحق تمہارے والدین ہیں۔"

اِس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ بوڑھے بھی تھے اور مالدار بھی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کرتے ہیں: یارسُول اللہ (صلّی اللہ علیک وسلّم) میں کیا خرچ کروں اور کس پر خرچ کروں؟ تو اِس صحابیٔ رسُول (علیہ السلام) کے اِس سوال کے جواب پر اس آیتِ مبارکہ کا نزول ہوا۔

اور اس آیتِ کریمہ کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ مُصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوا اور عرض کی: "یارسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم، میرے پاس ایک دینار ہے، اس کا کیا کروں؟" آپ نے ارشاد فرمایا: "اپنی جان پر خرچ کرو"۔ عرض کی یارسُول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) اگر دو ہوں تو؟ فرمایا: اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ عرض کی، تین ہوں تو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے خادم پر بھی خرچ کرو۔ عرض کی، اگر چار ہوں تو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پھر اپنے ماں باپ پر خرچ کر۔ عرض کی:

پانچ ہوں تو؟ ارشاد فرمایا: اپنے رشتہ داروں پر خرچ کر۔ عرض کی: اگر چھ ہوں تو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔"
(تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۴، تفسیر کبیر صفحہ ۲۴/۶، رُوح المعانی صفحہ ۱۰۵/۲)

اس آیتِ کریمہ میں سائل کے درہموں کا مصرف بتایا گیا۔ سوال کرنے پر آیتِ کریمہ کا نزول ہوا اور احسان والے، ماں باپ کا ذکر فرمایا، جن کی بدولت انسان عدم سے وجود میں آیا اور جن کی بدولت زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوا اور جن کے خونِ جگر اور مال و زر سے پل کر جوان ہوا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۰، ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۶۰)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا: یارسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: دونوں تیری جنّت ہیں، اور دونوں ہی تیری دوزخ ہیں۔"

اِس حدیثِ پاک سے واضح ہوا کہ ماں باپ کی خدمت ذریعۂ جنّت ہے اور ان کی نافرمانی و ناراضگی ذریعۂ جہنّم ہے۔

ے ماں پیو سندی خدمت یارو جنّت طرف لے جاوے
ایسا تابعداری سندا جنّت کویں نہ جاوے

ماں کا نافرمان

ایک شخص جو تابعین میں سے تھے، اُن کا ایک قبیلے پر سے گزر ہوا۔ اُنہوں نے وہاں ایک قبرستان دیکھا۔ عصر کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ایک قبر شق ہوگئی، اس میں سے ایک آدمی نکل آیا۔

اُس کا سر گدھے کے سر جیسا تھا اور بدن آدمی جیسا۔ تین مرتبہ گدھے کی آواز نکالی، پھر قبر اس کے اوپر جُڑ گئی۔ وہاں کے لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی تو بتایا کہ یہ شخص شراب پیا کرتا تھا اور اس کی ماں اسے کہتی تھی کہ خدا سے ڈر اور شراب نہ پی، تو یہ اپنی ماں کو کہتا تھا، تو گدھے کی طرح نہ چلّایا کر۔ پھر یہ شخص ایک دن عصر کے بعد مر گیا اسی وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور یہ باہر نکل کر تین مرتبہ گدھے کی بولی بولتا ہے (یعنی ماں کو یہ کہنے والا کہ تو گدھے کی طرح نہ چلّایا کر) اس عذاب میں مبتلا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

ے بُری زبانوں سخن الاون، شرم نہ ہرگز کردے
قدر پچھانن خبر نہ کوئی رب توں مُول نہ ڈردے

ے عقل جہالت پردہ پایا، غرق گناہ وچ ہوون
ماں پیو قدر نہ جانن والے حشر دہاڑے رون

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ ج حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ

(سورۃ لقمان، آیت ۱۴)

"اور ہم نے تاکید کی حکم دیا انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرے شکم میں اٹھائے رکھا ہے، اسے اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اور اس کا دودھ چھوٹنے میں دو سال لگے، اس لئے ہم نے حکم دیا کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق اور اُن کے ساتھ احسان کرنے کی یاد دہانی فرمائی۔ اگرچہ ماں اور باپ دونوں احسان کے حق دار ہیں کہ ان سے محبت کی جائے، ان کی اطاعت کی جائے، مگر دونوں میں سے ماں کا حق زیادہ ہے اس لئے

کہ نو ماہ تک وہ بچے کو پیٹ میں اُٹھائے پھرتی رہی۔ حمل کی گرانی نے اسے کمزور و ناتواں کر دیا اور اِن ایامِ حمل میں اسے گوناگوں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر ماں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بچے کا خیال رکھا۔ پھر پیدائش کا وقت جو کہ موت و حیات کا وقت ہے، یہ وقت انتہائی نازک اور جاں گسل ہے اور جب یہ پُرخطر مرحلہ گزرا تو دو سال تک اپنے خون سے پیدا ہونے والا دودھ پلایا اور دم بھر غفلت نہ کی۔ یہ ساری خدمات اور مشقتیں کسی احسان جتلانے یا لالچ کے خیال سے نہیں، بلکہ محض محبت و پیار کے جذبہ سے سرشار ہو کر فرمایا کہ اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ۔

"اے بندے میرے شکر کے ساتھ ساتھ والدین کا بھی شکر بھی ادا کرو"

اور ○ اپنے قول و فعل سے ماں باپ کو ایذا مت دو۔

○ اپنے بدن اور مال سے ان کی خدمت کر

○ ہر حال میں ان کی دل جوئی اور اطاعت بجا لا۔

○ اور جب بُلائیں تو سب کام چھوڑ کر فوراً حاضر ہو جا۔

○ اور اُن سے بحث و تکرار اور سخت کلامی نہ کر۔

ے ○ گرمی سردی اندر اس دا بول براز اُٹھا دے
○ نیند آرام نہ لیندی ہرگز بیٹھے دودھ پلا دے

○ ماں باپ سے دلی محبت کر، اُٹھتے بیٹھتے اور گفتگو میں اُن کا ادب کر۔

○ ماں باپ اگر بدعقیدہ ہوں، تو بھی اُن کی خدمت اور ادب سے منہ نہ موڑ

○ ہاں اگر وہ اسلام سے ہٹائیں یا اسلامی شعار سے روکیں، تو اس طرح کی بات ہرگز نہ مانیں۔ دوسرے امور میں ان کی حکم عدولی نہ کریں۔

حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، یہ آیت میرے حق میں اتری میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا تھا اور ان کا اطاعت گزار تھا۔ پھر جب

میں اسلام لایا، رُشد و ہدایت کی لڑی میں پرو دیا گیا، دامنِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہوگیا، تو میری ماں سخت ناراض ہوگئی اور کہنے لگی ؛ میں نے سُنا ہے کہ تو اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دینِ مصطفوی میں داخل ہوگیا ہے، جب تک تو حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا منکر نہ ہوگا، میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی اور نہ سائے میں بیٹھوں گی، یہاں تک کہ اسی حال میں مرجاؤں گی، اور لوگ تجھے ماں کا قاتل کہہ کر پکاریں گے اور تو ملک بھر میں ذلیل و رُسوا ہو جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں ؛ میں نے اسلام نہ چھوڑا، دامنِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مُنہ نہ موڑا تو میری ماں نے بھوک ہڑتال کر دی۔ لوگوں نے آوازے کسے کہ دیکھو یہ ماں کا قاتل ہے۔ میں سخت پریشان ہوا۔ ماں کی بہت منت سماجت کی، مگر وہ اپنی ضد پر ڈٹی رہیں۔ اسی حال میں ایک دن اور ایک رات گذر گئی جس کی وجہ سے اماں جان سخت کمزور ہوگئیں۔ دوسرے دن بھی اسی طرح فاقہ سے رہیں اور تیسرے دن تو فاقہ سے حالت خراب ہوگئی، انتہائی نڈھال ہوگئیں، لوگ زبردستی منہ میں کچھ ڈالتے مگر وہ کچھ نہ کھاتیں۔ اب میں نے کہا، میری پیاری اماں جان ! سُن لیں آپ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں، لیکن مجھے اپنے دین اور اپنے رسول سے زیادہ عزیز نہیں ہیں۔ اے اماں جان ! آپ جان لیں کہ اگر آپ کی سو جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے نکل جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی قسم ! میں اپنی آخری سانس تک دینِ مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نہیں چھوڑوں گا، اب آپ کی مرضی ہے کھائیں یا نہ کھائیں۔

جب میری ماں نے میرا مصمّم و مضبوط ارادہ دیکھا اور یہ جان لیا کہ یہ دین بدلنے کو ہرگز تیار نہیں، تو بھوک ہڑتال ختم کر دی اور کھانا پینا شروع کر دیا۔ ارشاد ربّ العالمین ہے : وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۔ (سُورۃ العنکبوت، آیت : ٦)

" اور اگر وہ یہ کوشش کریں تیرے ساتھ کہ تو شریک بنائے کسی کو میرا جس کے متعلق تجھے کوئی علم نہیں، تو اس بات میں اُن کی اطاعت نہ کر۔"

تو معلوم ہوا کہ ماں باپ اگر کافر ہوں، تو بھی اُن کا حقِ مادری و پدری ضرور ادا کیا جائے۔ مگر جب وہ اسلام سے روکیں تو ہرگز اُن کی بات نہ مانی جائے۔ اگرچہ اسلام میں والدین کی اتباع ضروری ہے، مگر باپ کی نسبت ماں کا حق زیادہ ہے، جس طرح گزر چکا ہے کہ ماں کی محنت و مشقت باپ سے بہت زیادہ ہے۔ ماں کا پیٹ میں رکھنا، پیدائش کی صعُوبتیں برداشت کرنا، پھر دُودھ پلانا، پرورش کرنا، یہ انتہائی کٹھن مراحل ہیں۔ اِسی لئے ارشادِ نبوی ہے :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ (ابن ماجہ ص ۳۶۰) (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۸، ترمذی شریف ص ۱۸ ج ۲، بخاری شریف ص ۸۸۳ ج ۲، مسلم شریف ص ۳۱۲ ج ۱، ابوداؤد شریف ص ۳۵۲ ج ۲، مُسند امام احمد بن حنبل ص ۳۲۸ ج ۲)

" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (بارگاہِ نبوی میں) عرض کیا، اے اللہ کے رسُول ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ کون حقدار ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) ارشاد فرمایا :۔ "تمہاری والدہ تمہارے حُسنِ سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ہے"۔ عرض کیا "پھر کون ؟" آپ نے فرمایا "تمہاری والدہ" (تیسری بار) عرض کیا "پھر کون ؟" ارشاد فرمایا :۔ تمہاری والدہ (سائل نے چوتھی بار) پھر پوچھا "اور کون ؟" تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "تمہارا باپ۔"

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گُنا زیادہ ہے۔

ماں بچے پر تین ۳ احسان کرتی ہے، اس لئے زیادہ حقدار ہے۔
(۱) پیٹ میں رکھنا (۲) جننا (۳) پرورش کرنا۔
باپ صرف ایک ۱ احسان کرتا ہے کہ وہ پرورش کرتا ہے۔

ماں کی شفقت

ایک دفعہ دو ۲ عورتیں اپنے بچوں سمیت سفر پر نکلیں، ایک جگہ قیام کے دوران ایک کے بچے کو بھیڑیا اُٹھا کر لے گیا۔ پھر دونوں عورتیں ایک دوسری سے جھگڑ پڑیں۔ ہر ایک یہ کہہ رہی تھی: یہ میرا بچہ ہے تیرے بچے کو بھیڑیا لے گیا ہے۔ آخر یہ فیصلہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ٹھہرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: چونکہ تم دونوں بچے کی دعویدار ہو، اس لئے چھری لاؤ تاکہ میں چیر کر آدھا آدھا تمہیں دے دوں۔ چھوٹی تڑپ کر کہنے لگی، یا نبی اللہ! ایسا نہ کیجئے، یہ بیٹا اُسی کا سہی، اسی کو دے دیجئے (مگر اس کے ٹکڑے نہ کیجئے) اس کی شفقتِ مامتا سے معلوم ہو گیا کہ یہ بیٹا اُسی کا ہے۔ بچہ چھوٹی کو مل گیا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۔۔۔)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا پڑوسی

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ! مجھے جنت کا میرا پڑوسی دکھا دے۔ حکم رب العالمین ہوا کہ آپ فلاں شہر میں چلے جائیں، وہاں آپ کو ایک قصاب اس نام کا ملے گا، وہی جنت میں تمہارا پڑوسی ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے اور اُس کی دکان پر پہنچے، تو اُس نے کہا: اے خوبرو انسان! کیا تو میرا مہمان بننا پسند کرے گا۔ آپ نے فرمایا: ہاں! چنانچہ وہ آپ کو اپنے گھر لے گیا اور آپ کے سامنے دسترخوان لگایا اور کھانا پیش کیا اور خود بھی کھانا کھانے لگا۔ اُس کے پاس ایک تھیلا بھی تھا ایک دو لقمے کھا لیتا اور ایک لقمہ تھیلے میں رکھ دیتا۔ اسی دوران کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ دروازہ کھولنے گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے اِس تھیلے کو دیکھا کہ اس میں انتہائی کمزور لوڑھے اور بڑھیا کو پایا۔ جب آپ نے دیکھا تو وہ دونوں مسکرائے اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے جب وہ جوان واپس آیا، تھیلے میں بوڑھوں کو دیکھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: کیا آپ موسیٰ علیہ السلام ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تمہیں کس نے بتایا؟" وہ کہنے لگا: "ان دونوں بزرگوں نے"۔ آپ نے پوچھا "وہ کیسے؟" عرض کی: "حضور! میں ہمیشہ ان کی نگہداشت کیا کرتا تھا اور کبھی بھی غافل نہیں ہوتا تھا اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔ یا اللہ! ہماری جان اس وقت تک نہ نکلے۔ جب تک کہ ہم دونوں موسیٰ علیہ السلام کی زیارت نہ کر لیں اور میری والدہ جب شکم سیر ہو جاتیں، تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتیں: یا اللہ! میرے فرمانبردار بیٹے کو جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا پڑوس عطا فرما۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری والدہ کی دعا کو قبول فرما لیا ہے، تو جنت میں میرا پڑوسی ہو گا۔ والدہ کی دعا نے جنت کا حقدار اور نبی کا ہمسایہ بنا دیا۔ (نزہتہ المجالس ص ۲)

موسیٰ کہیا نال اساڈے جنت اندر جاوے
فضل خدا دا فضل خدا دا عالی رتبہ پاوے

ارشادِ رب العالمین ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ؕ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ؕ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ج إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

(سورۃ الاحقاف: آیت: ۱۵)

"اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے (اپنے شکم میں) اُٹھائے رکھا اُس کو اُس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اُس کو تکلیف سے اور اُس کے حمل اور اُس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا، تو اُس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے والہانہ توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا ہوں تیری اُس نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند کرتا ہو۔ اصلاح و رُشد کو میرے لیئے اور میری اولاد میں راسخ فرما دے۔ بیشک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جُھکانے والوں میں سے ہوں۔"

- حکمِ الٰہی ہے کہ ماں باپ سے اچھا سلوک کرو، اس لیئے کہ،
- ماں نے نو ماہ پیٹ میں اُٹھائے رکھا۔
- ماں نے پیدائش کے وقت تکلیف اٹھائی۔
- ماں نے دو سال تک دودھ پلایا۔

ماواں سر تے چھاواں بیٹے نازوں پرورش پاون
ماواں دردِ مصیبت اندر تنگی دُور ہٹاون

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۹ ترمذی شریف ص ۱۸ ج ۲)

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔"

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جس نے والد کو راضی کیا گویا اللہ تعالیٰ کو راضی کیا، اور جس نے والد کو ناراض کیا اُس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔

ماں کی فرمانبرداری کا صلہ

قرآن کریم اور تفاسیر میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھا جس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ جب اُس شخص کی موت کے وقت قریب آیا، تو اُس نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ میں گائے کی ایک بچھیا پالی ہوئی ہے، اُس کو اپنے بیٹے کے لیئے تیرے حوالے کرتا ہوں تاکہ جب یہ بیٹا بڑا ہو تو اسے حاصل کر لے۔ اب یہ شخص فوت ہو گیا اور اس کی گائے کی بچھیا جنگل میں چرتی رہی اور اس کا بیٹا اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا۔ یہ لڑکا جب جوان ہوا، تو انتہائی نیک اور سعادت مند بنا۔ عبادت میں آدھی رات تک شب بیداری کرتا اور آدھی رات گریہ زاری کرتا، دن کو کاروبار کرتا اور جو کچھ کماتا اُس کے تین حصے کرتا، ایک حصہ ماں کو دیتا، ایک حصہ خیرات کرتا، اور ایک حصہ خود خرچ کرتا۔ ایک دن والدہ نے کہا، بیٹا! تیرے باپ نے فلاں جنگل میں اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک بچھیا چھوڑ دی تھی، اس کو پکڑ کر لے آ۔ اس کی یہ نشانیاں ہیں۔ یہ جوان اس جنگل میں گیا، ماں کی بتائی ہوئی علامتیں پا کر گائے کو پکڑ لایا۔ ماں نے کہا اسے لے جا اور بازار میں تین اشرفیوں میں بیچ ڈال، مگر یاد رکھ، جب سودا طے ہو جائے، تو میری اجازت کے بغیر نہ دینا۔ اب یہ جوان گائے کو لے کر بازار میں پہنچا۔ اسے ایک گاہک ملا اور اُس نے قیمت پوچھی تو لڑکے نے تین اشرفیاں بتائیں، اور ساتھ ہی والدہ کی اجازت کی شرط عائد کر دی۔ خریدار بولا (یہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں تھا) چھ اشرفیاں لے لو مگر ماں کی اجازت کی شرط چھوڑ دے۔ اس جوان نے کہا اگر تم اس کے برابر سونا بھی دے دو تو میں تب بھی ماں کی اجازت کے بغیر نہیں بیچوں گا۔ اب یہ لڑکا ماں کے پاس آیا۔

اور سارا واقعہ ماں کو سُنایا۔ ماں نے کہا: چھ درہم میں بیچ دینا، مگر سودا کرنے پر پھر مجھ سے پوچھ لینا۔ اب یہ لڑکا بازار گیا، تو وہی فرشتہ انسانی شکل میں پھر ملا اور کہا: بارہ اشرفیاں لے لے، مگر ماں سے نہ پوچھ۔ یہ لڑکا نہ مانا اور واپس آکر ماں کو سارا ماجرا سُنایا۔ ماں انتہائی عقلمند تھیں، کہنے لگی۔ شاید یہ کوئی فرشتہ انسانی صورت میں ہو، جو تجھے آزما رہا ہو کہ تو کس قدر ماں کا فرمانبردار ہے۔؟ اب اگر ملے تو پوچھ لینا کہ گائے ہم فروخت کریں یا نہ کریں؟ اب لڑکے کو فرشتہ پھر انسانی صورت میں ملا، تو اس نے پوچھا۔ گائے بیچ دیں یا نہ؟ فرشتے نے کہا: اپنی ماں سے کہنا کہ اسے روکے رکھو، عنقریب بنی اسرائیل کو اس کی ضرورت پیش آئے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے حکم پر لوگ اس گائے کو تلاش کریں گے، تو جب تجھ سے خریدنے آئیں، تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال سونے سے بھر دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ماں کے حکم کی تابعداری کے صلہ میں کھال سونے سے بھر دی گئی، اس کا تفصیلی واقعہ سورۃ بقرہ میں ہے۔ (نزہۃ المجالس ج۱ ص۱۹۷)

نرمی نال کلام ہے کردا مونہوں سخن الاوے
حشر دیہاڑے نور زیادہ خالق کولوں پاوے

ماں کے حکم کی اطاعت پر گائے کی قیمت بڑھ گئی۔
ماں کے حکم پر اطاعت سے گائے کی کھال سونے سے بھر گئی۔
ماں کا حکم باعثِ رحمت و برکت بنا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: یَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْ ضَيِّعْ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۰)
(ترمذی شریف ج۲ ص۱۲، ابن ماجہ شریف ص۲۶۰)

"آپ نے ارشاد فرمایا، والد جنت کے دروازوں میں سے میانہ (یعنی سب سے اچھا) دروازہ ہے۔ اگر تو چاہتا ہے، تو باپ کی فرمانبرداری سے اس کی حفاظت کر لے یا نافرمانی کر کے اس کو ضائع کر دے۔"

تو معلوم ہوا کہ اگر جنت میں جانا ہے، تو والدین کی فرمانبرداری کر۔

- باپ کی دعا سے گائے نفع بخش ثابت ہوئی۔
- باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے۔
- باپ کا راضی کرنا جنت جانے کا ذریعہ ہے۔
- باپ کی ناراضگی، جہنم جانے کا ذریعہ ہے۔

فرمانبردار بیٹا

اس پر ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں: ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک شخص کو اس کے بیٹے کے ساتھ جیل میں بھیج دیا۔ اس شخص کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ گرم پانی سے وضو کرتا تھا۔ وہ آگ پر پانی گرم کر کے باپ کو پیش کرتا رہتا تھا۔ داروغہ جیل نے قید خانہ میں آگ لے جانے سے منع کیا۔ لڑکے نے رات کو قندیل پر پانی رکھ کر اپنے والد کے لئے گرم کیا۔ جب داروغہ جیل کو خبر پہنچی، تو اس نے قندیل کو اونچا کر کے لٹکا دیا۔ اب اس فرمانبردار بیٹے نے پانی کا کوزہ رات بھر سینے سے لگائے رکھا۔ اس پانی میں قدرے گرمی آگئی۔ باپ نے پوچھا، پانی گرم کیسے کیا؟ تو اس نے تمام صورت حال بیان کر دی۔ باپ نے یہ بات سنی تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا: "اے اللہ کریم میرے بیٹے نے اتنی محنت کی ہے، اسے جہنم کی آگ سے بچانا۔" (نزہۃ المجالس ج۱ ص۱۹۷)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی یقیناً مستجاب الدعوات ہیں، (یعنی ان کی ہر حال میں دعا قبول ہوتی ہے، وہ یہ ہیں):

Scanned with CamScanner

دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص۱۸۰)

"دُعا مظلوم اور مُسافر اور دُعا باپ کی اپنی اولاد کے حق میں (قبول) ہوتی ہے"

مُصیبت سے نجات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (قوم بنی اسرائیل) کے تین آدمی جارہے تھے کہ بارش برسنا شروع ہوگئی اور وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے۔ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ "اچانک پہاڑ کا ایک پتھر غار کے مُنہ پر آگرا اور غار کا مُنہ بند ہوگیا" اب وہ آپس میں ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ کرنے لگے۔

فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا۔ ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے: ایسے عمل دیکھو جو تم نے خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کئے ہوں۔ ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرو، شاید اللہ تعالیٰ یہ مصیبت دُور کردے۔ پھر ان تینوں میں سے ایک کہنے لگا، اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَۃٌ صِغَارٌ کُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْھِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْھِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ۔ "اے اللہ! (تو جانتا ہے) کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے، میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (جب شام کو واپس آتا) اور دُودھ دوہتا، تو پہلے اپنے والدین کو دُودھ پلاتا، پھر اپنے بچوں کو۔ ایک دفعہ جانور دُور دراز درخت چرنے کے لئے نکل گئے اور میں شام کو دیر سے گھر پہنچا، دیکھا تو والدین سوگئے ہیں۔ میں نے حسبِ عادت دُودھ دوہا اور دودھ لے کر ان کے پاس آیا فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِھِمَا" اور میں ان کے سرھانے کھڑا رہا۔

اَکْرَہُ اَنْ اُوْقِظَھُمَا۔ "اور ان کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔" وَاَکْرَہُ اَنْ اَبْدَءَ بِالصِّبْیَۃِ قَبْلَھُمَا "اور یہ بھی بُرا سمجھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں"۔ اور بچے میرے پاؤں میں لیٹے روتے رہے اور یہ ساری رات فجر تک ہوا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے۔ اِنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَۃً "میں نے یہ سب کچھ تیری رضا کے لئے کیا تھا تو تُو اس پتھر میں سوراخ کردے"۔ نَرٰی مِنْھَا السَّمَاءَ۔ "کہ ہم اس سے آسمان دیکھ لیں"۔ فَفَرَجَ اللّٰہُ لَھُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَاءَ۔ "پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھول دیا، یہاں تک کہ انہوں نے آسمان دیکھ لیا"۔

دُوسرے شخص نے یُوں دُعا کی، اے اللہ! میرے چچا کی ایک حسین بیٹی تھی، اس سے میں اس طرح محبت کرتا تھا، جیسے کوئی مرد کسی عورت پر فریفتہ ہوتا ہے۔ میں نے اس سے ملاپ کی خواہش کی۔ اُس نے کہا سو دینار لاؤ تو میں تیری خواہش پوری کروں گی۔ پس میں نے محنت کی یہاں تک کہ میں نے سو دینار جمع کرلیے اور (یہ رقم) لے کر اُس کے پاس گیا۔ فَلَمَّا قَعَدْتُ بَیْنَ رِجْلَیْھَا قَالَتْ یَا عَبْدَاللّٰہِ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ۔ "پھر جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا، تو اُس نے کہا اے اللہ کے بندے، اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میری مُہر کو مت کھول" پس میں یہ سُن کر کھڑا ہوگیا۔ اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ یہ سب کچھ تیری رضا کے لئے کیا اور (میں زنا سے باز رہا) تو اس پتھر میں زیادہ شگاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ شگاف کردیا۔ اب تیسرا شخص کہنے لگا، اے اللہ تعالیٰ! میں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگا دیا تھا اور ایک فرق (سو رطل غلّہ) مزدوری مقرر کیا تھا جب وہ کام سے فارغ ہوا تو کہنے لگا، میرا حق مجھے دے دیجئے۔ میں نے اُس کی مزدوری اسے پیش کی، مگر اُس نے اُس کو نہ لیا اور چھوڑ کر (بطورِ امانت) چلا گیا۔

Scanned with CamScanner

میں نے وہ غلّہ زمین میں بو دیا اور برابر اس پر زراعت کرتا رہا، یہاں تک کہ اس کے نفع سے میں نے گائے، بیل خریدے اور چرواہے جمع کئے۔ ایک مدت کے بعد وہ شخص آیا اور کہنے لگا: "اللہ تعالیٰ سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے دیجیئے۔" میں نے اس سے کہا "جا اور وہ سب بیل، گائے اور چرواہے لے جا۔" وہ کہنے لگا: "اللہ تعالیٰ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔" میں نے کہا "میں مذاق نہیں کرتا، یہ گائے، بیل، چرواہے یہ سب تیرے ہیں، لے جا۔ پھر وہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔" اے اللہ تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے تیری رضا کے لئے کیا۔ اے اللہ تعالیٰ باقی سوراخ بھی کھول دے۔" تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سب سوراخ کھول دیئے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱، بخاری شریف صفحہ ۸۸۳ ج ۲، تیسیر الباری صفحہ ۴ ج ۸)

حق ادا ئی ماں پیو کر کے گھر واپس جد جاندا
گل کبیرے بخشے جاون مولے رحم نہ کھاندا

برادران اسلام! سامعین کرام! اس حدیث سے واضح ہوا کہ اعمالِ صالحہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے غار کی مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ غیر خدا کو بھی وسیلہ بنانا جائز ہے۔ ○ نماز وسیلہ ہے ○ صبر وسیلہ ہے
○ زنا سے بچنا وسیلہ ہے ○ مزدور کے مال کو پال کے دینا وسیلہ ہے
○ والدین کی اطاعت وسیلہ ہے ○ صالحین کی خدمت وسیلہ ہے
○ تو جن کے سبب سے ساری کائنات کی بہاریں ہیں، تو اس پیارے آقا حبیبِ مکرم رسولِ معظم، رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا کیوں جائز نہیں؟

○ والدین اور نیکیوں کو وسیلہ بنانے سے غار کے پتھر سے نجات ملی۔
○ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنانے سے مصائب و آلام سے نجات ملتی ہے۔

○ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے ہی ○ دُنیا کی مشکلات سے نجات ○ قبر کی وحشت سے نجات ○ حشر کی گرمی سے نجات، ○ پُل صراط سے نجات ○ دوزخ سے نجات مل جاتی ہے۔

تو بات چونکہ والدین کی ہو رہی ہے، اس لئے ایک اور حکایت ملاحظہ فرمائیں؛

والدین کی دُعا کا اثر

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک مرتبہ حضرت سُلیمان علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ دریا کی طرف جاؤ تم وہاں عجیب و غریب چیز ملاحظہ کرو گے۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے، اور آصف بن برخیا کو حکم دیا کہ دریا میں غوطہ لگاؤ، انہوں نے جب غوطہ لگایا تو دیکھا کہ ایک قبّہ ہے، جس کے چار دروازے ہیں۔ ایک دروازہ موتی کا۔ دوسرا یاقوت کا۔ تیسرا جواہرات کا۔ چوتھا زبرجد کا۔ اس قبّے کے دروازے کھلے تھے، مگر قدرتِ الٰہی کا یہ حال تھا کہ اُس میں پانی کا ایک قطرہ تک نہ تھا اور اُس کے اندر ایک نوجوان نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس شخص کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے اس کا حال اور وہاں ٹھہرنے کا معاملہ پوچھا اور یہ بھی دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ کیسے عطا فرمایا؟ تو وہ کہنے لگا: حضور! میرے والد صاحب اپاہج اور والدہ نابینا تھیں۔ میں نے ان دونوں کی سات برس تک خدمت کی۔ جب میری والدہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو دُعا کی: یا اللہ! میرے بیٹے کو لمبی عمر اپنی عبادت کے لئے عطا فرما اور جب والدِ گرامی کا انتقال ہونے لگا، تو انہوں نے دُعا دی کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسی جگہ عطا فرما جہاں شیطان کو پہنچنے کی راہ نہ ہو۔ اُن کے وصال کے بعد ایک دن میں دریا کی طرف چل پڑا۔ یہ قبّہ نظر آیا، تو میں اس میں داخل ہو گیا، اُس وقت سے میں اس جگہ ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا، تو کس زمانے میں تھا؟ عرض کی: سیدنا ابراہیم

کے زمانے میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تاریخ کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار چار سو برس گزر چکے ہیں اور اس جوان کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تو یہاں کیا کھاتا ہے۔ وہ کہنے لگا: ایک پرندہ کچھ زرد سی چیز لے کر آتا ہے اور میں اسے کھا لیتا ہوں، اس میں دنیا کی تمام نعمتوں کی لذت موجود ہوتی ہے اور مجھ سے بھوک، پیاس، سردی، گرمی، نیند، غفلت اور وحشت سب جاتی رہتی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے اجازت دی، تو اس کا قبہ دریا کی طرف چلا گیا۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۹۹ عربی)

ے
ہکسو درجہ عالی ہووے مومن بندے تائیں
ادبوں ساعت کول گزارے ہووں فضل عطائیں

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کی دعا کو قبول فرما کر اس نوجوان کو اتنا عظیم مقام عطا فرمایا کہ اس کو اپنی عبادت کے لئے مخصوص کر لیا۔

○ والدین کی دعا رد نہیں ہوتی ○ والدین کی دعا سے بلند مقام مل جاتا ہے۔
○ والدین کی دعا کا ثمرہ دنیا میں ملتا ہے۔
○ والدین کی دعا کا ثمرہ آخرت میں ملتا ہے۔
○ ماں باپ کے منہ سے جو دعا نکلتی ہے، اجابت و قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) وَقَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذَنَهٗ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ

(بخاری شریف ص ۸۸۳ مسلم شریف ج ۲ ص ۳۱۲ نسائی شریف ج ۲ ص ۵۳ ادب المفرد ص ۶)

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں شریک ہونے کی

اجازت چاہی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انہیں کے لئے جہاد کرو (یعنی ان کی خدمت میں پوری کوشش کرو)

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ اگرچہ میدان میں جانا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔ مگر: والدین کی خدمت کرنا بھی جہاد ہے۔

○ والدین کی خدمت سے جہاد کا ثواب ملتا ہے۔
○ والدین کی خدمت جہاد ہے ○ والدین کی خدمت کو جہاد پر اولیت ہے۔
○ والدین کی خدمت فلاح دارین ہے ○ والدین کی خدمت بہترین جہاد ہے

ے
حق ادا کی ماں پیو والی جیکر ترک کریسی
بھانویں نیکی عمر گزارے رب نجات نہ دیسی

اور ایک حدیث پاک میں اس طرح ہے: حضرت معاویہ ابن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد جاہمہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت اقدس میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میری والدہ محترمہ زندہ ہیں۔ فرمایا: اس کی خدمت لازم پکڑ لے، جنت اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ (نسائی ج ۲ ص ۵۲)

بدسلوکی پر ندامت کا صلہ

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ایک مرد صالح تھا اس کے اس کے لڑکے نے شراب پی لی۔ باپ نے جب ڈانٹا تو بیٹے نے نشے کی حالت میں اپنے باپ کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ باپ کی آنکھ کا ڈیلا نکل گیا۔

Scanned with CamScanner

جب لڑکا نشے سے ہوش میں آیا، تو سخت شرمندہ ہوا اور انتہائی ندامت کی وجہ سے اپنا داہنا ہاتھ کاٹ دیا۔ اب باپ نے جب بیٹے کا کٹا ہوا ہاتھ دیکھا تو سخت بے چین ہوا، اور رونے لگا اور کہنے لگا: اے بیٹا! کاش کہ میری ہزار آنکھیں ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکل جاتیں مگر تو اپنا ہاتھ نہ کاٹتا۔ اس کے بعد باپ بیٹا دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کی آنکھ اُس کی جگہ پر رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی: یا اللہ! یہ شخص اپنی ماں کی عزت کرتا تھا اور اس کے بیٹے نے اپنے باپ کی عزت کی خاطر سب کچھ کیا۔ ان دونوں کو والدین کی عزت و حرمت کی وجہ سے شفا عطا فرما اور میری دُعا قبول فرما کر میری عزت رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دُعا پر فوراً دونوں کو شفا عطا فرما دی۔ (نزہۃ المجالس ج ۱، ص ۲۰۱)

⊙ ماں باپ کی عزت فرض ہے ○ ماں باپ کی عزت نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے

⊙ ماں باپ کی عزت باعثِ شفا ہے ○ ماں باپ کی عزت دافع البلاء ہے

؎ توں نہ جانے قدم مائی دے ہیٹھ بہشت خُدائی
جنت جاون عزت پاون کرن جو حق ادائی

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِفُّوْا عَنْ نِسَآءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَآءُ کُمْ وَبَرُّوْا اٰبَاءَ کُمْ تَبَرَّکُمْ اَبْنَاءُ کُمْ وَمَنْ اَتَاہُ مُتَنَصِّلًا فَلْیَقْبَلْ ذَالِکَ مِنْہُ مُحِقًّا کَانَ اَوْ مُبْطِلًا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ لَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ (مستدرک ج ۴ ص ۱۵۴)

«حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاکدامن رہو (ایسا کرنے سے)

تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں۔ تم اپنے باپوں سے حُسنِ سلوک کرو (ایسا کرنے سے) تمہارے بیٹے تم سے حُسنِ سلوک کریں گے اور جس کے پاس اس کا بھائی معذرت (معافی) کے لئے آئے، تم اُس کی معذرت کرو خواہ وہ حق پر یا ناحق ہو۔ اگر ایسا نہ کیا (یعنی معذرت قبول نہ کی) تو وہ میرے حوضِ (کوثر) پر نہ آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

"تم لوگوں کی عورتوں سے پاکدامن رہو تاکہ تمہاری بیویاں پاکدامن رہیں۔
تم اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرو، تمہاری اولاد تم سے حُسنِ سلوک کرے گی
تم لوگوں کی معذرت قبول کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا عُذر قبول فرمائے گا۔
تم لوگوں کو رضائے الٰہی کے لئے معاف کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے گا۔
تم اس حدیثِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرو، پیارے رسولِ کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں حوضِ کوثر سے جام عطا فرمائیں گے۔

؎ جیکر ترک دُعاواں کرسی ماں پیو، عاق ہو جاوے
ہویا عاق، گناہیں بھارا سر تے عیب اُٹھاوے

سرکارِ بغداد کی فرمانبرداری

محبوبِ سُبحانی، قطبِ ربّانی قندیلِ نورانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے تقوے کی بنیاد کن چیزوں پر رکھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا "صدق اور والدہ محترمہ کے حکم کی اطاعت پر۔"

ایک دفعہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں حصولِ علم کے لئے بغداد شریف جاؤں۔ والدہ نے میری گزارش پر بغداد شریف جانے کی اجازت عطا فرمادی اور چالیس دینار میری صدری میں سی دیئے اور سچ بولنے کا حکم دیا اور الوداع کیا۔

پھر تاکیداً حکم فرمایا، بیٹا سچ بولنا اور کبھی جھوٹ نہ بولنا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتی ہوں۔ میں ایک قافلے کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ راستے میں چلتے چلتے جب ہم ہمدان سے آگے بڑھے، تو ساٹھ ڈاکو قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارا قافلہ لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو میرے پاس بھی آیا اور کہنے لگا، تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا کہ چالیس دینار ہیں۔ اُس نے میرے بچپن کی وجہ سے مذاق سمجھ کر چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ اب دوسرا ڈاکو آیا اور اس نے پوچھا تیرے پاس کچھ ہے؟ میں نے جواب دیا چالیس درہم ہیں اس نے پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ میری والدہ نے میری صدری میں سی دیئے ہیں یہ ڈاکو اپنے سردار کے پاس گیا اور سارا ماجرا بتادیا اور اُن کے سردار نے مجھے طلب کیا۔ میں اُس کے پاس پہنچا، تو وہ لوٹا ہوا مال تقسیم کر رہا تھا۔ اب ڈاکوؤں کا سردار مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا: بتا تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ چالیس دینار ہیں۔ اُس نے پوچھا، کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ میری اماں نے میری صدری میں سیئے ہوئے ہیں، اُس نے فوراً میری صدری کو ادھیڑا، اس سے چالیس دینار نکلے۔ اب وہ حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگا، اگر تو سچ نہ کہتا، تو بچ جاتا، بتا: تجھے سچ کہنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ میں نے بتایا کہ گھر سے رخصت ہوتے وقت میری والدہ صاحبہ نے مجھے سچ بولنے کا حکم فرمایا تھا۔ والدہ کے حکم سے میں نے سچ بولا تاکہ والدہ کے حکم کی نافرمانی نہ ہو۔ یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے میرے ساتھیو! یہ بچہ ماں کے حکم سے نہیں ہٹا، اُس نے ماں کے حکم کو ہر حال میں پورا کیا اور ایک ہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں عمر کو ضائع کردیا۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ توبہ کرلی اور ہمارا لوٹا ہوا مال واپس کردیا۔ یہ سب کچھ والدہ کے حکم کی اطاعت و فرماں برداری کی وجہ سے ہوا۔ (قلائد الجواہر ص١٠، نفحات الانس ص٣٥٢، نزہۃ الخاطر والفاطر ص٣٢، سفینۃ الاولیاء ص٦٣، بہجۃ الاسرار ص٨٧)

والدین کا احترام

برادرانِ اسلام! ہمیشہ وہ لوگ کامیاب و کامران ہوئے جنہوں نے رضائے الٰہی کے لئے والدین کو راضی رکھا اور اُن کا احترام کیا، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دونوں جہان کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، یہ تیرے ساتھ کون ہے؟ عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) یہ میرے والدِ محترم ہیں۔ قَالَ وَلَا تَمْشِيَنَّ اَمَامَهٗ وَلَا تَقْعُدْ قَبْلَهٗ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اپنے باپ کے آگے مت چلنا اور جب بیٹھنے لگو تو اپنے باپ سے پہلے مت بیٹھنا"
وَلَا تَدْعُوْهُ بِاسْمِهٖ۔ "اور اپنے باپ کا نام لے کر مت پکارنا۔"
وَلَا تَسْتَسِبَّ لَهٗ۔ "اور اس کی وجہ سے کسی کو گالیاں نہ دینا۔"

(تفسیر دُرِ منثور ص١٧١، ادب المفرد ص١٠)

مسلمانوں کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کے احترام کی کس قدر تربیت فرمائی، والدین کے کسی عمل کے معاملے میں پیش قدمی مت کرو۔ بیٹھو تو والدین کے بعد، چلو تو والدِ محترم کے پیچھے، یعنی چلنے پھرنے، بیٹھنے اُٹھنے میں والدین کا احترام نہایت ضروری ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا احترامِ والدین

سیدنا یوسف علیہ السلام کو معلوم تھا کہ ان کے والدِ گرامی سیدنا یعقوب علیہ السلام فرطِ محبت میں اُن کا کرتہ اپنے ہاتھوں سے نہ لیں گے، اس لئے انہوں نے کہہ دیا، اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ (سورۂ یوسف، آیت ٩٣)

Scanned with CamScanner

"لے جاؤ یہ میری قمیص اور ڈالو اسے میرے باپ کے چہرے پر وہ بینا ہو جائیں گے۔"
اب جب مصر سے قافلہ چلا، تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال سے فرمایا: ۹۴ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (سورۃ یوسف)
"ادھر کنعان میں) اُن کے باپ نے فرمایا: میں تو یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، اگر تم مجھے ہوشمند خیال نہ کرو۔"

ان کو اپنے بیٹے کی خوشبو ایک ماہ کی مسافت سے معلوم ہوئی اور پھر کرتہ مبارک دیا گیا۔ اس کے بعد جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے تو سیدنا یوسف علیہ السلام تین لاکھ سوار لے کر اپنے والدِ گرامی کے استقبال کے لئے نکلے۔ ہر سوار کے پاس سونے کا ایک جھنڈا اور چاندی کی ڈھال تھی۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام قریب پہنچے تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: مجھے ان میں سے میرا یوسف (علیہ السلام) دکھاؤ۔ عرض کی، جن کے سر پر سائبان ہے، وہی آپ کے فرزند ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام انتہائی فرطِ محبت میں اپنے بیٹے پر نظر پڑتے ہی اپنی سواری سے اُتر پڑے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کی نظر جب اپنے والدِ محترم کے چہرۂ انور پڑی تو فوراً سواری سے اُتر پڑے، اور جلدی سے اپنے والدِ گرامی سے گلے ملے۔ تمام لشکر یہ منظر دیکھ کر اُتر پڑا اور فرشتے تسبیح پڑھنے لگے۔ یہ عجب رقت آمیز ملاقات تھی۔ (نزہۃ المجالس ج ۱، ص ۲۰)

برادرانِ اسلام! سیدنا یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر ہونے کے باوجود کسی بات کی پرواہ نہ کی اور اپنے والدِ محترم کو سواری سے نیچے اُترتے دیکھ کر سواری سے کود پڑے۔ یہ احترامِ والد تھا۔ والدین کے احترام کا حکم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے والد کے آگے مت چلو اور والد کے بیٹھنے سے پہلے مت بیٹھو۔ والد کا احترام تو درکنار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چچا کا احترام کرنے کا بھی حکم ارشاد فرمایا۔

چچا کا احترام

حضرت عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے کی حالت میں حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، میں اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، ہمیں اور قریشی کو جب وہ آپس میں ملتے ہیں، تو تر و تازہ چہروں کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اُن کے چہرے ایسے نہیں ہوتے۔ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ۔ "پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہوگئے، یہاں تک آپ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا۔" ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلِ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ پھر فرمایا: اُس ذات پاک کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے تمہارے ساتھ محبت نہ کرے۔"

ثُمَّ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰی عَمِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ۔

"پھر ارشاد فرمایا:" اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی، بے شک آدمی کا چچا، اُس کے باپ کی مثل ہے۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷، ترمذی شریف ص ۲۱۷ ج ۲)

○ اس حدیث سے واضح ہوا کہ احترام میں چچا کا مقام بھی والد کی طرح ہے۔
○ چچا سے محبت کرو ○ چچا کو ناراض مت کرو، چچا کا مقام باپ کی طرح ہے۔

تو معلوم ہوا کہ والد کی طرح چچا کا احترام کرنا ضروری ہے، چچا تو درکنار بڑے بھائی کے متعلق حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے،

Scanned with CamScanner

حَقُّ الْکَبِیْرِ الْاِخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِ ھِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔ (مشکوٰۃ شریف، صہ ۴۲۱)

"بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر (ایسے ہے جیسے) والد کا حق اولاد پر" یعنی بڑا بھائی چھوٹوں پر شفقت اور ان کی پرورش کرے اور چھوٹے بڑے کا احترام کریں۔

رضائی والدہ کا احترام

حضرت ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک عورت آپ کی مجلس میں حاضر ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب وہ قریب آئی، تو آپ نے اُس کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی فَجَلَسَتْ عَلَیْھَا پس وہ عورت اس چادر پر بیٹھ گئی۔ فَقُلْتُ مَنْ ھِیَ۔ تو میں نے عرض کیا، یہ عورت کون ہیں؟ (کہ جس کی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قدر عزت کی ہے) فَقَالُوْا ھِیَ اُمُّہُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ہیں جنہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلایا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف صہ ۴۲۱)

تو معلوم ہوا کہ رضاعی ماں کا احترام بھی سگی ماں کی طرح کرنے کی تعلیم حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی۔

؎ سگی ماں رضاعی اندر فرق نہ کیتا جاوے
تابعدار جو ماں پیو ہووے نیک جزائیں پاوے

برادرانِ اسلام! جو لوگ والدین کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ دُنیا و آخرت میں ہمیشہ کے لئے خائب و خاسر رہتے ہیں۔ یہ زندگی اُن کے لئے کانٹے بن جاتی ہے، اور آخرت میں اُن کے لئے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ ہوگا، اس لئے کہ والدین کی

خدمت و فرماں برداری فرض ہے اور اُن کی نافرمانی حرام ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی، والدین اولاد کے لئے کس قدر مشقت اور تکلیف اٹھاتے ہیں، اس پھل کو حاصل کرنے کے لئے دن رات دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اور کیا کیا چارہ جوئی نہیں کرتے؟

○ اِس پھل کو حاصل کرنے کے لئے اولیاء اللہ سے دُعائیں منگواتے ہیں۔
○ اِس پھل کو حاصل کرنے کے لئے تعویذات استعمال کئے جاتے ہیں۔
○ اور جب؛ اس شجرِ نوبہار کی امید ہو جائے تو؛
○ ماں کھانے پینے میں پرہیز کرتی ہے۔
○ ماں نو ماہ تک اپنے پیٹ میں اُٹھانے کی مشقت برداشت کرتی ہے۔
○ ماں بوقتِ ولادت موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوتی ہے۔
○ ماں دردِ زہ کی تکالیف برداشت کرتی ہے۔
○ اور پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو؛ ○ ماں تمام تکالیف بھول جاتی ہے
○ ماں کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی ہے ○ والد مٹھائیاں تقسیم کرتا پھرتا ہے
○ اور اس نومولود فرزند کی آمد پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔
○ اَب ماں اس نورِ نظر گوشۂ جگر کو سینے سے لگاتی ہے۔
○ اور مسلسل دو سال تک دُودھ پلاتی ہے۔
○ ماں بچے کا پیشاب اپنے ہاتھوں سے صاف کرتی ہے۔
○ باپ محنت و مشقت کرکے، اچھے کپڑے پہناتا ہے۔
○ ماں باپ خود بھوکے رہ کر بچے کھلاتے پلاتے ہیں۔
○ اور جب بچہ تھوڑا سا بڑا ہو گیا، تو اب سکول پڑھاتے ہیں۔
○ کتابیں، کاپیاں اور فیسیں پوری کرتے ہیں، دورانِ تعلیم سر بات والدین مانتے ہیں،
○ سکول چھوڑ کر خود آتے اور لے جاتے ہیں قرض اٹھا کر بھی تعلیم مکمل کرواتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اور جب جوان ہو جائے تو شادی کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے۔
اپنی تمام پونجی اُس کی خوشی کے لیے لٹا کر شادی کرواتے ہیں۔

اَب یہ کل کا بچہ آج عیال دار ہو جاتا ہے اور والدین جو زندگی بھر اُس کے لیے مشقتیں اٹھا کر اسے پروان چڑھاتے ہیں، بالآخر بوڑھے ہو جاتے ہیں، گھٹنوں میں درد، آنکھوں کی نظر کمزور۔ بیماریوں کا حملہ اور بڑھاپے کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ ایک ایک قدم پر اب والدین اولاد کی خدمت کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ نمازوں کے بعد اپنی اولاد کے لیے دُعائیں مانگتے ہیں، دل انتہائی نرم ہوتا ہے مگر ضعف و کمزوری کی وجہ سے بعض اوقات زبان سخت ہو جاتی ہے، لہجہ تلخ ہو جاتا ہے، اب بیٹے پر سخت امتحان آ پڑتا ہے۔ عموماً ساس اور بہو میں جھگڑا رہتا ہے، ایسے میں دونوں کو راضی رکھنا کارے دارد ــ اگر کامیاب ہوا تو دو جہان کی عزت و مسرت ملی، راحت ملی۔ رحمت ملی، برکت ملی، بلکہ جنت ملی۔

اور اگر خدانخواستہ نافرمان ہوا، تو والدین کی ناراضگی ہوئی، تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا۔ حبیب اللہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوئے تو عزت گئی، رحمت گئی، برکت دُور ہو گئی، راحت ختم ہو گئی اور آخر کار جہنم کا ایندھن بنا ــ اللہ رب العزت اس کیفیت کو اپنے کلام مقدس کے ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۲۳)

"اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں، تو انہیں اُف تک مت کرو اور انہیں مت جھڑکو، اور جب اُن سے بات کرو، تو بڑی تعظیم سے بات کرو۔"

ارشاد ہو رہا ہے کہ اے جوان! جب تیرے والدین بوڑھے ہو جائیں، تو جس طرح انہوں نے اپنی ساری زندگی تیری حفاظت میں وقف کر دی۔ تیرے آرام و آسائش کے لیے رات دن محنت و مشقت کی، تو بھی اپنی اُن کی اطاعت و خدمت میں بسر کر دے، اُن کو اُف مت کہہ، اُن کی سختی برداشت کر۔ اُن کے سخت کلام پر اُنہیں مت جھڑک، اُنہیں ادب سے بُلا، اُن کی تعظیم و تکریم ہر حال میں بجا لا تاکہ اُن کا دل پریشان نہ ہو۔ انہیں تکلیف نہ پہنچے، تو انہیں حتی المقدور راحت پہنچا، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے گا۔

؎ ماں پیو رج طعام کھواون اجر دیوے رب سائیں
ہر لقمے ہک محل بہشتوں جنت والیاں جائیں

اور سُن! یہ خدمت سرانجام دے کر کہیں احسان نہ سمجھنا، ورنہ سب کچھ ضائع ہو جائے گا، بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھ اور شکر کر کہ اُس نے تجھے خدمت کا موقع عطا فرمایا: وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل، آیت ۲۴)

بارگاہِ صمدیت میں عرض کرو: "اے میرے پروردگار! اِن دونوں پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے مجھے پیار و محبت سے پالا تھا۔"

بلکہ ان کی سختی برداشت کر کے دُعا کر کہ اے خالق و مالک تو ان پر رحم و کرم فرما، ان دونوں نے مجھے پالا ہے اور میری خدمت کو قبول فرما کر سعادتِ دارین عطا فرما۔ فرماں بردار اولاد دُنیا میں خدمت و دُعا کے ذریعے سعادت مند ہوتی ہے۔ اور جب والدین دُنیا سے رُخصت ہو جائیں، تو اب یہ اُن کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں، جس کا والدین کو نفع حاصل ہوتا ہے، ایصالِ ثواب کرنے سے تعلق قائم رہتا ہے۔ والدین کی رُوح خوش ہوتی ہے، اُن کے درجات بُلند ہوتے ہیں، اور دُعا کرنے والے کو سعادت مند کر دیا جاتا ہے۔

سرکارِ دو عالم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُ ھُمَا وَاِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْا لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۱)

"بے شک جس آدمی کے والدین میں سے دونوں یا ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور یہ (بیٹا یا بیٹی) والدین کا نافرمان تھا (اب والدین کا فرمانبردار بننے کا یہ طریقہ ہے) تو اُن کے لئے دعا کرے اور ان کے لئے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو فرماں بردار لکھ دے گا۔"

اِس حدیثِ مصطفوی سے واضح ہے کہ اگر نافرمان اولاد والدین کے فوت ہونے کے بعد فرماں بردار بننا چاہے، تو اُس کا طریقہ والدین کے لئے دُعا اور استغفار ہے، یعنی دُعا (تلاوتِ قرآن کریم) اور استغفار سے والدین کو ثواب حاصل ہوگا، وہ اس کے ایصالِ ثواب پر راضی ہوں گے اور اُس کی سابقہ کوتاہیوں کو معاف کردیں گے، تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو فرماں بردار لکھ دے گا۔

حضراتِ محترم! ذرا غور فرمائیں: نافرمان اولاد اگر دعا و استغفار، اور ایصالِ ثواب سے والدین کا فرماں بردار بن جاتی ہے، تو فرماں بردار اولاد جب دُعا و استغفار کرے گی، تو کس قدر والدین راضی ہوں گے؟ اس لئے والدین کو ان کی زندگی ہی میں خدمت و فرماں برداری سے راضی کرنا چاہیئے اور دُنیا سے جانے کے بعد دُعا و استغفار و قرآن پاک کی تلاوت اور ایصالِ ثواب سے راضی کرنا چاہیئے۔ صدقہ و خیرات سے اور مسکینوں کو کھانا کھلا کر ثواب حاصل کر کے اپنے لئے اور والدین کے لئے سعادتیں حاصل کرنی چاہئیں۔

جس داماں پیو زندہ ناہیں کیوں کر کیتا جاوے
نال طعام کلام دُعائیں پاک نبی فرماوے

بوڑھے والدین کی خدمت گزاری

رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ (مشکوٰۃ ص۴۱۸ مسلم شریف)

"خاک آلود ہو اس کی ناک، خاک آلود ہو اُس کی ناک، خاک آلود ہو اُس کی ناک (یعنی ذلیل و خوار ہو) عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، وہ کون ہے؟ فرمایا: جو ماں باپ کو بڑھاپے کے نزدیک پائے، اُن میں سے ایک کو یا دونوں کو، پھر جنت میں داخل نہ ہو۔"

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو والدین کی خدمت نہیں کرتا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، لہٰذا والدین کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔

- اگر رضائے الٰہی چاہتے ہو تو والدین کو راضی کرلو۔
- اگر رضائے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہو تو والدین کو راضی کرلو۔
- اگر والدین راضی نہ ہوتے، تو جنت نہیں ملے گی۔

والدہ کو گالیاں دینے والے کا انجام

حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عرب کے قبیلے میں اُترا، وہاں پر ایک قبرستان تھا۔ عصر کے بعد ایک قبر پھٹ گئی۔ اس سے ایک مرد نکلا، جس کو دیکھا کہ اس کا سر گدھے کی طرح تھا اور باقی سارا جسم انسان کا تھا، وہ گدھے کی طرح ہینگتا تھا اور پھر قبر مل جاتی۔ تین بار ایسے ہی ہوا۔ وہاں ایک بڑھیا بیٹھی چرخہ پر سوت کات رہی تھی۔ ہاتفِ غیبی نے مجھ سے کہا کہ اس بڑھیا کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا، ہاں! آواز آئی کہ یہ بڑھیا اس شخص کی ماں ہے جو گدھے کی طرح ہینگتا تھا۔

Scanned with CamScanner

میں نے اِس عورت سے اُس شخص کا حال دریافت کیا، تو وہ عورت کہنے لگی: یہ میرا بیٹا شراب پیتا تھا، اور جب میں اسے کہتی کہ شراب نہ پی اور اللہ تعالیٰ سے ڈر، کیونکہ آخر ایک دن تجھے مرنا بھی ہے، تو یہ مجھ سے کہتا: کیا گدھے کی طرح ہینگتی رہتی ہے۔ ایک دن میرا یہ بیٹا عصر کے بعد مرگیا اور جب سے مرا ہے، ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہو جاتی ہے، اور تین دفعہ روزانہ ہینگتا ہے اور پھر قبر مل جاتی ہے۔

(کشف الغمہ ص ۲۱۲، زواجر ص ۵۸ ج ۲ ۔ نزہۃ المجالس ص ۱۶۷)

اور حضور سید العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے؛ "تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا، اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

○ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ : ایک، والدین کا نافرمان،
○ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ : دوسرا، شراب پینے والا،
○ وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰی : تیسرا، احسان جتانے والا (کشف الغمہ ص ۲۱۲)
○ والدین کا نافرمان۔ شرابی اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

شبِ اسریٰ کے دولہا، امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے شبِ معراج کچھ لوگوں کو آگ کی ٹہنیوں پر لٹکتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے والدین کو گالیاں دیتے تھے۔ (زواجر ج ۲ ص ۵۸)

○ والدین کا نافرمان سزا کا مستحق ہے۔
○ والدین کا نافرمان عذاب کا مستحق ہے۔
○ والدین کے نافرمان آگ کی ٹہنیوں پر لٹکتے ہوں گے۔
○ والدین کے نافرمان کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا۔

ماں پر بیوی کو ترجیح دینے والا لعنتی ہے

برادرانِ اسلام! دورِ حاضر میں مغربی تمدن کی بادِ سموم نے نوجوان نسل کو اس قدر متاثر کیا کہ یہودی رسومات کی آندھیاں چلنے لگی ہیں۔ کھڑے ہو کر کھانا پینا فخر سمجھنے لگے ہیں۔ جہاں مغربی تہذیب نے خورد و نوش، نشست و برخاست پر اتنا گہرا اثر چھوڑا ہے، وہاں اولاد کو ماں باپ کا نافرمان بھی اسی تہذیب نے بنایا ہے اولاد والدین کی خدمت کو عار سمجھنے لگی ہے۔ اور والدین کو قدامت پسند کہنے لگی ہے۔ اور آہستہ آہستہ مغربی تہذیب کی ان تند و تیز آندھیوں نے اس قدر اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے کہ وہ ماں باپ کی نافرمان ہو گئی اور بیٹے بیویوں کو والدین پر ترجیح دینے لگے اور ماں کی بجائے بیوی کی اطاعت کرنے لگے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمانِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

مَنْ فَضَّلَ زَوْجَتَہٗ اُمَّہٗ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (زواجر ج ۲ ص ۵۸)

"جو شخص ماں پر عورت کو ترجیح دے گا، اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔"

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِ رسول تھے اور عبادت و ریاضت بہت زیادہ کرتے تھے آپ شدید بیمار ہو گئے اور آپ پر نزع کی حالت طاری ہو گئی، تو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیغام بھیجا کہ آپ کے غلام پر نزع کی کیفیت طاری ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمار، حضرت بلال، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا کہ جاؤ اور حضرت علقمہ کو کلمہ طیبہ تلقین کرو۔ یہ صحابی گئے اور کلمہ طیبہ کی تلقین کرنے لگے، لیکن ان کی زبان سے کلمہ شریف

Scanned with CamScanner

جاری نہیں ہو رہا تھا۔ صحابہ کرام نے یہ کیفیت بارگاہِ رسالت آب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کر دی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کیا علقمہ کے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ان کی والدہ زندہ ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علقمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بوڑھی والدہ کی طرف ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہلوا بھیجا کہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوں اور اگر وہ نہ آسکتی ہوں تو میں خود ان کے پاس آجاؤں؟ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے گھر جلوہ گر ہو گئے۔ بڑھیا دیکھ کر کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، آپ نے کیوں تکلیف فرمائی، میں خود حاضر ہو جاتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑھیا سے فرمایا: "سچ بتا تیرا بیٹا کیسا تھا؟" بڑھیا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، یہ نمازیں پڑھنے والا، روزے رکھنے والا، صدقہ دینے والا اور خیرات کرنے والا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو اس سے راضی ہے یا کہ ناراض؟ بڑھیا نے عرض کیا، میں اس سے ناراض ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اسے معاف کر دے" بڑھیا نے کہا: میں اسے معاف نہیں کروں گی، اس نے میرا بہت دل دکھایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ پوچھی؟ کہنے لگی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، یہ میری بات نہیں مانتا تھا اور اپنی بیوی کی بات مانتا تھا، اور بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "تمہاری ناراضگی کی وجہ سے علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا؟" اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: "لکڑیاں جمع کرو"۔ بڑھیا نے عرض کی "یا رسول اللہ! لکڑیاں کس لئے جمع کی جا رہی ہیں؟" فرمایا: "علقمہ کو اِن لکڑیوں میں جلانے کے لئے"۔ عرض کی، یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) وہ میرا بچہ ہے اور میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ میرے بچے کو میرے سامنے جلایا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کا عذاب تو اس سے بھی بہت سخت ہے۔ اگر تو چاہتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

اُس کی بخشش فرمائے اور جہنم کی آگ میں نہ جلایا جائے تو تو اس کا قصور معاف کر کے اس سے راضی ہو جا۔ قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ علقمہ کا روزہ۔ نماز اور صدقہ و خیرات اُس کے لئے اس وقت تک مفید نہ ہوں گے، جب تک تو اُس سے راضی نہ ہو گی؟" اب بڑھیا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، میں اس سے راضی ہو گئی ہوں۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے تو بلند آواز سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پڑھنے کی آواز آ رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی اُن کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اب حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل و کفن دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ مَنْ فَضَّلَ زَوْجَتَهٗ عَلٰى اُمِّهٖ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ (زواجر ص ۵۸)

"اے مہاجرین و انصار! جو شخص اپنی ماں پر اپنی بیوی کو فضیلت دے گا، اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔"

○ ماں کی رضا، رضائے الٰہی، ○ ماں کی نافرمانی ناراضگی الٰہی

○ ماں پر بیوی کو فضیلت نہ دی جائے۔

○ ماں پر بیوی کو فضیلت دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

○ ماں پر بیوی کو فضیلت دینے والے پر فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہے۔

خداوند کریم والدین کی خدمت اور اُن کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

مومن کی موت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَوَّلِ الْاَزَلِیِّ قَبْلَ الْكَوْنِ وَالْمَكَانِ
وَالْاَبَدِیِّ بَعْدَ فَنَاءِ الْمُكَوَّنَاتِ وَالْاَزْمَانِ الَّذِیْ
خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
اَلْمُفَضَّلُ بِالشَّفَاعَةِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ الْمَخْصُوْصِ
بِالْوَسِیْلَةِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ
اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (سورۃ الملک : آیت ۱ تا ۲)

"منزہ و برتر ہے وہ جس کے قبضہ (ہاتھ) میں سب جہانوں کی بادشاہی ہے، وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے، جس نے پیدا کیا ہے موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔"

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوا کہ موت و حیات کا پیدا فرمانے والا اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ ہر چیز اس کے حکم سے معرضِ وجود میں آتی ہے اور اسی کے حکم سے نیست و نابود ہو جاتی ہے اور موت و حیات کا مقصد یہ ہے کہ تمہارا امتحان لیا جائے کہ ہم نے

اس نظامِ کائنات میں تمہیں ارفع و اعلیٰ مقام عطا کیا۔ تمہاری راہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کو بھیجا اب دیکھنا یہ ہے کہ ان نعمتوں کی قدر کو تم پہچانتے ہو اور ان قوتوں کو رضائے الٰہی کے لئے صرف کرتے ہو یا کہ دولت و جوانی کا نشہ تمہیں بدمست کر دیتا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنا وقت اور اپنی قوت خرچ کرتے ہو۔ اگر اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ یہ دُنیا امتحان گاہ ہے، تو یقیناً کوئی آدمی اپنا دامنِ حیات گناہوں کی آلودگی میں ملوث نہ ہونے دے۔ حضور نبی اکرم رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کو ان دل نشین الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِسُقْمِكَ وَمِنْ شَبَابِكَ لِهَرَمِكَ وَمِنْ
فَرَاغِكَ لِشُغْلِكَ وَمِنْ حَیَاتِكَ لِمَوْتِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ
مَا اِسْمُكَ غَدًا۔ ( )

"اپنی صحت کی حالت میں بیماری کے لئے، اپنی جوانی کی حالت میں بڑھاپے کے لئے اپنے فرصت کے لمحات میں مصروفیت کے لئے اور جب تک زندگانی کی شمع روشن ہے موت کے لئے، ذخیرہ جمع کر لو تو نہیں جانتا کہ کل تیرا نام کیا ہو گا۔"

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی کریم و رحیم اور مہربان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمِ ط ( )

"بے شک اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سابقہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں سے زیادہ مہربان ہے۔"

ارشادِ رب العالمین ہے: وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ○ (احزاب، آیت ۴۳)

"اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔"

ارشادِ ربانی ہوتا ہے: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا
كَبِیْرًا ○ (سورۃ الاحزاب، آیت ۴۷)

"اور آپ خوشخبری سُنا دیں مومنوں کو کہ اُن کے لئے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے"

ے سختی جان کندن دی ہرنوں عمل مطابق ہووے
عزرائیل علاماں تک لے کر حاضر آن کھلووے

اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ مہربان ہے

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کچھ مرد اور عورتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قیدی بنا کر بھیجے گئے۔ ایک عورت، جس کا بچہ گم ہو گیا تھا، وہ اپنے بچے کی تلاش میں ادھر اُدھر بھاگتی پھر رہی تھی۔ اور جب اُسے بچہ مل گیا، تو اُس نے اُٹھایا اور سینے سے لگایا اور اسے اپنا دودھ پلانا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضور سید الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ۔

(صحابہ کرام علیہم الرضوان تمہارا کیا خیال ہے) یہ عورت اس بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں ڈال دے گی؟ (صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا) اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تک اُس کا بس چلے گا یہ ہرگز اپنے بچے کو آگ میں نہ جانے دے گی، یہ سُن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا۔ (مسلم شریف ج۲ ص۳۵۶)

"اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ شفقت ہے جتنی شفقت اس ماں کو اپنے بچے سے ہے۔"

اس حدیث پاک سے یہ صاف واضح ہے کہ جس طرح ماں اپنی گود کے بچے کو اپنی گود سے جدا کر کے آگ میں پھینکنا نہیں چاہتی۔ اللہ تعالیٰ جس نے ماں کے دل میں بچے کے لئے رحم ڈالا، وہ خود ارحم الراحمین ہے، وہ اللہ کریم بھی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی مسلمان امتی کو جہنم میں ڈالنا پسند نہیں فرماتا، مگر جب

کوئی شخص اُس دُنیا کی امتحان گاہ میں رحمتِ الٰہی سے دُور ہو جاتے۔ خواہشات نفسانی کا پیروکار ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے، اور شیطان و نفس کی خواہشات کے سیلاب میں بہہ کر خود جہنم میں چلا جاتا ہے۔

ے مومن کے لئے موت ہے اک تحفۂ خوش تر
اور قبر ہے راحت کدہ بستاں سے زیادہ!

ے نال مسافر نہیوں نہ لائیے اوڑک اس ٹر جانا
نال جدائی درد فراقوں ہوسیں بہت نماناں

ے نعمت اپنی دی کجھ مینوں بخش شناساں پاواں
ہمت دے دِلے توں میرے تیرا شکر بجاواں

تو معلوم ہوا کہ: ○ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔

○ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے ایمانداروں پر مہربان ہیں۔
○ اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔
○ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں سے زیادہ ایمانداروں پر مہربان ہیں۔
○ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔
○ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رحمۃ للعالمین ہیں۔
○ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو جہنم سے دُور کرنا پسند فرماتے ہیں، مگر بعض بدقسمت زبردستی کود کر جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ (سورۃ البروج، آیت ۱۲)

"بے شک آپ کے رب کی پکڑ، بہت سخت ہے۔"

اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دُنیا کے امتحان میں اعمالِ صالحہ اپنا کر

Scanned with CamScanner

رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ مصطفوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حاصل کریں اور امتحان میں کامیابی اور کامرانی کے بعد آخرت کا ثمرہ موت کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ آیئے! مومن صالح اور گنہ گار کا منظر ملاحظہ فرمائیں؛

نیند آجاتی ہے جیسے موت آئے گی یوں ہی
قبر سے اُٹھیں گے جیسے نیند سے اُٹھتے ہیں ہم

مومن کا عالمِ نزع

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ کے ساتھ قبرستان گئے۔ جب قبر کے پاس پہنچے، تو ابھی لحد تیار نہ ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم بیٹھ گئے اور ہم بھی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ اس طرح باادب بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندوں کی ٹولی بیٹھی ہوئی ہے (یعنی ہم بغیر حرکت کے خاموش بیٹھ گئے)، وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ. فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا

"اور آپ کے ہاتھ مبارک میں لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ پھر آپ نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور ارشاد فرمایا: قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، دو یا تین مرتبہ بندہ مومن بلاشبہ جب دنیا سے جانے لگتا ہے اور آخرت کا رُخ کرتا ہے تو"

نَزَلَ اِلَيْهِ مَلٰٓئِكَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ

"آسمان کی طرف سے فرشتے اُترتے ہیں، جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔" مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطُ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ۔ "اُن کے پاس جنتی کفن ہوتا ہے اور جنتی خوشبو۔ یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اُس کی نظر پہنچے، بیٹھ گئے۔"

ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسُ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ۔ پھر حضرت ملک الموت علیہ السّلام تشریف لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے پاک روح! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کے لئے نکل چل۔ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَاءِ فَيَاْخُذُهَا۔ فرمایا: اس کی رُوح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا ایک قطرہ بہتا باہر نکل آتا ہے۔ پھر ملک الموت علیہ السّلام اسے لیتے ہیں، ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے جو دُور دُور تک بیٹھے ہوتے ہیں۔ پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے۔

فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِيْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْيَبِ نَفْخَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ۔

یہاں تک کہ اس رُوح کو اس کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں اور وہ خوشبو دُنیا میں عمدہ خوشبو کے پائے جانے جیسی خوشبو ہوتی ہے۔

قَالَ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَائِهِ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهٗ فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهٗ مِنْ كُلِّ سَمَآءٍ الَّتِيْ تَلِيْهَا حَتّٰى يَنْتَهِيْ بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ۔ فرمایا: اس کی رُوح کو لے کر فرشتے آسمان کی طرف چڑھنے لگتے ہیں، اور فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں یہ کون پاکیزہ رُوح ہے؟ اور اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، جس نام کے ساتھ

دنیا میں پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ آسمانِ دُنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ اس رُوح کو لے کر اُوپر چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ ہر آسمان کے مقربین دُوسرے آسمان تک اُسے رخصت کرتے ہیں اور جب ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں تو:

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِيْ عِلِّيِّيْنَ۔

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے کو کتاب علیین میں لکھ دو۔"

فَاَعِيْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ فَاِنِّيْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا اُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا اُخْرِجُهُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ ( )

"اور (میرے اس بندے کو) زمین پر لے جاؤ، کیونکہ میں نے اسے زمین سے ہی پیدا کیا ہے اور اس میں اس کو لوٹا دوں گا اور اس سے اس کو دوبارہ اُٹھاؤں گا۔"

پھر رُوح اُس کے جسم میں لوٹا دی جائے گی اور دو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں اور آکر اسے بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں:۔

مَنْ رَّبُّكَ۔ تیرا رب کون ہے؟

فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ میرا رب میرا اللہ تعالیٰ ہے۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ۔ تیرا دین کیا ہے؟

فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ۔ میرا دین اسلام ہے!

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ پھر پوچھیں گے یہ کون صاحب ہیں،
الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ جو تمہارے اندر بھیجے گئے ہیں؟

فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

کہے گا یہ میرے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں!

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا عَمَلُكَ۔ پھر پوچھیں گے تیرا عمل کیا ہے؟

فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ۔ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے میں اس پر
فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ۔ ایمان لایا ہوں اور میں نے اس کی تصدیق کی ہے۔

اس کے بعد ایک مُنادی آسمان سے، آواز دیتا ہے:۔ (یہ مُنادی والا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے) صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا مِنَ الْجَنَّةِ۔

"میرے بندے نے سچ کہا اسے جنت کا بچھونا بچھا دو اور جنت کا لباس پہنا دو اور جنت کی طرف سے اس کے لئے دروازہ کھول دو۔"

وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ۔ "اور کھول دیا جاتا ہے اُس کے لئے جنت کی طرف سے دروازہ" (جس کے ذریعے جنت کا آرام اور خوشبو آتی ہے)

فَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ۔

"اور اُس کی قبر کو اُس کی حد نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے۔"

قَالَ فَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ اَحْسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ۔ (مشکوٰۃ المصابیح[۲۲])

"اور اس کے بعد ایک خوبصورت چہرے والا، بہترین لباس اور پاکیزہ خوشبو والا شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کے چیزوں کی خوشخبری سُن لو۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ شخص پوچھتا ہے: تم کون ہو؟ آپ کا چہرہ ایسا ہے کہ خیر اور بھلائی لے کر آیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا عمل صالح ہوں اس کے بعد وہ شخص خوشی سے کہتا ہے: اے رب! قیامت قائم فرما، اے رب!

قیامت قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل اور مال کے ساتھ اُس کی طرف لوٹوں "۔

ے ملک اٹھاراں حاضر ہووَن مُردے نوں دسیاوَن
نُور رحمت دے ملک بہشتی خوشبو کفن لیاوَن

اِس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ:

- ○ مومن کے پاس نورانی چہرے والے فرشتے آتے ہیں۔
- ○ مومن کے لئے فرشتے جنّت سے کفن لاتے ہیں۔
- ○ مومن کے لئے خوشبو جنّت سے لاتے ہیں۔
- ○ مومن کے لئے استقبال کو بہت سے فرشتے آتے ہیں۔
- ○ مومن کے سَر کی طرف، ملک الموت بیٹھتے ہیں۔
- ○ مومن کی رُوح کو فرشتے ایک آسمان سے دُوسرے تک پہنچاتے ہیں۔
- ○ مومن کو فرشتے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بشارت دیتے ہیں۔
- ○ مومن کی رُوح انتہائی سہولت سے نِکل آتی ہے۔
- ○ مومن کی رُوح جنّتی کفن میں لپیٹی جاتی ہے۔
- ○ مومن کی رُوح کو فرشتے آسمان کی طرف لے چلتے ہیں۔
- ○ مومن کا نام آسمانوں پر احترام سے لیا جاتا ہے۔
- ○ مومن کا نام سُن کر آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔
- ○ مومن کی رُوح ساتویں آسمان تک لے جائی جاتی ہے۔
- ○ مومن کے لئے حکمِ خداوندی ہوتا ہے:
- ○ "میرے بندے کا نام علیّین (اعلیٰ مرتبے) والوں میں لکھ دو۔"

ے مومن دا رُوح سوکھا نکلے اڈیاں مول نہ لاوے
جیونکر مشک یا گھڑا اپلٹیاں پانی نِکل آوے

ے کفن بہشتی وِچ لپیٹن خوشبو نال مہکاراں
طرف اسماناں دے لے جاوَن خوشیاں نال ہزاراں

ے ایہہ کس دا رُوح پچھن فرشتے راہ وِچ ملن جو سارے
کہن فلاناں پُتر فلانے نال آداب بُلاوے

ے دروازے آسماناں کھُلن لے کر لنگھدے جاوَن
ہر آسمان جو ملن فرشتے شاباش خوشی سُناوَن

- ○ ارشاد ہوتا ہے، میرے بندے کو زمین میں واپس لوٹا دو
- ○ میں نے اپنے بندے کو زمین میں پیدا کیا اور وہیں سے دوبارہ اٹھاؤں گا۔
- ○ مومن کی رُوح پھر واپس جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔
- ○ مومن کے پاس آکر مُنکر و نکیر ادب سے سوال کرتے ہیں۔
- ○ مومن سوالات کا جواب دے کر امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے۔
- ○ مومن کے لئے جنّت کا بچھونا بچھایا جاتا ہے۔
- ○ مومن کے لئے جنّت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔
- ○ مومن کی قبر اُس کی حدِ نظر تک کشادہ ہو جاتی ہے
- ○ مومن کے پاس اُس کا عمل قبر میں ساتھ جاتا ہے۔
- ○ مومن قبر میں جا کر خوش ہو جاتا ہے۔

ے کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے؟ قید سے چھُوٹے وہ اپنے گھر گئے

- ○ اللہ تعالیٰ ہمیں مومن کی سی حیات و مَوت عطا فرمائے۔ (آمین!)

حکایت ایک شخص کو رسُولِ اکرم شفیعِ معظّم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔ عرض کیا "یا رسُول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم!) میں نے ایک حدیث سُنی ہے کہ مومن کی جان بدن سے

ایسے نکلتی ہے جیسے خمیرے آٹے سے بال۔ کیا یہ حضور (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) آپ کا فرمان ہے؟ حضور اکرم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ہاں! میرا فرمان ہے۔

اُس شخص نے عرض کیا، یا رسُول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) قرآنِ مقدس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۝ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝

(سُورۃُ القیامۃ - آیت: ۲۵)

"ہاں ہاں! جان پہنچے گی ہنسلی (کی ہڈّی) تک اور کہا جائے گا ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا، اور مرنے والا سمجھ لیتا ہے کہ جُدائی کی گھڑی آپہنچی اور لپٹ جاتی ہے ایک پنڈلی سے دُوسری پنڈلی تک، جس دن آپ کے رب کی طرف کوچ ہوتا ہے۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ نزع بہت شدّت اور سختی ہو گی۔ آپ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی حدیث پاک کی اس آیتِ کریمہ سے مطابقت کیسے ہو گی؟ حضور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: سُورۃ یوُسف پڑھا کرو۔ اب وہ شخص بیدار ہو گیا، فوراً وضو کیا، سُورۃ یوُسف کی تلاوت کی، مگر اپنے سوال کا جواب نہ پایا، تو صبح علماء دین کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے اِس کی تعبیر بتائیے۔ مگر علماء اس کی تعبیر سے عاجز رہے، لیکن ایک درویشِ کامل، عالمِ باعمل فرمانے لگے: تیرے سوال کا جواب سُورۃ یوُسف میں موجود ہے۔ اس شخص نے پوچھا، کہاں؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اِن آیاتِ مبارکہ کو غور سے پڑھ۔

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ (سُورۃُ یوُسف: ۳۱)

"اور جب (یوُسف علیہ السّلام آئے اور) انہوں نے اُس کو دیکھا تو اُس کی عظمت (حُسن) کی قائل ہو گئیں اور (وارفتگی کے عالم میں) کاٹ بیٹھیں اپنے ہاتھوں کو اور (بے ساختہ) کہہ

اُٹھیں۔ سُبحان اللہ! یہ انسان نہیں، بلکہ یہ تو کوئی مُعزّز فرشتہ ہے۔"

جب مصر کی عورتوں نے جب حضرت زلیخا کو طعنہ دیا کہ اے زلیخا! تو ایک غلام پر عاشق ہو گئی ہے، تو زلیخا، حضرت یوسف علیہ السّلام کو سجا کر مجلس میں لے آئیں۔ طعنہ دینے والی اُمراء و وزراء کی بیگمات کو قطار میں کھڑا کر دیا۔ ہر ایک کے ہاتھ میں پھل اور چھُری دے دی اور یہ کہا کہ جب میرے یوُسف علیہ السّلام تشریف لے آئیں، تو اپنے ہاتھوں سے اپنے پھلوں کو کاٹنا۔ جب حضرت یوسف علیہ السّلام جلوہ گر ہوتے تو عورتوں کو پھل کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ وہ یوُسف علیہ السّلام کے جمال میں اِس طرح محو ہوئیں کہ پھل کاٹنے کے بجائے اپنے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کاٹ دیا، نہ درد محسوس ہوا نہ تکلیف ہوئی، نگاہ جمال پر جمی رہی۔ زبان سے تعریف کرتی رہی، ہاتھوں کی انگلیاں کٹتی رہیں۔

؎ ویکھ کے جلوہ بے خود ہوئیاں ہوش نہ رہی کائی
ناخ دی جگہ اُنگشتاں کٹیاں سنفتے چھُری چلائی

؎ ساریاں لہولہان ہوئیاں بے خودی وچ مریاں
تاب نہ جھلی نورِ حُسن دی گھائل خاکی پریاں

خون گرتا رہا، مگر انہیں درد محسوس نہ ہوا، نہ ہی تکلیف ہوئی، آہ تک نہ کی۔ اس طرح جب مومن کی رُوح بدن سے نکالی جائے گی، انوارِ الٰہی کی زیارت ہو گی اور مظہرِ جمالِ الٰہی جنابِ مصطفےٰ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ہو گی۔ تکلیف تو رُوح کو نکلتے وقت ہو گی، مگر اس تکلیف کی خبر تک نہ ہو گی۔

؎ جلوۂ محبوب ہے انعامِ موت کس قدر محبوب ہے انجامِ موت
؎ رُوح نہ ہو کیوں مضطرب موت کے انتظار میں سُنتے ہیں دیکھنے آئیں گے تجھ کو وہ مزار میں

مومن پر فرشتوں کا سلام

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ (سُورۃ المومن آیت: ۷۳)

"سلام ہے تم پر خوش ہو جاؤ، پس داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ اس میں رہو گے۔"
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جب رُوح بدن سے نکلتی ہے تو فرشتے اس کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور مومن پر سلام بھیجتے ہیں، تو رُوح جسم سے کہتی ہے: اے جسم! تجھے مبارک ہو، تو نیک کام کرنے والا، بُرائی سے دُور رہنے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی نجات عطا فرمائی اور مجھے بھی ۔۔ اب جسم رُوح کو مُبارک باد پیش کرتا ہے۔
زمین کی وہ جگہیں جہاں مومن سجدہ کرتا رہا، اُس کی جُدائی پر روتی ہیں۔ آسمان کے وہ دروازے جہاں سے اُس کے اعمالِ صالح اوپر جاتے رہے، چالیس دنوں تک روتے رہتے ہیں اور پانچ سو فرشتے اُس کے پاس ہوتے ہیں، جو مرنے کی کروٹ لوگوں کے کروٹ بدلنے سے پہلے بدلتے ہیں اور لوگوں کے کفن پہنانے سے پہلے مرنے کو کفن پہنا دیتے ہیں۔ مومن کے گھر کے دروازے اس کی قبر تک دو صفوں میں ہو کر فرشتے اس کے استقبال اور استغفار کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اب شیطان لعین ایک ایسا نعرہ مارتا ہے کہ اس کے جسم کے بعض حصے پھٹ جاتے ہیں اور وہ کہتا ہے: اے شیطانو! تمہارے لئے ہلاکت ہو، تم نے کیوں اس کو گمراہ نہ کیا؟ تو وہ کہتے ہیں: إِنَّ هٰذَا كَانَ مَعْصُوْمًا۔ "بیشک یہ پاک تھا۔"
پھر اس کی رُوح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ يَسْتَقْبِلُهٗ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ كُلُّهُمْ يَأْتِيْهِ بِالْبِشَارَةِ مِنْ رَّبِّهٖ۔ تو جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں، اور ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بشارت دیتا ہے۔ پھر جب الموت اس رُوح کو عرش تک پہنچاتے ہیں، تو خَرَّتِ الرُّوْحُ لِرَبِّهَا۔ رُوح اپنے رب کو سجدہ کرتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے ملک الموت کو کہ:
اِنْطَلِقْ بِرُوْحِ عَبْدِيْ "لے جا میرے بندے کی رُوح کو، اور اس کو رکھ۔"

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ
وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ (سورۃ الواقعہ، آیت: ۲۷ تا ۳۱)
"بے خار (کانٹے کے بغیر) بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں۔"
یعنی بغیر کانٹوں کے بیری کی طرف، گھنی ٹہنیوں والے درخت کی طرف، لمبے لمبے سائے اور گرتے ہوئے پانی کی طرف۔
اور جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو: جَآءَتِ الصَّلٰوةُ فَكَانَتْ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔ "پھر نماز اُس کے دائیں طرف سے آتی ہے۔"
وَجَآءَ الصِّيَامُ فَكَانَ عَنْ يَسَارِهٖ۔ "اور روزہ بائیں طرف سے آتا ہے۔"
وَجَآءَتِ الْقُرْاٰنُ وَالذِّكْرُ فَكَانَ عِنْدَ رَأْسِهٖ۔
"اور قرآن کریم اور ذکرِ پاک سرہانے کی طرف سے آتے ہیں۔"
وَجَآءَ مَشْيُهٗ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَانَ عِنْدَ رِجْلِهٖ۔
"اور نماز کی طرف چل کے جانا، پاؤں کی طرف سے آتی ہے۔"
اِس طرح عذاب قبر اس کے قریب نہ آئے گا۔ (شرح الصدور ص ۲۴)

؎ کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے؟ — قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے
؎ کہن مُبارک باد فرشتے، بھلے نصیباں والا
جس دین ایمان سلامت آندا واہ واہ بخت نرالا

تو معلوم ہوا:
- ○ فرشتے مومن کی رُوح پر سلام بھیجتے ہیں۔
- ○ مومن کے لئے زمین اور عبادت کی جگہ روتی ہے۔
- ○ مومن کے لئے آسمان کے دروازے چالیس دن تک روتے ہیں۔
- ○ جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ہمراہ اس کا استقبال کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

- مومن کی رُوح عرشِ معلّی پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کو سلام کرتی ہے۔
- مومن کے اعمال قبر میں اس کا استقبال کرتے ہیں۔
- مومن کی قبر تا حدِ نظر وسیع کر دی جاتی ہے اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔

بے ایمان کا چہرہ قبلہ سے پھر جاتا ہے

حضراتِ گرامی! جب مومن قبر میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے طرح طرح کی نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ علامہ ابو اسحاق فرازی فرماتے ہیں: ہماری مجلس میں ایک شخص بیٹھا کرتا تھا، مگر وہ اپنا آدھا چہرہ چھپائے رکھتا تھا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تو ہمارے پاس بیٹھتا ہے اور آدھا چہرہ چھپائے رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ شخص کہنے لگا: اگر آپ مجھے پناہ دیں، تو میں بتاتا ہوں! میں نے اسے امن و پناہ دینے کا وعدہ کیا تو وہ کہنے لگا: میں کفن چور تھا۔ ایک نہایت ہی نیکوکار عورت فوت ہو گئی۔ میں رات کو اُٹھا، اس کی قبر کھودی اور اُس کا کفن پکڑ کر کھینچنے لگا، مگر کفن باہر نہ آیا اب میں نے گھٹنوں کے بل ہو کر زور سے کھینچنے کی کوشش کی، تو اس نیک عورت نے میرے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا۔ اب اُس نے کپڑا اٹھایا تو اُس کے ایک رُخسار پر پانچوں اُنگلیوں کے نشان موجود تھے۔ میں نے پوچھا: "پھر کیا ہوا؟" تو کہنے لگا: میں نے سچی توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ آئندہ یہ کام ہرگز نہ کروں گا، اور قبر پر اینٹیں لگا کر قبر پر مٹی ڈال کر واپس آ گیا۔

علامہ ابو اسحاق فرازی فرماتے ہیں: یہ واقعہ میں نے لکھ کر امام اوزاعی کی خدمت میں بھیج دیا۔ علامہ اوزاعی نے میرا خط پڑھ کر جواب لکھا کہ اس شخص سے پوچھو کیا تو نے کفن چوری کرنے کے دوران کسی مسلمان کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا دیکھا ہے؟ میں نے اس شخص سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ کئی ایک مسلمانوں کا چہرہ میں نے قبلہ

سے پھرا ہوا دیکھا ہے۔ میں نے یہ لکھ کر علامہ اوزاعی کو بھیجا تو انہوں نے تین۳ مرتبہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھا۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کا ایمان پر خاتمہ نہ ہو اُس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر جاتا ہے۔ (روض الریاحین صہ۱۹۲، رُوح البیان، سورۃ انعام)

- اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ
- مومن اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
- مومن قبر میں حرکت کر سکتے ہیں
- مومن کا جسم قبر میں محفوظ رہتا ہے۔
- بے نمازی کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے
- شرابی کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔
- والدین کے نافرمان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔
- مسلمانوں کو بلا وجہ تکلیف دینے والے کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔
- اور سنو! جس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے، اس کا قبر میں قبلے سے منہ پھر جاتا ہے۔

مومن پر اللہ تعالیٰ کا سلام

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقَرَظِيِّ قَالَ إِذَا اسْتَنْقَعَتْ نَفْسُ الْعَبْدِ جَاءَهُ الْمَلَكُ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَلِيَّ اللّٰهِ اللّٰهُ يُقْرِئُ عَلَيْكَ السَّلَامُ ثُمَّ نَزَعَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ۔ (کتاب الزہد والرقائق للامام شیخ الاسلام عبد اللہ ابن مبارک المروزی المتوفیٰ سنہ ۱۸۱ھ)

"محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب کسی نیک آدمی کا سانس ختم ہو جاتا ہے تو فرشتہ اُس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے اے ولی اللہ! تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تجھ پر سلام فرماتا ہے اور پھر یہ آیت پڑھ کر اُس کی رُوح قبض کر لیتا ہے، وہ لوگ کہ جن کی رُوحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اِس حال میں کہ وہ پاکیزہ ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ سلام ہو تم پر اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

شعر

رحمت ربّ دی اس تے ہووے بخشش پاوے گھیرا
حکم ہووے میں بخشیا تینوں کر جنت دل پھیرا

Scanned with CamScanner

مومن کے لئے خوشخبری

عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فُنِیَتْ اَیَّامُ الدُّنْیَا عَنْ هٰذَا الْمُؤْمِنِ بَعَثَ اللّٰہُ اِلٰی نَفْسِہٖ مَنْ یَتَوَفَّاهَا قَالَ، فَقَالَ صَاحِبَاهُ الَّذِیْنَ یَحْفَظَانِ عَلَیْہِ عَمَلَہٗ اِنَّ هٰذَا قَدْ كَانَ لَنَا اَخًا وَصَاحِبًا وَقَدْ حَانَ الْیَوْمَ مِنْہُ الْفِرَاقُ فَأْذَنُوْا لَنَا اَوْ قَالَ دَعُوْنَا نُثْنِیْ عَلٰی اَخِیْنَا فَیُقَالُ اُثْنِیَا عَلَیْہِ فَیَقُوْلَانِ جَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا وَرَضِیَ عَنْكَ وَغَفَرَ لَكَ وَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَنِعْمَ الْاَخُ كُنْتَ وَالصَّاحِبُ مَا كَانَ اَیْسَرَ مُؤْنَتَكَ وَاَحْسَنَ مَعُوْنَتَكَ عَلٰی نَفْسِكَ مَا كَانَتْ خَطَایَاكَ تَمْنَعُنَا اَنْ نَصْعَدَ اِلٰی رَبِّنَا وَنُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَنُقَدِّسُ لَہٗ وَنَسْجُدُ لَہٗ وَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَتَوَفّٰی نَفْسَہٗ اُخْرُجْ اَیُّهَا الرُّوْحُ الطَّیِّبُ اِلٰی خَیْرِ یَوْمٍ مَرَّ عَلَیْكَ فَنِعْمَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ اُخْرُجْ اِلَی الرَّوْحِ وَالرَّیْحَانِ وَجَنَّاتِ النَّعِیْمِ وَرَبٍّ عَلَیْكَ غَیْرِ غَضْبَانَ

(کتاب الزہد والرقائق للامام شیخ الاسلام عبداللہ ابن مبارک ص۴۱)

"حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب مومن کی زندگی کے دن دنیا میں ختم ہو جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دو فرشتوں کو اس کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے جو دنیا میں اس کے عمل کی نگہبانی کرتے تھے، وہ کہتے ہیں، یہ مومن ہمارا بھائی اور ساتھی تھا، آج دنیا سے اس کی جدائی کا وقت آگیا ہے۔ پس ہمیں اجازت دو اور ہمیں چھوڑ دو تاکہ ہم اس بھائی کی تعریف کریں، انہیں کہا جاتا ہے کہ تم اس کی تعریف و توصیف کرو۔ اب وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری طرف سے بہترین جزا دے، اور

تجھ پر راضی ہو جائے اور تیرے گناہ معاف فرمائے اور تجھے جنت میں داخل کرے، تو ہمارا بہت اچھا بھائی اور ساتھی تھا۔ تو نے نیکیاں حاصل کرنے میں محنت کی اور (نیکیوں) کے ذریعے اپنی جان کی اچھی مدد کی۔ تیری خطائیں ایسی نہ تھیں کہ ہمیں اپنے رب کے پاس پہنچنے سے روکیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں اور اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ فرشتہ جو اس کی روح نکالتا ہے، کہتا ہے اے پاکیزہ روح! اب تو بہترین دن کے لئے نکل جا، جو تجھ پر آرہا ہے، وہ بہت ہی اچھا (توشہ) ہے جو تو نے اپنے لئے بھیجا ہے۔ نکل جا، تو خوشیوں، خوشبو اور جنت کی نعمتوں کی طرف نکل جا، اس حال میں کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے، ناراض نہیں ہے۔"

ے داخل اسماناں کھلن دروازے لے کر لنگھدے جان
ہر آسمان جو ملن فرشتے شابش خوشی سُناون
ے جتنا قُربِ الٰہی بندہ دُنیا وچ کما وے
اِس رتبے وچ رُوح ونج پہنچے حکم الٰہی آوے
ے کوئی پہلے کوئی دُوجے تریجے کوئی چوتھے آسمانے
کوئی پنجویں چھیویں ستویں پہنچے وچ مکانے

مومن کی موت پر زمین و آسمان کا رونا

حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ اسْتَنَادَتْ بِكَاءُ الْاَرْضِ مَاتَ عَبْدُ اللّٰہِ الْمُؤْمِنُ فَقَالَ فَتَبْكِیْ عَلَیْہِ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ فَیَقُوْلُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مَا یُبْكِیْكُمَا عَلٰی عَبْدِیْ فَیَقُوْلَانِ یَا رَبَّنَا لَمْ یَمْشِ عَلٰی نَاحِیَةٍ مِّنَّا قَطُّ اِلَّا وَهُوَ یَذْكُرُكَ۔

(کتاب الزہد والرقائق عبداللہ ابن مبارک ص۱۲۳)

"جب مومن مرجاتا ہے، تو زمین کا وہ خطہ جس پر وہ چلتا پھرتا تھا، پکارتا ہے اللہ کا بندۂ مومن فوت ہوگیا ہے اور زمین و آسمان (اس مومن پر) روتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم کس وجہ سے میرے بندے پر رو رہے ہو؟ (تو عرض کرتے ہیں) اے میرے پروردگار! جب یہ ہمارے کسی بھی ٹکڑے پر چلتا تھا، تیرا ہی ذکر کرتا تھا۔"

اِن احادیث و روایات سے ثابت ہوا کہ:

- ○ مومن ہمیشہ دنیا میں سرچشمۂ فیوض و برکات ہوتا ہے۔
- ○ مومن ہمیشہ فرشتہ سیرت ہوتا ہے۔
- ○ مومن کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔
- ○ مومن کی موت پر اللہ تعالیٰ سلامتی کا پیغام بھیجتا ہے۔
- ○ مومن کی موت پر چرند و پرند پریشان ہوتے ہیں۔
- ○ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں۔

حکایت ایک درویش فرماتے ہیں "میں قبریں کھودا کرتا تھا۔ میں نے ایک نیکوکار مومن کی قبر کھودی، تو قبر سے خوشبو مہکی، حالانکہ اس کی میت ابھی گھر میں رکھی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ جب میں گھر آیا تو میرے گھر والے میرے کپڑوں سے نہایت عمدہ خوشبو محسوس کرتے تھے، حالانکہ میں نے کوئی خوشبو وغیرہ استعمال نہ کی ہوئی تھی، صرف اس مومن کی قبر کھودتے ہوئے، اُس کی قبر کی مٹی میرے کپڑوں میں لگی ہوئی تھی۔" (سعادۃ الدارین ص ۱۴۳)

برادرانِ گرامی! آپ نے دیکھا مومن کے مرنے سے قبل اُس کی قبر مہک جاتی ہے اور مومن کی قبر کی مٹی خوشبودار بن جاتی ہے، اس لئے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "موت مومن کا پھول ہے۔"
یعنی "اُس کی موت کے بعد جنت کی خوشبو سے مومن آراستہ ہوجاتا ہے۔"

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "مومن کے ایمان کی حفاظت کے لئے موت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔"

حضرت ابن ابی الدنیا کہ مالک بن مغول سے روایت ہے کہ مومن کی پہلی خوشی، اُس کی موت ہے، اس لئے کہ وہ مرنے کے بعد انعام و اکرام پاتا ہے اور دیدارِ الٰہی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ (ماخوذ شرح الصدور ص—)

کس قدر دل پذیر ہیں جنت کی نعمتیں
بے مثل و بے نظیر ہیں جنت کی نعمتیں

ملیں گے اہل جنت کو وہ انعامات جنت میں
نہ کانوں نے انہیں سُنا، نہ آنکھوں نے انہیں دیکھا

اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص مرنے سے پہلے ہی مرگیا، اسے موت کیا کہے گی؟ موت تو اُس کے لئے تحفہ ہوگی اور وہ مومن دُنیا کی آلائشوں سے پاک صاف ہو کر انعام و اکرام اور دیدارِ الٰہی حاصل کرے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مجھے وصیت فرمائیں! تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اُعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ "اللہ کی عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔"
وَاعْدُدْ نَفْسَکَ فِی الْمَوْتٰی "اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر۔"
وَاذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّعِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ۔
"اور اللہ کا ذکر کر ہر پتھر اور درخت کے پاس۔" (یعنی ہر وقت)
وَاِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاعْمَلْ بِجَنْبِہَا حَسَنَۃً اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ

Scanned with CamScanner

وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ۔ (الترغیب والترہیب ج۱)

"اور جب تو کوئی برائی کرے تو (اس کے مقابلے میں) فوراً نیکی کرو (تاکہ اس برائی کا اثر زائل ہو جائے) خفیہ کے ساتھ خفیہ اور اعلانیہ کے ساتھ اعلانیہ۔"

حضرات گرامی! جب دنیا کی عدالت میں کوئی حاضر ہوتا ہے، اس عدالت کے تمام آداب کا خیال رکھتا ہے اور حاکم کے سامنے اس کے آداب کے خلاف کوئی غلطی نہیں کرتا، تو احکم الحاکمین ربّ العالمین جلّ شانہٗ کی عبادت کے لئے جب اس کی بارگاہ میں نماز و عبادت کے لئے کھڑا ہو تو نہایت محتاط ہونا چاہیئے۔ دل و دماغ کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، ہاتھ حرکت نہ کرے اور کوئی فعل خلافِ ادب نہ ہو جائے، ورنہ تیری عبادت ضائع ہو جائے گی۔ اور پھر جب زندہ رہ کر بالآخر مرنا ہی ہے، تو زندگی میں ہی اپنے آپ کو میت شمار کرو اور تکبر و غرور سے بچو، عجز و انکساری کو اپناؤ، جو موت سے پہلے مر گیا، اب موت اس کے لئے حجاب ہے۔ جب یہ حجاب اٹھ جائے گا تو کرمِ الٰہی اور رحمتِ خداوندی کو اس طرح پائے گا کہ دنیا کے تمام مصائب و آلام کو بھول جائے گا۔ قبر جنت کی سیج ہوگی اور موت مومن کے لئے حصولِ رحمت کا ذریعہ ہوگی۔

کوئی کرسی، کوئی عرش تلے وچ قربِ الٰہی پاوے
بعضاں سنہہ زمین آسماناں لکھیا رب کراوے۔

ویکھے باغ بہشت عجائب حوراں تے غلماں
بوجنت دی آوے اوتھے حمد پڑھے شکراناں

مومن کو جنت کی خوشخبری

حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد

فرمایا: اِذَا عَايَنَ الْمُؤْمِنُ الْمَلَائِكَةَ قَالُوْا نُرْجِعُكَ اِلَى الدُّنْيَا۔ "جب مومن مرتے وقت ملائکہ کو دیکھتا ہے، تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کیا ہم تمہیں دنیا لوٹا دیں؟" فَيَقُوْلُ اِلٰى دَارِ الْهُمُوْمِ وَالْاَحْزَانِ قَدِّمَا اِلَى اللّٰهِ۔ "تو وہ شخص کہتا ہے: کیا مجھے غموں اور فکروں کے مقام پر چھوڑنا چاہتے ہو؟ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو۔" (شرح الصدور ص۳۵، مطبوعہ مصر)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرشتے مومن کے پاس آکر اسے موت کے وقت خوشخبری دیتے ہیں کہ تم جہاں جا رہے ہو، وہاں جانے سے مت ڈرو، لہٰذا اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا اور دنیا والوں سے جدا ہونے پر غم مت کرو۔ وَاَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ۔ "اور جنت کی خوش خبری سن لو۔"

چنانچہ مومن اس حال میں مرتا ہے کہ وَقَدْ اَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَيْهِ۔ "(اس دنیا میں) اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے۔" (شرح الصدور ص۳۶)

ویکھے باغ بہشت عجائب حوراں تے غلماناں
بوجنت دی آوے اوتھے حمد پڑھے شکراناں

ملیں گے اہلِ جنت کو، وہ انعامات جنت میں،
نہ آنکھوں نے انہیں دیکھا نہ کانوں نے انہیں سنا

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، "دو چیزیں ایسی ہیں جنہیں انسان پسند نہیں کرتا (حالانکہ اس کے لئے اس میں بہتری ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا، حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے (جس میں کہ ایمان کو خطرہ ہو) دوسرا وہ تھوڑے مال کو پسند نہیں کرتا، حالانکہ مال کی کمی قیامت کے دن اس کے لئے مختصر حساب کا ذریعہ ہوگی۔"

(الترغیب والترہیب، باب الموت جلد ۴ ص ـــ)

موت گناہوں کا کفّارہ ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَوْتُ کَفَّارَۃٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ (اَخْرَجَہٗ اَبُوْنُعَیْم)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "موت گناہوں کا کفارہ ہے ہر مسلمان کے لئے۔"

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مرتے وقت ایمان کی سلامتی عطا فرمائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ج وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔ (سُورۃ ابراھیم، آیت:)

"اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر، اور اس پختہ قول کی برکت) سے دُنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور بھٹکا دیتا ہے اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو، اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔"

؎ اِن شہیدانِ وفا کی بات کر　　پی گئے جو بادۂ گلفام موت

؎ رحمت رب دی اُس پر ہووے بخشش پاوے گھیرا
حکم ہووے میں بخشیا تینوں کر جنت ول پھیرا

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شرح الصدور" میں ایک حدیث پاک تمیم داری صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ مومن صالح کے پاس رُوح قبض کرتے وقت فرشتہ موت کا اُس کی دلچسپیوں کا بہتر سامان لے کر آتا ہے، جس طرح بچے کو نشتر لگاتے وقت بہلا پھسلا لیا جاتا ہے، اسی طرح مومن کو بہلا پھسلا کر اُس کی رُوح کو فرشتہ قبض کر لیتا ہے اور اس وقت جسم رُوح کو اور رُوح مُبارکباد دیتی ہے اور فرشتے اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور شیطان افسوس

سے ہاتھ ملتا ہے کہ ہائے شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ "یہ فرشتے رحمت اور بشارت کے ہوں گے اور اُن کا نزول موت کے وقت ہوگا۔"

علامہ اسمٰعیل حقی صاحب رُوح البیان زیرِ آیت نقل فرماتے ہیں: "ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ثَبَتُوْا عَلَی الْاِقْرَارِ وَلَمْ یَرْجِعُوْا اِلَی الشِّرْکِ اپنے قول و اقرار پر قائم رہے اور شرک کی طرف نہ لوٹے اور جب آدمی اپنے اقرار پر قائم رہے اور ایمان پر خاتمہ ہو تو تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ (حٰم السجدہ آیت ۳۰) ان فرشتوں کا نزول ہوگا۔"

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِی الْقَبْرِ وَعِنْدَ الْبَعْثِ اِلَی الْقِیَامَۃِ (تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۱۲۳) "موت کے وقت اور قبر میں اور قبر سے اُٹھنے کے وقت۔"

؎ مر کے جیون دی گل چنگی سو جانے جو کردا
جس دے سر پر ورتی ہووے کم تینیں ہر ہر دا

حضرت ابو زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر نزع کی کیفیت طاری تھی، تو اُن کا ایک دوست اُن کے پاس آیا اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی تلقین کرنے لگا، تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ پھر تلقین کی تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ تیسری بار تلقین کی تو آپ نے کہا "میں نہیں کہتا"، اس پر وہ دوست سخت پریشان ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ کو آفاقہ ہوا، تو آپ کہنے لگے: آپ لوگ مجھے کچھ کہہ رہے تھے۔ حاضرین نے کہا، ہم آپ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کر رہے تھے، دو مرتبہ تو آپ نے منہ موڑ لیا اور تیسری مرتبہ کہا "میں نہیں کہتا"۔ آپ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا، واقعہ یہ تھا کہ میرے پاس شیطان آیا تھا، جو پانی کا پیالہ لے کر میرے دائیں طرف کھڑا ہو گیا اور پانی کو حرکت دے کر کہنے لگا: "کیا تجھے پانی کی ضرورت ہے؟" میں نے کہا

"ہاں!" تو شیطان کہنے لگا "صرف اتنا کہہ دو عیسیٰ علیہ السلام (معاذاللہ) اللہ کے بیٹے ہیں۔" تو میں نے منہ پھیر لیا۔ پھر وہ میرے پاؤں کی طرف آیا اور کہنے لگا: "پانی کی ضرورت ہے؟" میں نے کہا: "ہاں!" کہنے لگا "صرف اتنا کہہ دو کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔" میں نے شیطان سے منہ پھیر لیا۔ اب تیسری بار شیطان سامنے سے آیا اور کہنے لگا، "صرف اتنا کہہ دو کہ اللہ کوئی نہیں ہے؟" تو میں نے کہا: "میں نہیں کہتا۔" یہ سن کر شیطان نے پانی کا پیالہ توڑ دیا اور پشت پھیر کر بھاگ گیا۔ یہ میرا منہ پھیرنا اور یہ کہنا کہ میں نہیں کہتا تم سے نہ تھا، بلکہ شیطان سے تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوزکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا اور اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (وقائق الاخبار ص۲۹)

ے ہے شیطان بندے دا دشمن پچھا مُول نہ چھوڑے
جمن تھیں لا مردیاں تائیں ویردل مکھ دموڑے

ے مردیاں دغا فریب کماوے، پانی آن وکھاوے
اوہ پانی منگے شیطانوں آکھے مُفت نہ آوے

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اِنْسَانٍ اِلَّا وَلَہٗ بَابَانِ فِی السَّمَآءِ بَابٌ یَصْعَدُ مِنْہُ عَمَلُہٗ وَبَابٌ یَنْزِلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ بَکَیَا عَلَیْہِ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۵۱ شرح الصدور)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اُس کے عمل چڑھتے ہیں، اور ایک دروازے سے اس کا رزق اُترتا ہے۔ جب بندہ مومن مر جاتا ہے تو (زمین و آسمان) دونوں اس پر روتے ہیں۔"

مومن دو نیکیوں کے درمیان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا، "اے بیٹے جب تو کوئی نماز پڑھے تو اُسے آخری نماز سمجھ کر پڑھ، تو یہ گمان نہ کر کہ تو زندگی میں دوبارہ بھی یہ نماز پڑھے گا اور میرے پیارے بیٹے جان لو کہ مومن دو نیکیوں کے درمیان فوت ہوتا ہے۔ ایک وہ نیکی جو اُس نے آگے بھیج دی ہے اور ایک وہ نیکی جو اُس نے پیچھے چھوڑ دی۔" (کتاب الزہد لابن حنبل ص۲۲۵)

ے بے سُود ہے اس حال میں نیکی کی تمنا جب نطق و اشارے کی بھی قوت نہیں رہتی
ے شاید آجائے کہیں وہ وقت اچانک جس وقت کہ توبہ کی بھی مہلت نہیں رہتی

ے اعمالاں دے نامے ملسن ہر ہر انہیں جائیں
بدی نیکی دا لکھیا ہوندا او تھے ہر سر نہائیں

مومن کے لئے زمین کی تمنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ تَجَمَّلَتْ الْمَقَابِرُ بِمَوْتِہٖ فَلَیْسَ مِنْہُ بُقْعَۃٌ اِلَّا وَھِیَ تَتَمَنّٰی اَنْ یُّدْفَنَ فِیْھَا۔ (ابن عساکر)

"بے شک مومن جب مر جاتا ہے، تو تمام قبر اُس کے لئے آرائش کر دی جاتی ہے، اور اس میں سے زمین کا ہر حصہ تمنا کرتا ہے کہ اسے مجھ میں دفن کر دیا جائے۔"

برادرانِ اسلام! اس دُنیائے رنگ و بُو میں جب آدمی قدم رکھتا ہے تو روتا ہے لوگ خوشی سے ہنستے ہیں، آج سارا گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ ہر طرف مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے ٹیلی فون پر مبارکبادیاں شروع ہو جاتی ہیں اس لئے نومولود آیا، فرزندِ دلبند آیا، کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ے

ے وَلَدَتْکَ اُمُّکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ بَاکِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ مَسْرُوْرًا

"اے ابنِ آدم! تیری ماں نے جب تجھے جنا، تو تُو رو رہا تھا۔
اور تیرے اردگرد لوگ خوشی سے ہنس رہے تھے۔"

؎ تُو آیا تھا تو روتا تھا، تجھے سب دیکھ ہنستے تھے
تو ایسا کام کر بندے تو ہنستا ہو وہ روتے ہوں

اب تمہیں ہوش سنبھالنے کے بعد زندگی کے ہر لمحے کو غنیمت جاننا چاہیئے۔
زندگی کے تمام اوقات کی قدر کرنی چاہیے، زندگی کا مقصد بندگی ہے۔
اِس لئے ہر دم ہر گھڑی ہر وقت ذکر و فکر اور شکرِ الٰہی میں گزارنا چاہیئے۔

حضرت عامر بن عبد قیس سے کسی نے کہا: "آپ مجھ سے بات کریں۔؟
فَقَالَ اَمْسِكِ الشَّمْسَ۔ "پہلے سورج کو ٹھہرا لو۔"
یعنی میں فکرِ آخرت اور ذکرِ الٰہی میں اس قدر مصروف ہوں کہ مجھے فرصت ہی نہیں
کہ ایک گھڑی ضائع کر دوں اور آپ سے بات چیت کر دوں۔

؎ دُنیا نال محبت کوڑی، دُنیا چار دیہاڑے
ایہہ نال کسے دے رہی نہ رہسی دُنیا دِین وگاڑے

؎ چنگے کم اللہ نوں بھاون، قبر اندر کم آون
بُریاں کماں وچ رب نہ راضی ہر جگہ پکڑاون

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ (مؤمنون آیت ۳)
"اور جو لغو بات سے گریز کرنے والے ہیں۔"
"عقلمند وہ شخص ہے جو ایک لمحہ بھی بیہودہ باتوں میں ضائع نہیں کرتا۔"

برادرانِ اسلام! جو اینٹ یا تختہ ہماری لحد میں استعمال ہوتا ہے، یقیناً وہ ہمارے نصیب میں ہے، اِس لئے اپنی جوانی و صحت اور طاقت پر نہ اتراؤ، بلکہ ہر گھڑی شکرِ الٰہی بجا لاؤ اور موت کی تیاری کرو، توبہ کو مؤخر نہ کرو، صبح و شام، رات اور دن

گرمی و سردی، دھوپ و سایہ، برسات و خزاں، کوئی بھی چیز موت کی راہ میں حائل نہیں، اس لئے موت کی ہر دم تیاری کر، اور اسے ہمیشہ یاد رکھ!

؎ سُپردِ خاک ہوئے کتنے ہمرہانِ حیات تیرے لئے بھی وہی راستہ مقدر ہے

جان کنی کی کیفیت

حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ارشاد فرمایا کہ مجھے موت کا حال بتاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
"اے امیر المومنین! موت ایک خاردار درخت کی طرح ہے۔ جو مسلمان کے اندر ہو اور اُس کی رگ و پے میں اثر کر چکا ہو۔ اور ایک مضبوط آدمی اسے کھینچ رہا ہو اور وہ زخمی ہو جائے۔" (حلیۃ الاولیاء ص ــــ)

اور حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب کسی پر جان کنی کی کیفیت طاری ہو تو تلقین کرے، لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهَا تَهْدِمُ الْخَطَايَا كَمَا يَهْدِمُ السَّيْلُ الْبُنْيَانَ (کنز العمال ص ۵۶۸ ج ۱۵)
"مرنے والے کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ یہ گناہوں کو اِس طرح گرا دیتا ہے، جس طرح پانی کا سیلاب بڑی مضبوط عمارت کو گرا دیتا ہے۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔
"جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا" (المستدرک للحاکم ص ۳۵۱ ج ۱)

؎ مومن نیک کہے رب میرا، ہرگز بُرا نہ کردا
ہر دم راضی کرے جو چاہے اوہ مالک میں بردا

مسلمان کو چاہیے کہ زندگی میں اعمالِ صالحہ اپنا شعار بنائے تاکہ قیامت کے دن اُس کو ندامت و شرمساری نہ حاصل ہو۔ خداوند کریم نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

موت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْغَفُوْرِ لِاَھْلِ الْعِصْیَانِ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ
الْمَنَّانِ اَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَنْقَذَنَا مِنَ الضَّلَالَۃِ وَاَخْرَجَنَا مِنْ حُفْرَۃِ النِّیْرَانِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ
عَمَلًا ۔ (سُوْرَۃُ الْمُلْک، آیت : ۲)

"پیدا کیا موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے موت کو پیدا فرما کر اس پر ہزاروں پردے ڈال دیئے اور فرشتوں سے پوشیدہ کر دیا۔ موت کو اللہ تعالیٰ نے زمینوں آسمانوں سے زیادہ طاقت عطا فرمائی اور اسے بہت سی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ ان میں سے ہر ایک زنجیر کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت ہے۔ موت کے پردہ میں ہونے کی وجہ سے وجہ سے فرشتے نہ اس کی آواز سنتے تھے اور نہ ہی موت کے مکان کو جانتے تھے اور نہ ہی اس کی حقیقت سے آگاہ تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انہیں جنت میں داخل فرمایا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تجھے موت پر مسلط کیا جاتا ہے، تو اسے اپنے قبضے میں کر۔ فرشتوں نے موت کا نام سن کر بارگاہ ایزدی میں عرض کیا اے مولا کریم! موت کیا چیز ہے اور کہاں ہے؟ اب حکم الٰہی سے

تمام حجابات کو اٹھا لیا گیا اور ارشاد فرمایا، دیکھ لو۔ اب فرشتوں نے موت پر نگاہ ڈالی، تو ایک ہزار سال تک بیہوش رہے اور جب ایک ہزار سال بعد ہوش آیا تو عرض کی، یَارَبَّنَا اَخَلَقْتَ الْخَلْقَ اَعْظَمَ مِنْ ھٰذَا اَخَلَقًا فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا خَلَقْتُہٗ وَاَنَا اَعْظَمُ مِنْ ھٰذَا۔

"اے ہمارے پروردگار! موت سے بھی کوئی بڑی چیز پیدا فرمائی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں اس سے بھی بڑا ہوں۔"

اب ملک الموت عرض کرتے ہیں، اے ربِّ ذو الجلال! موت بڑی طاقت والی ہے، میں اس پر کس طرح تسلط جما سکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بہت بڑی طاقت عطا فرمائی، جس کے ذریعے انہوں نے موت کو پکڑا، اور اپنے قبضے میں کیا۔ اس وقت موت نے ایک خوفناک چیخ ماری اور عرض کی اے ربِّ ذو الجلال! اجازت ہو تو زمینوں آسمانوں میں اپنا اعلان سنا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمائی، تو موت نے اپنا اعلان شروع کیا:

اَنَا الْمَوْتُ اَنَا الَّذِیْ اُفَرِّقُ بَیْنَ الْبَنَاتِ وَالْاُمَّھَاتِ ۔
"میں وہ موت ہوں، جو ماں اور بیٹی میں جدائی ڈالتی ہوں۔"
اَنَا الْمَوْتُ الَّذِیْ اُفَرِّقُ بَیْنَ الْاَخِ وَالْاَخَوَاتِ ۔
"میں وہ موت ہوں جو بہن اور بھائی میں جدائی ڈالتی ہوں۔"
اَنَا الْمَوْتُ الَّذِیْ اُفَرِّقُ بَیْنَ کُلِّ حَبِیْبٍ ۔
"میں وہ موت ہوں جو دوستوں میں جدائی ڈالتی ہوں۔"
اَنَا الْمَوْتُ الَّذِیْ اُفَرِّقُ بَیْنَ الزَّوْجِ وَالزَّوْجَۃِ ۔
"میں وہ موت ہوں جو بیوی اور خاوند کے درمیان جدائی ڈالتی ہوں۔"
اَنَا الْمَوْتُ الَّذِیْ اُخَرِّبُ الدُّوْرَ وَالْقُصُوْرَ ۔
"میں وہ موت ہوں جو گھروں اور محلات کو خراب کرتی ہوں۔"

Scanned with CamScanner

أَنَا الْمَوْتُ الَّذِيْ أُعَمِّرُ الْقُبُوْرَ -
"میں وہ موت ہوں، جو قبروں کو آباد کرتی ہوں۔"

أَنَا الْمَوْتُ الَّذِيْ أَطْلُبُكُمْ وَأُدْرِكُكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُشَيَّدَةٍ -
"میں وہ موت ہوں جو تمہیں ڈھونڈھ لیتی ہوں اور تمہیں پالیتی ہوں، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔"

وَلَا يَبْقَى مَخْلُوْقٌ إِلَّا يَذُوْقُنِيْ - "اور ہر مخلوق میرا مزہ چکھے گی۔"

(دقائق الاخبار ص۱۷ الدر الحسان ص۱۶)

اَلْمَوْتُ كَأْسٌ وَكُلُّ النَّاسِ شَارِبُهُ
وَالْقَبْرُ بَابٌ وَكُلُّ النَّاسِ دَاخِلُهُ

"موت ایک ایسا پیالہ ہے جسے ہر ایک شخص پی کر رہے گا"
اور قبر ایک ایسا دروازہ ہے جس میں ہر شخص داخل ہو کر رہے گا۔

مہلت سے فائدہ اُٹھاؤ

برادرانِ اسلام! موت کا وقت مقرر ہے۔ اس سے مفر نہیں، اس نے ایک نہ ایک دن آنا ہے اور جب موت آئے گی کسی کو ایک لمحے کے لئے بھی مہلت نہ دی جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون، آیت ۱۱)

"اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آجائے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، جو تم کیا کرتے ہو۔"

یعنی جب موت آئے گی، حسرت و تمنا دھری کی دھری رہ جائے گی۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں، موت کے وقت وہ شخص جس کے ذمے زکوٰۃ واجب تھی، حج فرض تھا ادا نہ

کیا، یہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹ جاؤں، مجھے مہلت مل جائے تاکہ میں فرائض و واجبات ادا کرلوں، صدقہ و خیرات دوں، نیک اعمال کما لوں، توبہ و استغفار کرلوں، مگر اب یہ تمنائیں فضول ہیں اور قطعاً مہلت نہ دی جائے گی۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَيَعُضُّ أَنَامِلَهُ عَلٰى فَقْدِ مَا كَانَ مُتَمَكِّنًا بِهِ - (تفسیر کبیر ج ۲۹ ص۱۹)

"وہ انگلیاں چباتے گا اور کاٹ کھاتے گا، اس وقت کے گزرنے پر جس پر اسے اس سے قبل اختیار تھا۔"

موت غافل انسان کے لئے پیغام ہے کہ اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو، اب تجھ پر ہمیشہ کا عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔

موت مومن کے مصائب کے خاتمے کا پیغام ہے۔ اور بداعمال کی سزا کا پیغام ہے۔ موت کا شکار، بچے، بوڑھے اور جوان سبھی ہوتے ہیں۔

آؤ مسلمانو! اس چند روزہ دنیا میں اعمالِ صالح کریں، نیکی کمائیں تاکہ بوقتِ موت یہ نیکیاں آپ کے لئے ذخیرہ آخرت بنے

یہ قید خانہ ہے مومن کے واسطے دُنیا
سکون ہے، کب کسی قیدی کو قید خانے میں

آدم نفیس اس دم تائیں، جتنی خلقت ہوئی
گھاٹی جان کندن دی سبھ لنگھے پاسے گیا نہ کوئی

حضور سید العالمین رحمت کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ - ( )

"عقلمند وہ ہے کہ جس کا نفس اس کے قابو میں ہے اور وہ موت کے بعد (پیش

آنے والے سفر کے لئے تیاری کرتا ہے اور وہ شخص جو خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھتا ہے، وہ بے وقوف شخص ہے۔

معلوم ہوا کہ موت نے تو وقتِ مقررہ پر آنا ہی ہے، مگر عقلمند وہ ہے، جو اس کی تیاری میں مصروف رہتا ہے اس لیے کہ موت سے فرار ممکن نہیں۔

جب تک جان جسے وچ ہے لے تو یہ وقت ایہوئی
موت آئی پھر پچھیوں ناسیں ویلا وقت گیوئی

مرنے کی جگہ مقرر ہے

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک ایسا شخص آیا جو کہ بے حد ڈرا ہوا تھا۔ اس کا رنگ مارے ڈر کے زرد ہو رہا تھا۔ کانپتی ہوئی آواز میں عرض کی: حضور! آج میں نے ملک الموت کو دیکھا ہے، جو مجھے بڑا گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس کے تیور بتا رہے ہیں کہ یہ بجلی مجھ پر گرنے والی ہے۔ حضور! اسے دیکھنے کے بعد مجھے بڑا ڈر لگ رہا ہے، اور آپ کو اللہ تعالیٰ کو بڑی وسیع حکومت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ دیو پری، جنات وغیرہ کے علاوہ پانی و ہوا پر بھی آپ کی حکومت ہے، اس لئے آپ کرم فرمائیں اور ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے اڑا کر ہندوستان پہنچا دے۔ اگر میں ہندوستان پہنچ گیا تو ملک الموت کا مجھے ڈر نہ رہے گا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا کہ اسے فوراً ہندوستان پہنچا دے، تو ہوا نے اسے فوراً ہندوستان پہنچا دیا۔ دوسرے دن حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملک الموت سلام کے لئے حاضر ہوا، تو آپ نے دریافت فرمایا، کل تم نے جس شخص کو گھور کر دیکھا تھا، وہ بیچارہ ڈر کے مارے ہندوستان چلا گیا ہے، اسے گھور کر ڈرانے کی وجہ کیا تھی؟ ملک الموت نے عرض کیا: حضور! مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ اس شخص کی جان میں ہندوستان میں فلاں وقت قبض کروں۔ جب اس شخص کو میں نے یہاں دیکھا، تو حیران رہ گیا کہ اس کی موت کا وقت بہت تھوڑا

اور یہ ابھی یہاں ہے۔ یہ ہندوستان میں اپنے وقت پر کیسے پہنچے گا، اور اس کی جان وقت پر کیسے قبض کر سکوں گا؟ میں ابھی اس خیال میں تھا کہ اس نے خود آپ سے کہا کہ ہوا اسے ہندوستان پہنچا دے، چنانچہ وہ ٹھیک اپنی موت کے وقت ہندوستان پہنچا اور میں نے اس کی روح قبض کر لی۔ (مثنوی مولانا روم، دفتر اوّل، کتاب الزہد ص۱۴۱)

تو معلوم ہوا کہ موت سے فرار ناممکن ہے، موت مقررہ وقت اور مقررہ جگہ پر آتی ہے، تو موت سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔ موت حکمِ الٰہی ہے، موت یقینی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے! قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ۔ (الاحزاب: آیت، ۱۶)

"فرما دیجیے اے بھگوڑو! تمہیں نفع نہیں دے گا بھاگنا، اگر تم بھاگنا چاہتے ہو موت سے یا قتل سے۔"

پھر ارشادِ خداوندی ہوتا ہے: قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ جمعہ، آیت ۸)

"آپ انہیں فرما دیجیے یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو، وہ ضرور تمہیں مل کر رہے گی۔ پھر لوٹا دیا جائے تمہیں اس کی طرف، وہ جاننے والا ہے ہر چھپے اور ظاہر کو، پس وہ آگاہ کرے گا، تمہیں ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے۔"

یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چند روزہ زندگی کا حساب لے گا، اور ارشاد فرمائے گا کیا کیا عمل کئے؟ جو شخص پاؤں سے چل کر حج بیت اللہ، رزقِ حلال، مخلوقِ خدا کی مدد، اور نیکیوں کے لئے جائے گا، اس کا بھی حساب ہو گا۔

نسیاں بھجیاں جان نہ دیوے دارو موت نہ کوئی
نیکی کر کے کما تقویٰ، بدلہ لیسو سوئی

گلزار خطیب جلد نمبر 10

Scanned with CamScanner

قَاطِعُ اللَّذّٰات

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ قَبْضَ عَبْدٍ بِاَرْضٍ جَعَلَ بِھَا حَاجَۃً۔ (کنز العمال ص ۱۲۸/۱۵ج)

"اللہ تعالیٰ جس بندے کی رُوح جس زمین پر قبض کرنا چاہتا ہے، اِس بندے کو وہاں پہنچنے کے لیئے کوئی حاجت پیش آتی ہے۔"

○ اور جب مرنا ہی ہے، تو کثرت سے مَوت کو یاد کرو۔ اِس لیئے کہ کثرت سے موت کی یاد گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔"

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اَکْثِرُوا ذِکْرَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ یُمَحِّصُ الذُّنُوْبَ وَیُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا فَاِنْ ذَکَرْتُمُوْہُ عِنْدَ الْغِنیٰ ھَدَمَہٗ وَاِنْ ذَکَرْتُمُوْہُ عِنْدَ الْفَقْرِ اَرْضَاکُمْ بِعَیْشِکُمْ۔ (شرح الصّدور ص۸)

"موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو، اس لیئے کہ وہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور (انسان) کو دُنیا میں زاہد بنا دیتا ہے۔ اگر تم اسے تونگری کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ (ذکر) امارت کے غرور کو مٹا دے گا۔ اگر مفلسی میں یاد کرو گے، تو وہ تمہیں تمہاری حالت پر راضی کرے گا۔"

اور ایک حدیث میں ہے کہ مَوت کا ذکر کثرت سے کیا کرو، جو شخص موت کا ذِکر کثرت سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا دِل زندہ کر دیتا ہے اور موت آسان کر دیتا ہے۔

تو معلوم ہوا: ○ موت کا ذِکر کثرت سے کرنا چاہیئے۔

○ موت کا ذکر تکبّر و غرور کو مٹا دیتا ہے

○ موت کا ذکر زاہد اور عبادت گزار بنا دیتا ہے

○ موت کا ذِکر گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

○ موت کا ذِکر دل کو زندہ کرتا ہے ○ موت کا ذِکر خوفِ خدا پیدا کرتا ہے

○ موت کے ذکر سے موت آسان ہو جاتی ہے۔

؎ جنازہ تیرا بھی اُٹھے گا اِک دن — جنازے تو نے اوروں کے تھے اُٹھائے

؎ شِدّتِ مَوت کا اِحساس نہیں ان کو — جانور اِسی لئے فربہ نظر آتے ہیں

؎ لگا دے جان کی بازی حصُولِ عقبیٰ میں — یہ چند روز کی مُہلت بڑی غنیمت ہے

؎ دُنیا وِچ آرام آسائش، عادت بہت نہ کریئے
لذّت ناز تے نعمت دُنیا دِل وِچ حُبّ نہ دھریئے

؎ ایہہ دُنیا جا خلل فسادوں دھند وکار اندھیرے
نبیؐ ولی ایتھے رہیا نہ کوئی کوچ کیتے نے ڈیرے

؎ سچ محبت اللہ والی، نافع دو ہیں جہانیں
عِشقِ الٰہی حاصِل جنہاں فضل تنہاں رحمانی

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مَوت کی آغوش میں

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسترِ علالت پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے چہرہ پر ضعف ونقاہت کے آثار تھے، جو اِس بات پر شاہد تھے کہ عاشقِ رسُول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وصالِ مُبارک کا وقت قریب ہے۔ آپ کے پاس آپ کی زوجہ محترمہ موجود تھیں۔ آپ کی طبیعت کے آثار دیکھ کر پریشان ہوئیں اور بے ساختہ آنسو اُمڈ آئے اور کہنے لگیں:

زوجہ جفت او دیدش بگفتا واحرب — بلال: پس بلالش گفت نے نے واطرب

"زوجہ نے دیکھ کر کہا ہائے افسوس، — حضرت بلال نے فرمایا نہیں نہیں صد حسرت"

؎ "تا اکنوں اندر حرب بُودم ززیست — تو چہ دانی مرگ چہ عیش است وچیست

"میں تو اپنی زندگی کی وجہ سے سخت الجھن میں مبتلا تھا، تجھے کیا معلوم کہ موت میں کیا عیش ہے"

Scanned with CamScanner

؎ تابِ رُو و چشمِ پُر انوارِ اُو　　　می گواہی داد بر گفتارِ اُو

"آپ کے چہرے کی تاب، اور آنکھوں کی چمک آپ کی گفتگو پر گواہی دے رہی تھی"

؎ زوجہ: گفت حیفش الفراق اے خوشخصال　　　بلال: گفت نے نے الوصال الوصال

بیوی نے کہا: "اے اچھی عادتوں والے الفراق۔ آپ نے فرمایا: نہیں نہیں جدائی نہیں وصال ہے"

؎ زوجہ: گفت امشب غریبے می روی　　　از تبار و خویش غائب می شوی

"آپ آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہیں، آپ اپنوں سے دُور غائب ہو رہے ہیں"

؎ بلال: گفت نے نے کامشب جانِ من　　　مے رسد خوش از غریبی در وطن

"نہیں نہیں جانِ من! بلکہ آج کی رات مُسافر خوش ہو کر وطن کی طرف جا رہا ہے"

؎ زوجہ: گفت آں رُویت کجا بینیم ما　　　بلال: گفت اندر خلوتِ خاصِ خُدا

"زوجہ نے کہا، یہ صُورت اب کہاں دیکھیں گے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی خاص خلوت میں"

؎ زوجہ: گفت ویراں گشت ایں خانہ دریغ　　　بلال: گفت اندر مہ نگر منگر بمیغ

"کہا افسوس کہ یہ گھر ویران ہو گیا، کہا چاند کو دیکھو، بادل سے نظر ہٹاؤ"

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت کو وصل فرمایا۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔

"موت ایک پُل ہے، جو دوست کو دوست سے مِلاتا ہے۔" (مثنوی مولانا رُوم)

موت مومن کے لئے ایک پُل ہے جسے وہ عبور کر کے محبوبِ حقیقی کو جا ملتا ہے۔

؎ موت اس سے بھی ملاقات کرے گی اک دن　　　موت کا نام بھی سُننے کو جو تیار نہیں

؎ عزرائیل سلام علیکم آکھے، مومن تائیں
نُدھ تے راضی رب تیرا چل ویکھ بہشتیں جائیں

؎ اللہ باجھ نہ بیلی کوئی، اُٹھ اکلا چلیا
ہکو آیا، ہکو جاسی، راہ وِچ غفلت چھلیا

حساب و کتاب کا خوف

حضرت حزام بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا تَرَوْنَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا اَکَلْتُمْ بِشَهْوَةٍ وَّلَا شَرِبْتُمْ شَرَابًا عَلٰی شَهْوَةٍ۔ "اگر تم جان لو کہ تمہیں موت کے بعد کیا پیش آنے والا ہے، تو حسبِ منشاء کھانا پینا چھوڑ دو۔" وَلَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا تَسْتَظِلُّوْنَ فِیْهِ۔ "اور نہ گھر میں دُھوپ سے بچنے کے لئے سائے میں داخل ہو جاؤ۔" بلکہ تم خوف سے سینے پر ہاتھ رکھتے، جنگلوں کی طرف نکل جاؤ۔ اور اپنے نفسوں پر آنسو بہاؤ، پھر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ شَجَرَةٌ تُعْضَدُ ثُمَّ تُؤْكَلُ۔

"کاش! میں ایک درخت ہوتا، جو کاٹ لیا ہوتا، پھر کھا لیا ہوتا۔

حضرت برد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے ایک پرندہ اُڑتا ہوا گزرا تو آپ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا: طُوْبَاكَ یَا طَائِرُ تَاْكُلُ مِنَ الثَّمَرَاتِ وَتَسْتَظِلُّ بِالشَّجَرَةِ وَتَرْجِعُ اِلٰی غَیْرِ حِسَابٍ۔ (کتاب الزہد لابن حنبل ص ۱۳۵)

"کتنا تو خوش نصیب ہے اے پرندے! کہ پھل کھاتا ہے اور درختوں کے سائے میں رہتا ہے اور مرنے کے بعد تیرا حساب نہیں ہو گا۔"

اللہ اللہ! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر دل میں خوفِ خدا رکھتے تھے اور کس قدر حساب سے ڈرتے تھے۔ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر خوفِ خدا رکھتے تھے، موت کے بعد کی گھڑیوں سے ڈرتے تھے تو ہمیں بھی ڈرنا چاہیے۔

؎ اے دل غفلت اندر عمر نبھاہ سدھائی
خالص عمل نہ کیتو کوئی سُستی وِچ لنگھائی

Scanned with CamScanner

برادرانِ اسلام! موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے، اس لیے موت کو یاد رکھنے سے انعامات ملتے ہیں اور بھلانے سے مصائب و آلام کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت کفاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ الْمَوْتِ اُکْرِمَ بِثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ تَعْجِیْلِ التَّوْبَةِ وَقَنَاعَةِ الْقَلْبِ وَنَشَاطِ الْعِبَادَةِ۔ "موت کو یاد رکھنے والے شخص کو تین انعامات ملتے ہیں، توبہ میں جلدی، اطمینانِ قلب، اور عبادت میں سرور (لذت)"

اور جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے اسے انعامات حاصل ہوتے ہیں اور جو بھلا دیتا ہے، اس پر تین مصیبتیں نازل ہوتی ہیں: تَاخِیْرُ التَّوْبَةِ وَالْحِرْصُ عَلَی الدُّنْیَا وَالتَّکَاسُلُ فِی الْاٰخِرَةِ۔ (مجالس ص ۳۶۳)

"توبہ میں تاخیر۔ دنیا کا مال جمع کرنے کی حرص اور عبادت میں سستی۔"

تو معلوم ہوا: ○ موت کا یاد کرنا توبہ کا ذریعہ ہے۔

○ موت کو یاد کرنا اطمینانِ قلب کا ذریعہ ہے۔

○ موت کو یاد کرنا عبادت میں سرور کا ذریعہ ہے۔

اور موت کو یاد نہ کرنے سے:

○ موت کو بھلا دینے سے توبہ میں تاخیر ہوتی ہے۔

○ موت کو بھلا دینے سے دنیا کا مال جمع کرنے کی حرص بڑھتی ہے۔

○ موت کو بھلا دینے سے عبادت میں سستی ہوتی ہے۔

؎ یہ حادثاتِ زمانہ یہ گردشِ ایام ○ ہزار درس ہیں اک مردِ دیدہ ور کے لیے

؎ سب برائیوں کر مُن توبہ اللہ بخشنہارا
توبہ کیتیاں مول نہ مارے ہو جاسی چھٹکارا

؎ اَجر اُنہاں نوں پورا ملسی ضائع ذرا نہ ہوسی
تھوڑا بہت جو دنیا کیتا حاضر آن کھلوسی

○ ذی شعور بھائیو! ذرا سوچو، غور و فکر کرو، زندگی کا مقصد کیا ہے؟

○ کیا تخلیقِ انسانی کا مقصد کھانا پینا سونا ہے ـــ ؟

○ کیا تخلیقِ انسانی کا مقصد مال و دولت سمیٹنا ہے ـ ؟

○ کیا تخلیقِ انسانی کا مقصد کارخانے اور کوٹھیاں بنانا ہے ـ ؟

○ کیا تخلیقِ انسانی کا مقصد عیش و عشرت ہے؟ ـ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں! اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (سورۃ المؤمنون، آیت: ۱۱۵) "کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تمہیں عبث (بے مقصد) پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس نہیں آؤ گے۔"

نہیں ہرگز ایسا نہیں، انسان جس کو اشرف المخلوقات بنایا گیا، اس کے ذمے کچھ فرائض ہیں، اس کی کچھ ذمہ داریاں ہیں، اس کی زندگی کا لائحہ عمل ہے ـ اگر فرائض سے غافل رہا، اپنی ذمہ داریوں کو نہ نبھایا، قرآنی تعلیم کے مطابق زندگی زندگی بسر نہ کی، تو یہ زندگی بے شرمندگی بن جائے گی۔ موت سختی سے آئے گی اور مرنے کے بعد دردناک عذاب میں گرفتار ہو جائے گا، اس لئے ہر وقت توبہ کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، موت کو یاد رکھو کہ کہیں اچانک موت نہ آجائے۔

موت اچانک آئے گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، فَاِنَّ الْمَوْتَ یَاْتِیْ بَغْتَةً وَلَا یَغْتَرَّنَّ اَحَدُکُمْ بِحِلْمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (الترغیب ج ۴ ص ۹۶)

کہ توبہ میں تاخیر نہ کرو، موت اچانک آجاتی ہے اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حلیم ہوتے پر فخر نہ کرے (اس لئے کہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے)۔

؎ میں نہ پکڑاں نہ پکڑاں تا در کہاواں جے پکڑاں تے دیواں میں بڑیاں سزاواں

موت کی یاد

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کا انتقال ہوگیا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس کی تعریف کرنے لگ گئے اور اس کی عبادت کا ذکر کرنے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن اپنے غلاموں کی باتیں خاموشی سے سُن رہے تھے۔ جب وہ آپس میں باتیں کرکے خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هَلْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَ الْمَوْتِ؟ قَالُوا لَا۔

کیا وہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا، نہیں۔

قَالَ فَهَلْ كَانَ يَدَعُ كَثِيرًا مِمَّا يَشْتَهِي؟ قَالُوا لَا۔

آپ نے فرمایا، کیا وہ اکثر خواہشات کو چھوڑ دیتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں

قَالَ مَا بَلَغَ صَاحِبُكُمْ كَثِيرًا مِمَّا تَذْهَبُونَ إِلَيْهِ (الترہیب ج۴ ص۲۳۹)

"تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا ساتھی اس مقام پر فائز نہیں جس پر تمہارا خیال ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

- ○ موت کا کثرت سے ذکر کرنا اور ترکِ خواہشات نیکی کی علامت ہے۔
- ○ موت کا ذکر نیکی ہے ○ اور موت خواہشات کو ختم کر دیتی ہے۔
- ○ موت کو یاد رکھنا، رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔
- ○ موت کی یاد سے دل زندہ رہتا ہے ○ موت کی یاد قبر کے آرام کا ذریعہ ہے

ے کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے جن کے حالات پُراسرار چلے آتے ہیں

ے اے دل غافل غفلت اندر عمر پنجاہ وہائی
خالص عمل نہ ہرگز کیتوئی مستی وچ لنگھائی

ے نبی ولی اور عالم فاضل گزرے جنگ پینگیرے
شاہ وگدا ہور بُرے بھلے سب کینے قبریں ڈیرے

دُنیا مُسافر خانہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۳۹)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری دونوں کاندھوں کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: (اے عبداللہ!) تو دُنیا میں (اس طرح) رہ، گویا کہ تو مسافر ہے یا راہ گزر، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں" (اے بھائیو!) جب تم صبح کو پالو، شام کا انتظار مت کرو اور جب ان کو پالو، تو صبح کا انتظار نہ کرو اور پکڑو صحت سے بیماری کے لئے اور اپنی زندگی سے موت کے لئے۔" تو معلوم ہوا کہ:

- ○ زندگی موت کا پیغام ہے ○ زندگی مسافروں کی طرح گزارو۔
- ○ زندگی کی ہر صبح اعمال صالح بجالاؤ ○ زندگی کی ہر شام اعمال صالح کرو۔
- ○ زندگی کی کسی صبح شام کا انتظار نہ کرو ○ زندگی کی کسی شام صبح کا انتظار نہ کرو۔
- ○ زندگی کی صحت میں خوب عمل کماؤ (تاکہ)
- ○ زندگی کی بیماری کی کمی دور ہو جائے۔
- ○ زندگی میں خوب نیکیاں کماؤ ○ زندگی کی نیکیوں کو قبر کا توشہ بناؤ۔

حضرت مریم علیہا السلام کی وفات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ مطہرہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا دونوں ایک خشک پہاڑ پر دن رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دن کو روزہ رکھتیں اور شام کو جو غذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو میسّر آتی، اس سے روزہ افطار کرتیں، اور رات بھر ماں بیٹا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے نیچے اترے تاکہ والدہ محترمہ کی غذا کا سامان مہیا کریں، تو ایک شخص آیا اور کہا اے رات کو بیدار رہنے والی اور دن کو روزہ رکھنے والی تجھ کو سلام ہو۔ حضرت مریم علیہا السلام نے پوچھا: تو کون ہے، تیری آواز سے میرا کلیجہ کانپنے لگا ہے؟ تو کہنے لگا: بچّوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ کرنے والا، تمہاری جان لینے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت مریم علیہا السلام کی رُوح قبض کر لی۔ جب شام کو عیسیٰ علیہ السلام والدہ کی غذا کا سامان (جو چند پتّے تھے) لے کر آئے تو والدہ محترمہ کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ آپ سو گئی ہیں، اور کچھ دیر انتظار کے بعد عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّاہُ قَدْ عَجَمَ اللَّیْلُ وَاَفْطَرَ الصَّائِمُوْنَ وَقَفَ الْعَابِدُوْنَ فَمَا بَالُکِ لَا تَقُوْمِیْنَ اِلَی الْعِبَادَۃِ الرَّحْمٰنِ۔ "اے اماں جان! تم پر سلام ہو رات گزر رہی ہے، روزے داروں نے روزے افطار کر لئے ہیں، شب بیدار عابد، عبادت میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ تم عبادت کے لئے نہیں اُٹھتیں۔"

وحی آئی "اے عیسیٰ (علیہ السلام) تمہاری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، اُن کے کفن دفن کا انتظام کرو۔" یہ سُن کر صبح کے وقت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے نیچے اُترے کہ کفن دفن کا انتظام کیا جائے۔ اپنے گروہ بنی اسرائیل سے والدہ کی وفات کا ذکر کیا اور ساتھ چلنے کو کہا۔ مگر ان لوگوں نے کہا: اس پہاڑ پر سانپ بہت ہیں، ہم نہیں جاتے۔ آپ قوم سے مایوس لوٹے راستے میں دو آدمیوں کو بیٹھا ہوا دیکھا، تو انہوں نے آپ سے پریشانی کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: میری والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے اور کوئی شخص کفن و دفن میں شریک ہونے کو تیار نہیں، تو وہ دونوں آپ کے ہمراہ ہو لئے اور جب پہاڑ پر پہنچے، تو مخلوقِ خدا کو دیکھا تو حیران ہوئے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار تھا، بے شمار عورتیں تھیں، خوبصورت مرد تھے، قبر تیار رکھی، کفن پہنایا

جا چکا تھا۔ جنازہ پڑھ کر آپ نے ان سے پوچھا: یہ بتاؤ تم کون لوگ ہو اور کس نے تمہیں بُلایا ہے، تم کیسے ہو؟ تو راستے میں ملنے والوں نے کہا ہم جبریل و میکائیل ہیں، یہ فرشتگانِ الٰہی ہیں، اُن کو غسل اور کفن حُورانِ بہشتی نے دیا ہے۔ ہمیں اس خدمت کے لئے ربّ العلاء نے بھیجا ہے۔ جنازے کو قبر میں اُتار کر حُورانِ بہشت اور فرشتے روانہ ہو گئے، تو عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی: اے اللہ! جب میری ماں کا انتقال ہوا، میں موجود نہ تھا۔ اے اللہ! مجھے اجازت فرما تاکہ میں اپنی والدہ کو زندہ کر کے کچھ گفتگو کر لوں، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی تو آپ نے والدہ ماجدہ کو زندہ کر کے پوچھا: "اے امّی جان! بتاؤ کہ موت کا مزہ کیسا ہے؟" تو والدہ نے کہا: موت کا مزہ اس قدر زیادہ تلخ ہے کہ قیامت تک اس کی تلخی میرے منہ سے نہ جائے گی۔ پھر پوچھا: "امی جان! یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟" تو فرمانے لگیں: قَدِمْتُ اِلٰی رَبِّیْ فَوَجَدْتُہٗ رَاضِیًا۔ میں اللہ کی طرف آئی، (یعنی قبر میں)، تو میں نے اپنے خدا تعالیٰ کو راضی پایا۔" (قرۃ الواعظین)

برادرانِ گرامی! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ صاحبہ جو کہ بچپن سے موت تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہیں، اُن کی موت کا یہ حال ہے، تو ہمارا کیا حال ہو گا، اس لئے موت کو یاد کرو، موت کی تلخی سے ڈرو، اگرچہ مومن کی موت آسان ہو گی لیکن حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت تو انتہائی آسان تھی، اس کے باوجود اس کی تلخی قیامت تک رہے گی، تو ہم گنہ گاروں کا کیا حال ہو گا۔؟

؎ سامنے ہے جس کے منظر موت کا
اُس کی صبح و زیست بھی ہے شامِ موت

؎ اُونہاں مومنوں نے تھیے خوشی ہمیشہ، ہرگز غم نہ کوئی
دوزخ تھیں بچ جنّت جاسی خبر قرآنوں ہوئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَمُعَالَجَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ اَشَدُّ مِنْ اَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ۔ (شرح الصدور ص۱۳)

"ملک الموت کا معالجہ (روح قبض کرنا) تلوار کی ضرب سے ہزار گنا شدید ہے۔"

اور دوسری حدیث میں ہے کہ موت کا الم اسکی سکرات: فَهُوَ قَدْرُ ثَلَاثِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ۔ (شرح الصدور ص۱۳)

"تین سو تلوار کی ضرب سے زیادہ ہے۔"

؎
ہر دم جو خوفِ آخرت سے دل فگار ہے
بشر وہ عقلمند ہے، جو ہوشیار ہے

؎
کئی چھوٹے کئی وڈے تدھ تھیں خلقت بہت سدھائی
کھول اکھیں ہُن ویکھ جو اجکل واری تیری آئی

○ موت کی تلخی بہت سخت ہے ○ موت کی سکرات بہت سخت ہے۔
○ موت کا وقت انتہائی مشکل ہے ○ موت کی سکرات تین سو تلوار سے زیادہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے موت کو کیسا پایا؟ قَالَ وَجَدْتُ نَفْسِيْ كَالْعُصْفُوْرِ الْحَيِّ حِيْنَ يُقْلٰى عَلَى الْمِقْلٰى لَا يَمُوْتُ فَيَسْتَرِيْحُ وَلَا يَنْجُوْا فَيَطِيْرُ (شرح الصدور ص۱۳)

"تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا (اے مولا کریم) میں نے اپنے نفس کو زندہ چڑیا کی طرح پایا، جیسے (آگ میں) بھونا جاتا ہے، نہیں نجات پاتی کہ مرجائے یا اُڑ جائے۔"
یعنی جس طرح کسی زندہ چڑیا کو آگ میں ڈال دیا جائے اور وہ آگ میں جل رہی ہو، وہ مرتی بھی نہیں تاکہ اُس کی جان چھوٹ جائے اور وہ اُڑ کر آگ سے نکل بھی نہیں سکتی۔
اے اللہ کریم رحم فرما۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں، تو ہم گنہگاروں

کا کیا حال ہوگا۔ بس خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرو کہ اے مولا کریم! عمل ہمارے پلے نہیں ہیں۔ ہمیں نہ دیکھ، اپنے محبوبِ مکرم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامانِ رحمت کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں عذاب سے نجات عطا فرما۔

برادرانِ اسلام! جب ہر شخص کو اس بات پر یقین ہے کہ:

○ ہر شخص کے بچھڑنے کا وقت موت ہے، اور قبر اُس کی خوابگاہ ہے۔
○ کفن اُس کا ساتھی ہے، فرشتے اُس کے ہم نشین و ہم جلیس ہیں۔
○ زمین اس کا شکم ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ موت کو یاد رکھیں۔
○ موت کی تیاری کریں ○ موت کا ذکر کریں ○ موت کو یاد رکھیں۔
○ توبہ و استغفار کریں ○ دُنیا کو مسافر خانہ سمجھیں ○ اس دنیا میں حلال کمائیں
○ خوفِ خدا کریں ○ نماز روزے، حقوق اللہ کی پابندی کریں۔
○ پڑوسی، رشتے داروں کا خیال رکھیں، حقوق العباد کی تکمیل کریں۔
○ موت کی سکرات سے پناہ مانگیں ○ ایمان کی سلامتی کی دُعا کریں۔
○ اللہ تعالیٰ کی رحمت شاملِ حال ہو اور وہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

؎
ہن دُنیا حرصاں چھوڑ میاں کر طاعت ذکرِ الٰہی
خبر ایہہ ویلا ہتھ نہ آسی ہوسیں اجکل راہی

دُنیا یا آخرت کا انتخاب

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ج وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۵)

"اور جو دُنیا کے فائدے پر نظر رکھتا ہے، ہم اسے دُنیا میں سے دیں گے اور جو آخرت کے ثواب پر رکھتا ہے، ہم اُسے آخرت سے ثواب دیں گے اور ہم (نعمت کے) شکر گزاروں کو ان کے اعمالِ صالحہ کا ضرور اجر دیں گے۔"

Scanned with CamScanner

تو معلوم ہوا کہ کوئی سروقد اس چمنستان دہر میں ایسا پیدا نہیں ہوا جس پر موت کی خزاں کی ہوا نہ چلی ہو، کوئی امیر و غریب، سلطان و امیر، منشی و دبیر، غنی و فقیر جوان و پیر، عالم و جاہل، ناقص و کامل، موحّد و ملحد، مسلمان و کافر، سب کے سب، موت کے پنجے کا شکار ہوں گے اور سب کے سب زیر زمین جائیں گے، مگر خوش نصیب وہ شخص ہے، جس نے آخرت کو یاد رکھا، اعمالِ صالح کمائے اور فلاح و کامرانی کے ساتھ قبر میں داخل ہوا، اور آخرت میں بھی سُرخرو ہوا۔

ے عدم کہ جس کا سفر عنقریب ہے درپیش
ہے زادِ سفر بھی تیرے پاس اس سفر کے لئے

موت کی آمد آنکھ جھپکنے سے پہلے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے ایک لونڈی سو دینار میں ایک ماہ کے اُدھار پر خریدی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا۔ آپ اس موقع پر تعجب کیوں نہیں کرتے کہ اُسامہ نے ایک ماہ اُدھار پر لونڈی خریدی ہے، بیشک اُسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی زندگی کی لمبی رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا طَرَفَتْ عَیْنَایَ اِلَّا ظَنَنْتُ شَفْتَیَّ لَا یَلْتَقِیَانِ حَتّٰی یَقْبِضَ اللّٰہُ رُوْحِیْ وَلَا رَفَعْتُ قَدَحًا اِلٰی فِیَّ فَظَنَنْتُ اَنِّیْ لَا اَوَاضِعُہٗ حَتّٰی اُقْبَضَ وَلَا لَقَمْتُ لُقْمَۃً اِلَّا ظَنَنْتُ اَنِّیْ لَا اُسِیْغُھَا حَتّٰی اَغَصَّ بِھَا مِنَ الْمَوْتِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۔

(الترغیب والترہیب ج ۴ ص ۲۲۲، حلیۃ الاولیاء)

"اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میری دونوں

پلکیں جھپکنے اور دونوں ہونٹوں کے ملنے سے پہلے اللہ تعالیٰ میری رُوح قبض کر سکتا ہے اور پیالہ منہ تک پہنچا ہو (پانی پینے کے لئے) اور واپس زمین پر نہ رکھا ہو، میری رُوح قبض ہو سکتی ہے اور میں نے مُنہ میں لقمہ ڈالا ہو اور ابھی وہ حلق سے نیچے نہ اُترا ہو کہ موت آجائے اور قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ (ہاتھ) میں میری جان ہے، تم سے جو (قیامت کا) وعدہ کیا گیا ہے، وہ پورا ہو کر رہے گا اور تم بھاگ نہیں سکتے۔"

ے جاں فجر ہووے کر موت اڈیکاں رات امید نہ کرئیے
تے راتیں فجر امید نہ کیجئے، شاید اگے مرئیے

ے صحت اندر کر لے توشہ، مت بیماری آوے
تے زندیاں خرچ قبر دا کر لے مت پھر وقت سہاوے

برادرانِ گرامی! موت کا وقت معیّن ہے ۔
- موت پلکیں جھپکنے سے پہلے آسکتی ہے ۔
- موت ہونٹوں کے ملنے سے پہلے آسکتی ہے ۔
- موت مُنہ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے آسکتی ہے ۔
- موت سر پر کھڑی ہے ____ اس لئے غفلت چھوڑ کر موت کا تصور قائم کر کے نیکیوں میں مشغول رہنا چاہیئے تاکہ جب موت آئے ذکرِ خدا میں آئے، نعت خوانیِ مصطفٰے میں آئے، تذکرۂ حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء میں آئے، عبادت و بندگی میں آئے، اور مرتے وقت ایمان کی سلامتی نصیب ہو۔

ے اے دل! غافل غفلت اندر ہوش نہ تینوں آیا
وانگ سودائیاں پھریں دیوانہ دل وچ خوف نہ پایا

ے دُنیا عیش سامان نہ کوئی موت وچھوڑا پاوے
لذت توڑے، غم وچ بوڑے گورستان لے جاوے

Scanned with CamScanner

برادرانِ اسلام! اس سے قبل موت کا ذکر ہوا، اب ملک الموت کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ ربّ العزت کا ارشادِ گرامی ہے: قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ۔ (سورۃ السجدۃ: آیت: ۱۱)

(اے محبوب! صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ کہہ دیجئے تمہاری جان فرشتۂ موت قبض کرتا ہے، جو تم پر معیّن کردیا گیا ہے۔" ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام، آیت: ۶۱)

"اور جب تم میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی طرف بھیجے ہوئے، اُس کی رُوح کو قبض کرلیتے ہیں اور وہ ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتے۔"

اِن آیات و بیّنات سے ثابت ہوا کہ ملک الموت رُوح کو قبض کرتے ہیں اور اُن کے ساتھ معاون فرشتے بھی ہوتے ہیں۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے موت کو پیدا فرمایا، تو فرشتگانِ الٰہی اس کی آوازیں سُنا کرتے تھے، مگر فرشتے اس کے مکان اور اس کی پیدائش کی حکمت سے واقف نہ تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا اور ملک الموت کو اس پر مسلّط کیا تو فرشتوں نے عرض کی اے مولا کریم! ہمیں دکھا دے موت کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی عرض قبول فرمائی اور موت سے حجابات اٹھا دیئے اور حکمِ الٰہی ہوا کہ اس کی طرف دیکھو، ملائکہ دیکھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موت! اپنے تمام پَروں اور آنکھوں کو کھول کر ان کی طرف دیکھ! اب جب ملائکہ کی پہلی نظر موت پر پڑی، تو غش کھا کر گر پڑے اور دو ہزار برس تک بیہوش رہے اور جب ہوش آیا تو بارگاہِ ربّ العالمین میں عرض کرنے لگے:

رَبَّنَا اَخَلَقْتَ اَعْظَمَ مِنْ هٰذَا خَلْقًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا خَلَقْتُهٗ وَاَنَا اَعْظَمُ مِنْهُ وَقَدْ يَذُوْبُ مِنْهُ كُلُّ خَلْقٍ۔

"اے اللہ! کیا تو نے اس سے بھی بڑی کوئی چیز پیدا کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں نے اسے پیدا کیا ہے اور میں اس سے بڑا ہوں، اور تمام مخلوق کو موت کے ذریعے ختم کروں گا۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السّلام کو موت پر مسلّط ہونے کا حکم ارشاد فرمایا، تو عرض کیا: مولا کریم! بِاَيِّ قُوَّةٍ اٰخُذُهٗ "میں کونسی قوت سے اُس کو پکڑ لوں؟" تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو ایسی طاقت و قوت عطا فرمائی کہ موت کو اپنے پنجہ میں قابو کرلیا۔ پھر موت نے بارگاہِ ربّ العالمین میں عرض کی مولا کریم اگر اجازت ہو تو میں زمین و آسمان میں منادی کردوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی تو موت نے زمین و آسمان کے رہنے والے ہر جاندار کو اعلان کیا کہ سُنو:

- ○ اے غفلت میں دن رات گزارنے والو! موت کو بھول جانے والو!
- ○ مَیں وہ موت ہوں، جو بیوی اور خاوند میں جدائی ڈالتی ہوں۔
- ○ مَیں وہ موت ہوں، جو باپ اور بیٹوں میں جُدائی ڈالتی ہوں۔
- ○ مَیں وہ موت ہوں، جو بہن اور بھائیوں میں جُدائی ڈالتی ہوں۔
- ○ مَیں وہ موت ہوں، جو بادشاہوں کو خاک میں ملا دیتی ہوں۔
- ○ مَیں وہ موت ہوں، جو باغات اور محلّات کو تباہ کردیتی ہوں
- ○ مَیں وہ موت ہوں، جو ہر ذی روح پر وارد کی جاؤں گی۔

؎ سپردِ خاک ہوئے کتنے ہمرہانِ حیات تیرے لئے بھی وہی راستہ مقدر ہے

؎ پہلی گھاٹی جان کندن دی سخت مصیبت بھاری
امیر فقیر جو بھلا بُرا سب لنگھن وارو واری

ﮯ اِس گھاٹی بن راہ نہ دُوجا جتول کوئی جاوے
نبی ولی ہور شاہ گدا سب اوتھوں لنگھ سدھائے

ﮯ رستم تے بہرام زورآور شاہ سکندر جیہے،
بھی لقمان حکیم چلے ، جد گھلے رَب سنیہے

لہٰذا تم غفلت سے جاگو! میری ملاقات کا سامان کرو
اپنے خیموں کو اخلاقِ حسنہ سے سجاؤ، اور اعمالِ صالحہ اپناؤ
تاکہ تم مجھ سے مُلاقات کر کے مَوت کی سختی سے بچ سکو؛
اور ایمان کی سلامتی سے دُنیا سے رُخصت ہو سکو!

ﮯ جیوندیاں اعتبار نہ کوئی ، دَم آخر اعتباری
جے اوڑک نال ایمان سدھایا چنگے بخت بہاری

ﮯ جے اوڑک بابجھ ایمانوں چلیا دوزخ بالن بنیاں
عمر ساری داکیتا کریا گل گیا بُنیاں تنیاں

عزرائیل علیہ السلام کے رُوپ

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو ملک الموت نے اللہ العالمین کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے اللہ! مجھے اجازت فرما کہ میں جا کر ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ ہونے کی خوشخبری دوں۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو اجازت عطا فرمائی۔
تو ملک الموت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے اور خوشخبری سُنائی۔ آپ نے خوشخبری سُن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور پھر ملک الموت سے ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت یہ بتا کہ کس صورت میں تو کافروں کی رُوح قبض کرتا ہے؟ عرض کیا، حضرت! آپ میری وہ صُورت دیکھ نہ سکیں گے؟ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، مجھے ضرور دکھاؤ۔

تو ملک الموت نے کہا: آپ اپنا چہرہ مبارک ذرا ادھر پھیر لیں۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے چہرہ دُوسری طرف پھیر لیا۔ پھر ملک الموت نے عرض کیا: حضور! اب ملاحظہ فرمائیں"
جب آپ نے دیکھا تو ایک ڈراؤنی شکل، رنگ سیاہ، قد آسمان تک ہے اور مُنہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آنکھیں غضب ناک ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی، اور جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ملک الموت اپنی پہلی صُورت پر ہیں۔
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کافروں کے لئے اگر اور عذاب نہ بھی ہوتا، تو تیری صورت ہی دیکھ لینا اُن کے لئے کافی عذاب تھا۔ اب آپ فرمانے لگے اب وہ صُورت دکھا، جس پر مومنوں کی رُوح قبض کرتا ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا: آپ ذرا چہرہ اُدھر پھیر لیں۔ آپ نے چہرہ مبارک پھیر لیا تو کہا: اب دیکھو! اب جو آپ نے دیکھا تو:۔ فَرَأٰى مِنَ النُّوْرِ شَيْئًا لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ۔
"تو ایک نُور چمکنے والا دیکھا کہ اس کی چمک (کی انتہا) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔
(ماخوذ شرح الصدور ص ۱۷ تا ۱۸)

تو معلوم ہوا کہ ملک الموت مومنوں کی رُوح نُورانی شکل دیکھا کر نکالتے ہیں؛ اور کافروں کی رُوح مصیبت ناک ڈراؤنی شکل دکھا کر نکالتے ہیں۔ ملک الموت کو اللہ تعالیٰ نے ہر شکل میں تبدیل ہو جانے کا اختیار دیا ہوا ہے۔

- ملک الموت کو دیکھ کر کافر کو دُنیا کی لذّتیں بھُول جاتی ہیں۔
- ملک الموت کو دیکھ کر مومن کو دُنیا کی تمام تکالیف بھُول جاتی ہیں۔
- ملک الموت کا دیکھنا کافر کے لئے خوفناک عذاب ہے۔
- ملک الموت کا دیکھنا، مومن کے لئے باعثِ راحت ہے۔
- ملک الموت مومن کے پاس خوبصورت شکل میں آتے ہیں۔
- ملک الموت کافر کے پاس ہیبت ناک شکل میں آتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

دُنیا کی بے وفائی

جب ملک الموت کسی کی رُوح قبض کرنے آتا ہے تو اُس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ انسانی نفس اس کو کہتا ہے، تو کون ہے؟ اور تیرا کیا ارادہ ہے؟ ملک الموت کہتا ہے "میں وہ ہوں جو تمہیں دُنیا سے جُدا کر دوں گا، تیری اولاد کو یتیم کر دوں گا، تیری بیوی کو بیوہ کر دوں گا، تیرا مال تیرے عزیزوں میں تقسیم کرا دُوں گا، جس مال کے لئے تو مرتا رہا اور کوئی نیکی نہیں کی، آج میں تجھے لینے آیا ہوں، تیرا خالق تجھے بُلاتا ہے۔ جب آدمی یہ بات ملک الموت سے سُنتا ہے، تو آدمی اپنی کروٹ بدل لیتا ہے، مگر موت سامنے کھڑی ہوتی ہے، تو دوسری جانب کروٹ بدل لیتا ہے، تو ملک الموت کہتا ہے: تو نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں وہ ہوں جس نے تیرے والدین کی رُوح کو قبض کیا تھا، اور تو اُن کو نہ بچا سکا تھا۔ آج میں تیری اولاد کے سامنے تیری جان لوں گا، اور وہ تجھے بچا نہ سکیں گے۔ میں وہ ہوں جس نے بادشاہوں کی رُوح کو قبض کیا۔ اب ملک الموت پوچھتا ہے:

"اے دُنیا سے رُخصت ہونے والے! بتا تو نے دُنیا میں کیا دیکھا؟"

تو وہ کہے گا: رَأَیْتُهَا مَکَّارَةً۔ "میں نے دُنیا کو مکار پایا۔"

اب اللہ تعالیٰ دُنیا کو ایک بڑھیا کی شکل میں اس کے سامنے کرے گا۔ وہ بڑھیا اس سے کہے گی "اے بے حیا! بے شرم! کچھ شرم کر! کیا تو نے مجھے خدا تعالیٰ سے نہ مانگا تھا؟ کیا تو در بدر شہر بہ شہر میرے لئے مارا مارا نہیں پھرا؟ جبکہ میں نے نہ تیری تلاش و جُستجو کی، نہ تجھ سے محبت کی، مگر تو میرا عاشق و فدائی بنا، حلال و حرام میں تمیز نہ کی، یہاں تک کہ تو میرا طالب ہو گیا اور میں تجھے زینت دیتی رہی۔ اب میں تجھ سے جُدا ہو رہی ہوں۔" اب دُنیا پیٹھ پھیر کر چلی جائے گی۔ اب وہ آدمی اپنی عمر کے ضائع ہو جانے پر پچھتائے گا، مگر گزرا ہوا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ؛

اَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ یَنْظُرُ فِیْ وُجُوْهِ الْعِبَادِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ نَظْرَةً فَاِذَا ضَحِكَ الْعَبْدُ الَّذِیْ بُعِثَ اِلَیْهِ یَقُوْلُ وَاعَجَبًا بُعِثْتُ اِلَیْهِ لِاَقْبِضَ رُوْحَهٗ وَهُوَ یَضْحَكُ (شرح الصدور ص۲۱)

"بے شک ملک الموت لوگوں کے چہروں کی طرف روزانہ ستّر بار دیکھتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص ہنستا ہے (تو ملک الموت کہتا ہے)، تعجب ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری رُوح قبض کرنے بھیجا ہے اور تو ہنستا ہے یعنی تجھے موت کا علم ہے پھر بھی تو ہنستا ہے۔"

مُلک الموت کا مُشاہدہ

اللہ تعالیٰ نے تمام رُوئے زمین کی حیثیت ملک الموت کے سامنے ایک تھال کی طرح کر دی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، اس پر موت طاری کر دیتا ہے۔ (شرح الصدور ص—)

یعنی جس طرح ایک آدمی کے سامنے تھال ہو، ان میں سے جس چیز کو چاہے، چُن لے، ایسے ہی ملک الموت جس پر چاہتے ہیں باذن اللہ موت طاری کر دیتے ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو غلامیِ رسُول میں مرا اور منکرینِ رسُول کو فرشتے سخت اذیت پہنچائیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ (الانفال آیت ۵۰)

"اور کاش آپ دیکھیں، جب فرشتے ان کافروں کی جان نکالتے ہیں مارتے ہیں ان کے چہروں پر اور ان کی پشتوں پر اور کہتے ہیں اب آگ کی سزا کا مزہ چکھو۔"

ے خروجِ رُوحِ کفّارِ لعین کے وقت مِل جُل کر
فرشتے مارتے ہیں اُن کے چہروں اور پیٹھوں پر
ے پئی سختی جان کندن دی جیویں کر ترے سو سٹھ تلوارا
وجن زخم کسے دے تن تے وِچ حدیث شمارا

کفار کی رُوح انتہائی سختی سے نکالی جاتی ہے۔ فرشتے آکر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، جہنم کی آگ کی خبر دیتے ہیں، تو وہ رُوح بھاگی پھرتی ہے اور نکلنے سے انکار کرتی ہے تو فرشتے مارتے ہیں، یہاں تک کہ کافروں کی رُوحیں اُن کے جسم سے نکل جاتی ہیں۔

ہر گھر میں عزرائیل علیہ السّلام کی آمد

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں،

قَالَ مَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَمَلَکُ الْمَوْتِ یَتَصَفَّحُ فِیْ کُلِّ بَیْتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَمَنْ وَجَدَہٗ مِنْھُمْ قَدِ اسْتَوْفٰی رِزْقَہٗ وَانْقَضٰی اَجَلُہٗ قَبَضَ رُوْحَہٗ۔ (شرح الصدور ص۱۸)

"ملک الموت ہر گھر میں تین بار (روزانہ) جھانکتے ہیں اور اس گھر کے کسی فرد کو پائیں کہ اس کا رزق ختم ہو چکا ہے اور موت کا وقت آگیا ہے، تو اس کی رُوح کو قبض کر لیتے ہیں۔"

عزرائیل علیہ السّلام کے چھ چہرے

حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسولِ مکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت کے چھ چہرے ہیں۔ ایک چہرہ اُس کے سامنے ہے، اور ایک پیٹھ کے پیچھے اور ایک دائیں، ایک بائیں اور ایک سر پر اور ایک قدموں کے نیچے۔ عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!

لِمَ تِلْکَ الْوُجُوْہُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا وَجْہُ الَّذِیْ عَنْ یَمِیْنِہٖ فَیَقْبِضُ بِہٖ اَرْوَاحَ اَھْلِ الْمَشْرِقِ وَاَمَّا وَجْہُ الَّذِیْ عَنْ یَسَارِہٖ فَیَقْبِضُ بِہٖ اَرْوَاحَ اَھْلِ الْمَغْرِبِ وَاَمَّا وَجْہُ الَّذِیْ وَرَآءَ ظَھْرِہٖ فَیَقْبِضُ بِہٖ اَھْلَ الْکَبَائِرِ وَاَھْلَ النَّارِ وَاَمَّا وَجْہُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَیَقْبِضُ بِہٖ اَرْوَاحَ

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مِنْ اُمَّتِیْ وَاَمَّا وَجْہُ الَّذِیْ عَلٰی رَأْسِہٖ فَیَقْبِضُ بِہٖ اَرْوَاحَ اَھْلِ السَّمَآءِ وَاَمَّا الْوَجْہُ الَّذِیْ تَحْتَ قَدَمَیْہِ فَیَقْبِضُ بِہٖ اَرْوَاحَ الْجِنِّ۔ (دقائق الاخبار ص۱۸)

"یہ چہرے کیوں ہیں؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ چہرہ جو دائیں طرف ہے اس سے مشرق والوں کے ارواح قبض کیے جاتے ہیں، اور جو چہرہ بائیں طرف ہے اس سے مغرب والوں کے ارواح کو قبض کرتا ہے اور جو چہرہ پیٹھ کے پیچھے ہے، اس سے کبیرہ گناہ والے اور جہنمیوں کی رُوح کو قبض کرتا ہے اور وہ جو چہرہ سامنے ہے، اس سے میری اُمّت کے مومن مرد اور مومن عورتوں کی رُوحوں کو قبض کرتا ہے اور وہ چہرہ جو اُس کے سر پر ہے، اس سے آسمان والوں کی رُوح قبض کرتا ہے اور وہ چہرہ جو اُس کے قدموں کے نیچے ہے، اس سے جنّات کی ارواح کو قبض کرتا ہے۔"

اور بعض روایتوں میں ہے کہ تمام دُنیا ملک الموت کے ایک پہلو میں مثل ایک دسترخوان کے ہے جس پر تمام چیزیں رکھی ہوئی ہوں اور ایک شخص اس دسترخوان پر بیٹھا ہو تاکہ اس سے کھائے فَیَاکُلُہٗ مَا شَآءَ "پس کھاتا ہے جو چاہتا ہے"۔ تمام مخلوق اُس کے سامنے ہے اور ملک الموت جس پر چاہیں، موت طاری کر دیں، اور ملک الموت دنیا کو ایسے پلٹتے ہیں جیسے کوئی شخص روپے کو پلٹتا ہے اور ملک الموت:

لَا یَنْزِلُ اِلَّا اِلَی الْاَنْبِیَآءِ وَالرُّسُلِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ (دقائق الاخبار ص۱۹)

"نہیں اُترتے، مگر انبیاء و رُسُل کے لئے اُترتے ہیں۔ (علیہم السّلام)

حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: دو قطرے عرش کے نیچے سے مرنے والے کے نام پر گرتے ہیں، ایک سبز اور ایک سفید، جب سبز قطرہ گرتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص بدبخت ہے اور جب سفید قطرہ گرتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص نیک بخت ہے۔ (دقائق الاخبار ص۱۹)

Scanned with CamScanner

پھر نیک آدمی کے ساتھ جان کنی میں آسانی کی جاتی ہے اور بدبخت شخص کے ساتھ سختی کی جاتی ہے۔

ے کسی انسان کا جب وقتِ اجل آتا ہے
موت کے پاس بشر آپ پہنچ جاتا ہے

ے قدم اک بار رکھ دیتا ہے عزرائیل جس گھر میں
پلا دیتا ہے جامِ موت اہل گھر کو چُن چُن کر

ے پر سختی جان کندن دی جیونکر ترے سو سٹھ تلواراں
وجن زخم کسے دے تن تے، وِچ حدیث شماراں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ فَلَطَمَ مُوْسٰی مَلَكَ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَی اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَكَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ عَیْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیٰوۃَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ فَضَعْ یَدَكَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ یَدُكَ مِنْ شَعْرَۃٍ فَاِنَّكَ تَعِیْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ عِنْدَهٗ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَنْبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ (مشکوٰۃ ص ۵۰۸)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عزرائیل علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور کہا کہ اپنے رب کا حکم قبول کرو (کہ اُس نے مجھے آپ کی رُوح مبارک قبض کرنے کے لئے بھیجا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے مُنہ پر طمانچہ مارا، تو اُن کی آنکھ نکل گئی اور بینائی جاتی رہی تو ملک الموت بارگاہِ ربّ العالمین میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ العالمین! تو نے مجھے ایسے آدمی کی طرف بھیجا، جو موت کو پسند نہیں کرتا اور اُس نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ واپس لوٹا دی ہے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے بندے کے پاس واپس جا اور کہہ دے کہ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو گائے کی پُشت پر اپنا ہاتھ رکھ دو، جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال عمر لمبی کر دی جائے گی۔ سیدنا مُوسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: اتنی لمبی عمر کے بعد کیا ہوگا؟ فرشتے نے کہا: پھر بھی موت آئے گی۔ تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پھر میں ابھی موت کو اختیار کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ "اے اللہ! مجھے بیت المقدس کی پاک زمین کے قریب کر دے" ایک پتھر کے پھینکنے کی دُوری تک۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر میں بیت المقدس کے قریب ہوتا، تو تمہیں حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی قبر مُبارک دکھا دیتا! وہ سُرخ ٹیلے کے قریب ہے۔

○ سیدنا مُوسیٰ علیہ السلام نے مَلک الموت کی آنکھ کو نکال دیا۔
○ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی کے آداب کو سکھایا۔
○ سیدنا مُوسیٰ علیہ السلام نے لمبی عمر کو ناپسند فرمایا۔
○ سیدنا مُوسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک بیت المقدس کے قریب ہے۔

رُوح کیا ہے؟

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۵)

(اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) "یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے کہ رُوح کی حقیقت کے متعلق، اور انہیں بتائیں رُوح میرے رب کے حکم سے ہے۔"

برادرانِ اسلام! رُوح کی حقیقت تو اللہ یا اللہ تعالیٰ کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) جانیں! مگر اتنی بات سمجھنی چاہیے کہ مٹی کے اس مخصوص گھروندے میں آسمان سے ایک بجلی آکر رُوپوش ہوجاتی ہے۔ پھر اس سے حیرت انگیز اور ہوش رُبا گُل کھلتے ہیں، اور پھر جب یہ آسمانی بجلی اِس گھروندے سے نکل جاتی ہے تو پھر یہ مٹی کا ڈھیر رہ جاتا ہے۔ یہ شرارۂ ہستی جس سے اِس گھر کو منوّر کیا اور اس کے در و دیوار چمکنے لگے، یہی رُوح ہے جو چند دنوں کے لئے اِس گھر میں آکر ٹھہرتی ہے، جس سے زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ پھر جب اس رُوح کے اُٹھنے کا وقت آجاتا ہے، تو رُوح نکل جاتی ہے۔

زِندگی کیا ہے؟ عناصِر میں ظہورِ ترتیب،
موت کیا ہے؟ اِنہی اَجزاء کا پریشاں ہونا

اِس ترقی پذیر و جوہری دَور میں جُوں جُوں عقل ترقی کرتی ہے، علمی پیاس مزید بڑھتی جاتی ہے، اور وہ کائنات کی ایک ایک چیز کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، اور پھر اِنسان رُوح کی حقیقت و جستجو میں بے تاب ہوجاتا ہے اور طرح طرح کے سَوال وارد ہوتے ہیں کہ:

○ رُوح کیا ہے؟ ○ رُوح کہاں سے آئی؟ ○ کِس طرح آئی؟
○ اس کی آمد سے جسمِ انسانی کیوں آباد ہوتا ہے؟ ○ اور رُوح نکل جانے سے جسم کیوں بیکار ہوجاتا ہے؟ اِس قسم کے کئی سوالات دل و دماغ میں سما جاتے ہیں، اور بالآخر اس طلسم کو سمجھنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔

زمانۂ قدیم سے اب تک عقل کے گھوڑے دَوڑاتے اور عقل کے پرندوں میں بے معنی قیاس آرائیاں کیں، عقل کے ذریعے انسان ایٹم بم اور جوہری آلات کا موجد تو بن گیا، مگر حقیقتِ رُوح کو نہ سمجھ سکا اور بالآخر پکار اُٹھا، یہ اسرارِ الٰہی ہے، اس کی حقیقت اس کا بنانے والا ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کے بغیر رُوح کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا اور نہ اس کی حقیقت عقل میں آسکتی ہے۔ اگرچہ رُوح کی بحث بہت طویل ہے، مگر حسبِ ضرورت چند چیزیں بطورِ اہمیت قارئین کی نذر کرتا ہوں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رُوح کے بارے میں سوال کیا گیا کہ رُوح کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: رُوح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، نہ سوال کر رُوح کے بارے میں، اور نہ زیادہ بحث کر اس پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول نے فرمایا اور تعلیم دی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۵) "اور تمہیں تھوڑا علم دیا گیا" (اس بارے میں) رُوح کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے بعض بزرگوں نے فرمایا جیسے درخت کی جڑوں میں پانی لگتا ہے، تو سارے درخت میں سرایت کر جاتا ہے، ایسے ہی رُوح ہے، جس کا تعلق جسم سے ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، قَالَ لَقِیَ عُمَرُ عَلِیًّا فَقَالَ یَا اَبَا الْحَسَنِ الرَّجُلُ یَرَی الرُّؤْیَ فَمِنْہَا مَا یُصَدِّقُ وَمِنْہَا مَا یُکَذِّبُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ وَلَا اَمَۃٍ یَنَامُ فَیَمْتَلِیُٔ نَوْمًا اِلَّا یَعْرُجُ بِرُوْحِہٖ اِلَی الْعَرْشِ فَالَّذِیْ لَا یَسْتَیْقِظُ اِلَّا عِنْدَ الْعَرْشِ فَتِلْکَ الرُّؤْیَا الَّتِیْ تَصْدُقُ وَالَّذِیْ یَسْتَیْقِظُ دُوْنَ الْعَرْشِ فَتِلْکَ الرُّؤْیَا الَّتِیْ تُکَذِّبُ۔ (شرح الصدور ص۲۴۲، مستدرک ص۔۔)

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ملے اور فرمایا، اے ابوالحسن آدمی خواب دیکھتا ہے، اس میں سے کسی کو سچا اور کسی کو جھوٹا کہے۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) ہاں میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: جو عورت یا مرد نیند میں ہوتا ہے، تو اُس کی رُوح عرش کی طرف جاتی ہے، وہ خواب جو رُوح کے عرش کے پاس سے ہوتے آئیں، وہ سچے ہیں اور وہ خواب جو عرش کے پاس سے نہ ہوتے ہوتے آئیں، وہ جھوٹے ہیں۔"

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: يَخْرُجُ الرُّوحُ عِنْدَ النَّوْمِ وَيَبْقَى شُعَاعُهٗ فِي جَسَدِهٖ فَبِذَالِكَ يَرَى الرُّؤْيَا فَاِذَا انْتَبَهَ مِنَ النَّوْمِ عَادَ الرُّوحُ اِلٰى جَسَدِهٖ بِاَسْرَعِ مِنْ لَحْظَةٍ۔ (مدارك ص—)

"رُوح نیند کے وقت جسم سے نکل جاتی ہے، لیکن اس کا تعلق جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے، تو انسان اس تعلق کی وجہ سے خواب دیکھتا ہے، اور جب بیداری کا وقت آتا ہے تو رُوح آنکھ جھپکنے کی مُدت میں واپس آجاتی ہے۔"

بعض روایتوں میں ہے رُوح دو طرح کی ہے، ایک کا تعلق جسم سے سونے کے بعد رہتا ہے اور دُوسرا حصّہ کائنات کی سیر میں مشغول ہو جاتا ہے، جب تک دوسرا حصّہ نہ آئے، کوئی شخص بیدار نہیں ہوسکتا۔ تو معلوم ہوا کہ جب کسی کی رُوح عرش پر چلی جاتی ہے، اُس کی وجہ سے جو خواب آتا ہے، وہ سچا ہے اور جس کی رُوح عرش کے علاوہ کہیں اور سیر کرے، اُسے جو خواب آئے، وہ خواب جھوٹا ہے۔ ابھی آدمی کو خواب آرہا تھا، رُوح بہت دُور کروڑوں میل کی مسافت پر تھی کہ ابھی کسی نے کہا اُٹھ، تو فوراً واپس آگئی اور یہ اُٹھ گیا۔ اس سے ایک اور مسئلہ حل ہوگیا۔

کہ اگر کافر و مومن کی رُوح کروڑوں میل کی مسافت سے چشم زدن میں واپس آسکتی ہے، تو رُوح الارواح سید الانبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اگر چاہیں، تو چشم زدن سے بہت پہلے آکر اپنے اُمتی کی حاجت رَوائی فرماسکتے ہیں۔

علامہ ابنِ کثیر کا قول

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ انسانی نفس، ایک چمکدار رُوحانی جوہر سے عبارت ہے کہ اِذَا تَعَلَّقَ بِالْبَدَنِ جَعَلَ ضَوْءُهٗ فِي جَمِيْعِ الْاَعْضَاءِ وَهُوَ الْحَيَاةُ۔

"جب بدن سے اس کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء میں اس کی روشنی پھیل جاتی ہے، اسی کا نام زندگی ہے۔" اَنَّهٗ فِي وَقْتِ الْمَوْتِ يَنْقَطِعُ تَعَلُّقُهٗ عَنْ ظَاهِرِ هٰذَا الْبَدَنِ وَعَنْ بَاطِنِهٖ وَهُوَ مَوْتٌ۔

"پھر موت کے وقت، جب ظاہری اور باطنی طور پر اس کا تعلق بدن سے ختم ہو جاتا ہے، تو اس کا نام موت ہے۔"

اَمَّا فِي وَقْتِ النَّوْمِ فَاِنَّهٗ يَنْقَطِعُ ضَوْءُهٗ عَنْ ظَاهِرِ الْبَدَنِ مِنْ بَعْضِ الْوُجُوْهِ وَلَا يَنْقَطِعُ ضَوْءُهٗ عَنْ بَاطِنِ الْبَدَنِ فَثَبَتَ اَنَّ الْمَوْتَ وَالنَّوْمَ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ اِلَّا اَنَّ الْمَوْتَ اِنْقِطَاعٌ تَامٌّ كَامِلٌ وَالنَّوْمُ اِنْقِطَاعٌ نَاقِصٌ مِنْ بَعْضِ الْوُجُوْهِ۔

"مگر نیند کی حالت میں صرف ظاہری بدن سے اس کا تعلق منقطع ہوتا ہے، اور باطنی طور پر بدن کے ساتھ اُس کی روشنی قائم رہتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نیند اور موت جنس کے اعتبار سے تو ایک ہی ہیں، تاہم موت کے وقت انقطاع تام اور کامل ہوتا ہے، اور نیند کی حالت میں جزوی انقطاع ہوتا ہے۔"

اِس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ علیم و قدیر نے جوہر نفس کا بدن سے تین طرح کا تعلق پیدا کیا ہے: (۱) تمام اجزائے بدن سے ظاہری اور باطنی طور پر تعلق قائم ہو،

Scanned with CamScanner

بہ حالتِ بیداری ہے (۲) یہ ظاہری تعلق منقطع ہو جائے اور باطنی تعلق قائم رہے یہ نیند ہے۔ (۳) یہ کہ ظاہر و باطنی طور پر اس کا تمام تعلق منقطع ہو اس کا نام موت ہے۔ (تفسیر کبیر (عربی) ج ۲۶، ص ۲۸۴)

اس پر ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں، اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوسلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس، اُن کی وفات کے وقت تشریف لائے، تو اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، آپ نے انہیں بند کر دیا اور ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ۔ (مسلم شریف ج ۱، ص ۳۰۰)

"کہ جب رُوح قبض کر لی جاتی ہے، تو نظر رُوح کے پیچھے لگ جاتی ہے"

مؤمن کی رُوح کا سجدہ

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَعْرُجُ عِنْدَ النَّوْمِ فِي السَّمَآءِ فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ طَاهِرًا اُذِنَ لَهٗ فِي السُّجُوْدِ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ طَاهِرًا لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ۔ (شرح الصدور ص)

"بے شک مومنوں کی رُوحیں سونے کی حالت میں جب آسمان کی سیر کرتی ہیں، تو ان میں جو پاک ہوتی ہیں، اُنہیں سجدے کی اجازت دی جاتی ہے اور جو ان میں پاک نہیں ہوتیں، اُنہیں سجدے کی اجازت نہیں دی جاتی۔"

تو معلوم ہوا کہ پاکیزہ لوگوں کی رُوحیں، اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں اور جو رُوحیں عصیاں سے آلودہ ہوتی ہیں، انہیں سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔

ے خواب میں رُوحِ ایماں دار کی یہ عزت بہ شرف
اِذنِ سجدہ اِسے ملتا ہے دمِ سیرِ فلک!

اور سرکارِ دوعالم، سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

كَمَا تَنَامُوْنَ كَذٰلِكَ تَمُوْتُوْنَ، وَكَمَا تُوْقِظُوْنَ كَذٰلِكَ تُبْعَثُوْنَ - (تفسیر قرطبی ج ۸، ص ۲۶۱)

"کہ جس طرح تم سوتے ہو، اسی طرح مرو گے اور جس طرح تم جاگ اُٹھتے ہو، اسی طرح قبروں سے بھی اُٹھائے جاؤ گے۔

ے نیند آجاتی ہے جیسے، موت آئے گی یوں ہی
قبر سے اُٹھیں گے، جیسے نیند سے اٹھتے ہیں ہم

ے اوہ سجدے نہ عرض کریندے رب رحیم کریماں
جو گئیں سُتے نہ اکھیں ڈِٹھے دتیاں تدھ نعیماں

تین آوازیں

دقائق الاخبار میں ہے کہ رُوح جب بدن سے نکلتی ہے، تو آسمان سے تین آوازیں دی جاتی ہیں کہ اے ابنِ آدم! تو نے دُنیا کو چھوڑ دیا اور دُنیا نے تجھے چھوڑ دیا۔ کیا دُنیا کو تو نے قبول کیا؟ یا دُنیا نے تجھے قبول کیا؟ کیا دُنیا کو تو نے جمع کیا؟ یا دُنیا نے تجھے جمع کیا؟ پھر جب غسل کے تختے پر رکھا جاتا ہے، تو آواز دی جاتی ہے: يَا ابْنَ اٰدَمَ اَيْنَ بَدَنُكَ الْقَوِيُّ۔ "اے ابنِ آدم! تیرا وہ مضبوط جسم کہاں ہے؟ کس چیز نے تجھے کمزور کر دیا ہے؟" وَاَيْنَ لِسَانُكَ الْفَصِيْحُ فَمَا اَسْكَتَكَ "اور کہاں ہے تیری فصیح زبان؟ اور کس چیز نے تجھے چُپ کرا دیا؟" وَاَيْنَ اُذُنُكَ السَّامِعُ "اور تیرے سُننے والے کان کہاں ہیں؟ فَمَا اَصَمَّكَ "کس چیز نے تجھے بہرہ کر دیا؟" اور کہاں ہیں تیرے دوست، وہ کس بات سے تجھے ڈراتے تھے؟ اور جب کفن پہنایا جاتا ہے، تو تین آوازیں آتی ہیں: "اے ابنِ آدم! تجھے مبارک ہو، اگر تیری جگہ جنت میں ہے۔ اور ہلاکت ہو اگر تیری جگہ جہنم میں ہے۔" اے ابنِ آدم! تو خوش بخت ہے اگر اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے، اور ہلاکت ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھ پر ناراض ہے، تو

اے ابنِ آدم! قَدْ تَذْهَبُ اِلٰی سَفَرٍ طَوِیْلٍ بِغَیْرِ زَادٍ۔

"تو سفرِ طویل پر بغیر زادِ راہ کے روانہ ہو رہا ہے" اور اپنے گھر سے نکل رہا ہے، جس گھر میں دوبارہ نہ لوٹے گا، اور خوف والے گھر کی طرف تو جا رہا ہے"۔ اور جب جنازہ پڑھا جاتا ہے، تو تین آوازیں آتی ہیں:۔

"اے ابنِ آدم! مبارک ہو تجھے، اگر تیرے اعمالِ صالح ہیں اور تجھے ہلاکت ہو اگر تیرے عمل خراب ہیں۔ مبارک ہو اگر تو نے توبہ کی ہے اور تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی شامل ہو گئی اور تیرے لئے ہلاکت ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے"

اور جب نمازِ جنازہ کے لئے رکھا جاتا ہے، تو تین آوازیں دی جاتی ہیں:۔

"اے ابنِ آدم! ہر وہ عمل جو تو نے کیا اُسے تو اِس گھڑی دیکھ لے گا۔ اگر تیرا عمل اچھا ہے، تو اچھا دکھائی دے گا۔ اگر بُرا ہے، تو بُرا دکھائی دے گا۔ مبارک ہو اگر عمر میں اچھے عمل کئے ہیں اور ہلاکت ہو اگر بُرے عمل کئے ہیں اور عمر ضائع کی ہو"

اور جب جنازہ قبر کے کنارے رکھا جاتا ہے، تو تین آوازیں دی جاتی ہیں:۔

"اے ابنِ آدم! کُنْتَ عَلٰی ظَهْرِیْ ضَاحِكًا وَصِرْتَ فِیْ بَطْنِیْ بَاكِیًا۔

"جب تو میری (زمین کی) پشت پر تھا ہنسنے والا تھا اور جب مجھ میں آئے گا تو رونے والا ہوگا"۔ تو میری پیٹھ پر بڑا خوش تھا اور مجھ میں آکر غمناک ہوگا۔

وَكُنْتَ عَلٰی ظَهْرِیْ نَاطِقًا وَصِرْتَ فِیْ بَطْنِیْ سَاكِتًا۔

"اور تو میری پیٹھ پر بولنے والا تھا اور میرے پیٹ میں چپ رہنے والا ہوگا"۔

اور جب لوگ چھوڑ کر واپس گھر آجاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یَا عَبْدِیْ بَقِیْتَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا۔

"اے میرے بندے! تو اکیلا اور تنہا رہ گیا" اور تجھے قبر کی تاریکی میں چھوڑ دیا اور تو نے ان لوگوں کی وجہ سے نافرمانی کی۔

فَاَنَا اَرْحَمُ عَلَیْكَ الْیَوْمَ رَحْمَةً۔ "اور میں آج تجھ پر اپنی رحمت سے رحم کروں گا"۔ اور لوگ تعجب کریں گے، میں تجھ پر ماں سے زیادہ مہربان ہوں گا۔ (دقائق الاخبار ص۳۲)

رُوحوں کے ٹھکانے

رُوح امرِ ربی ہے اور قرآن مقدس میں ہے کہ رُوح قبض ہونے کے بعد اپنے مقام کی طرف لوٹتی ہیں۔ مرنے والے کی آنکھ رُوح کو دیکھتی ہے اور جب ملک الموت رُوح قبض کرتے ہیں تو فرشتے اُن کے ہاتھ سے لے لیتے ہیں۔ پھر اس سے مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو نکلتی ہے، یا پھر اس سے سڑی ہوئی لاش سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے اور رُوح زمین سے آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور پھر اس کا نام علیین یا سجین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

اُمّ الارواح

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارواح کی اصل کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

وَالْاَرْوَاحُ كُلُّهَا خُلِقَتْ مِنْ رُوْحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلِهٰذَا سُمِّیَ اُمِّیًّا اَیْ اَنَّهٗ اُمُّ الْاَرْوَاحِ فَكَمَا كَانَ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَبَا الْبَشَرِ كَانَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَبَا الْاَرْوَاحِ وَاُمُّهَا كَمَا كَانَ اٰدَمُ اَبًا وَحَوَّا اُمُّهَا وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا خَلَقَ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ اِلَّا رُوْحُهٗ۔ (روح البیان، ج ۵ ص۲۰)

"اور تمام ارواح کو اللہ تعالیٰ نے رُوح حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا اور اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمّی ہیں یعنی آپ اُمّ الارواح ہیں۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رُوح الارواح اور اُمّ الارواح ہیں، جیسے آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں اور حضرت حوا علیہا السلام اُمّ البشر ہیں، یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رُوح مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو پیدا فرمایا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا، مگر صرف رُوحِ مصطفیٰ (یعنی حقیقتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تو معلوم ہوا کہ ○ اصلِ کائنات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ رُوحِ کائنات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ جانِ کائنات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ رُوح الارواح مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ ابوالارواح مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ اُمّ الارواح مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ اوّلِ کائنات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

○ آخرِ کائنات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

؎ تو اصلِ وجود آمدی از نخست — دیگر ہر چہ موجود شد فرع تست

؎ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

؎ نگاہِ عشق و مستی میں، وہی اوّل، وہی آخر
وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ، وہی قرآں، وہی فرقاں

رُوح کا تعلّق

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ رُوح کا جسم سے پانچ طرح کا تعلق ہے، اور ہر تعلق کا حکم الگ ہے:

(۱) ماں کے رحم میں رُوح کا جسم سے تعلق۔

(۲) دُنیا میں آنے کے بعد رُوح کا جسم سے تعلق۔

(۳) نیند کی حالت میں جبکہ رُوح کا جسم سے تعلق بھی قائم ہے، اور رُوح جسم سے الگ بھی ہے (جس کی تفصیل آ چکی ہے۔)

(۴) برزخ میں اگرچہ رُوح جسم سے الگ ہو جاتی ہے، مگر تعلق جسم سے قائم رہتا ہے۔

(۵) قیامت کے دن جب زندہ کیا جائے گا، تو جسم کا تعلق رُوح سے اس طرح ہو گا کہ اَب نہ موت آئے گی، نہ نیند، نہ تغیر و تبدل ہو گا۔

رُوح کی مثال

رُوح کی مثال ایسی ہے جیسے سورج کی کرنیں کہ سورج تو آسمان میں ہے، مگر اُس کی کرنیں زمین تک پہنچ رہی ہیں، یعنی رُوح کسی بھی مقام پر کیوں نہ ہو، تو اس کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ رُوحوں کے حالات اجسام سے مختلف ہیں، رُوح کا اُترنا چڑھنا جسم کی طرح نہیں، بلکہ رُوحیں ایک لمحہ میں اوپر چڑھ جاتی ہیں اور اُتر بھی آتی ہیں، جن کا تعلق ہر حال میں جسم سے قائم رہتا ہے اور رُوح کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

○ رُوح اَمرِ ربّی ہے۔ ○ رُوح عرشِ معلّیٰ کا سیر کرتی ہے۔

○ رُوح کا تعلق جسم سے مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

○ رُوح کو مرنے والے کی آنکھ جاتے ہوئے دیکھتی ہے۔

○ رُوح سوتے ہوئے آسمان کی سیر کرتی ہے ○ رُوحِ مومن سجدہ کرتی ہے

؎ جس حال پہ ہوتا ہے کوئی فوت جہاں میں
اُٹھے گا اسی حال میں وہ روزِ قیامت

؎ ویکھے باغ بہشت عجائب حُوراں تے غلماناں
لُو جنت دی آوے اوتھے حمد پڑھے شکراناں

؎ اساں کرم تیرے تے ناز کریماں ہور غرور نہ کوئی
بحرمت نبی پیارے بخشیں گل تقصیر جو ہوئی

غیرت مندی کی زندگی

عَنْ جَابِرٍ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ عَلٰی شَیْءٍ بَعَثَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ (کنز العمال ص۶۸ ج۱۵)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص جس حال میں مرے گا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں اٹھائے گا۔"

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جو شخص جس حال میں مرے گا، قیامت کے دن وہ اُسی حال میں اٹھایا جائے گا، اس لئے زندگی میں کوشش کریں کہ موت آئے تو ایمان پر آئے اور زندگی انتہائی غیورانہ انداز سے گزارنی چاہیئے۔

عَنْ مُحَارِبِ ابْنِ دِثَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّاْتِیَ مَسْجِدَہٗ اَوْ مُصَلَّاہُ مِنَ الْعُرْیِ یَحْجِزُہٗ اِیْمَانُہٗ اَنْ یَّسْئَلَ النَّاسَ مِنْهُمْ اُوَیْسُ الْقَرَنِیُّ وَفُرَاتُ ابْنُ حَیَّانَ الْعِجْلِیُّ۔ (کتاب الزھد لابن حنبل ص۳۴)

"محارب بن دثار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو لباس نہ ہونے کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاسکتے (لیکن اس حال میں بھی) اُن کا ایمان انہیں لوگوں کے سامنے دست دراز کرنے سے مانع ہے، ان میں سے ایک حضرت اویس قرنی ہیں، اور دوسرے فرات بن حیان عجلی (رحمہما اللہ تعالیٰ) ہیں۔"

○ اس لئے، دنیا میں حلال و حرام کی تمیز کرو، اور زاہد و عابد بنو۔
○ زُہد کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔
○ زُہد کے سبب سے دِل مطمئن ہوتا ہے ○ زہد سے نیکیاں ملتی ہیں

○ زُہد سے بُرائیاں دُور ہوتی ہیں ○ زُہد سے درجات بُلند ہوتے ہیں۔
○ زُہد سے موت آسان ہوجاتی ہے ○ زُہد سے قبر میں راحت حاصل ہوتی ہے

ے موت سے پہلے ہی مرجائے بشر　اس پہ کھل جائیں اگر آلامِ موت

حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بطور نصیحت ارشاد فرمایا:

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ (الترغیب والترھیب ج۴ ص۲۵)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:
۱- اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، ۲- اپنی صحت کو بیماری سے پہلے۔
۳- اپنے غنی ہونے کو محتاجی سے پہلے، ۴- اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے
۵- اور اپنی حیات کو موت سے پہلے۔

○ یعنی اے میرے اُمتی تو اطاعت کر، جوانی میں بڑھاپے سے پہلے۔
○ اعمالِ صالحہ صحت میں کر، بیماری سے پہلے۔
○ صدقہ غنا میں کر، محتاجی فقر سے پہلے۔
○ عبادت کر، فراغت میں مشغول ہونے سے پہلے
○ اور اپنی زندگی میں نیکی کرلے، موت سے پہلے
○ موت سے عمل منقطع ہوجائیں گے
موت سے پہلے کمائی کرلے (یعنی توشۂ آخرت) جو کرسکتا ہے۔

ے گزارتا ہے کس طرح تو عمر غفلت میں،
کہ جس کے سامنے موت و سزا و محشر ہے

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الصف، آیت ۱۰، ۱۱)

"اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ ایمان رکھو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانو۔"

اِن آیاتِ بیّنات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک بہترین سودا بتایا کہ تم اس طرح سے زندگی بسر کروگے، تو دُنیا و آخرت میں عزّت پاؤ گے، دردناک عذاب سے بچ جاؤ گے، اور وہ یہ سودا ہے کہ اللہ اور اس کے رسُول (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) پر ایمان لاؤ، اس کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو، یعنی اس کی اطاعت بجالاؤ، تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے گا، جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔ تمہاری موت آسان کرے گا اور آخرت کے خزانوں سے نوازے گا اور یقیناً جو لوگ اطاعت میں زندگی بسر کرتے ہیں، ان کی موت بھی حقیقت میں زندگی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ج (سورۃ النحل: آیت ۹۷) "اور جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت، اور مومن ہو تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی عطا فرمائیں گے۔"

؎ اے مَوت! تجھے آکے فقیروں سے کیا لینا؟
یہ لوگ تو مرنے سے پہلے ہی مَر جاتے ہیں،

؎ (اے انسان!) کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے
جس کے حالات پُراسرار چلے آتے ہیں!

○ مَوت، زندگی منقطع ہونے کا پیغام ہے ○ مَوت خوابِ غفلت سے جگاتی ہے۔
○ موت، ایک طویل سفر کا پیغام ہے، جو تجھے ہر وقت یہ پیام دیتی ہے: کہ یہ پُرخار راستہ ہے، قدم قدم پر مصائب کے طوفان ہیں، راہ میں جگہ جگہ بازپُرس کی چوکیاں ہیں، اور اِس راہ میں تیرا کوئی ہمسفر نہیں ہے، اس لئے زندگی کے ہر لمحے میں موت کی فکر کر۔

؎ دے رہے ہیں تجھ کو پیغامِ اَجل مُوئے سفید
اور تو ہے آج بھی مستِ شرابِ زندگی

؎ اُٹھ رہے ہیں، راہِ پیری میں قدم، ہو رہا ہے قلب پر الہامِ مَوت
؎ سر پہ تیرے اب جو ہیں مُوئے سفید یہ سمجھ اَب آگئے اِحکامِ مَوت

اِنَّ الْوَاجِبَ عَلَی الْاِنْسَانِ اَنْ یُّفَرِّغَ قَلْبَہٗ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا عَنْ ذِکْرِہِ الْمَوْتِ الَّذِیْ ھُوَ بَیْنَ یَدَیْہِ (مجالس الابرار ص ۳۱۲)

"انسان پر واجب ہے کہ اپنے دِل کو ہر چیز سے فارغ کردے اور ہر قسم کے خیالات سے خالی کردے سوائے موت کی یاد کے، جو اُس کے سامنے کھڑی ہے۔"

○ مَوت کی یاد سے عیش و سُرور میں کمی آتی ہے۔
○ مَوت کی یاد سے نفسِ امّارہ کے مکر و فریب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔
○ مَوت کی یاد سے عبادت میں لذّت اور یکسُوئی زیادہ ہوتی ہے۔
○ مَوت کی یاد، زندگی کی رنگینیوں اور لذّتوں کو توڑتی ہے۔
○ مَوت کی یاد سے حُسنِ سلوک اور رَواداری پیدا کرتی ہے۔
○ موت کی یاد، دلوں کو نرم اور خدا خوفی پیدا کرتی ہے۔

؎ مَازَالَ یَلْھَجُ بِالرَّحِیْلِ وَذِکْرِہٖ حَتّٰی اَنَاخَ بِبَابِہِ الْجَمَّالُ

"وہ ہمیشہ کوچ (موت) کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ شتربان نے اُس کے دروازے پر اُونٹ آ بٹھائے۔"

Scanned with CamScanner

؎ فَوَجَدَهٗ مُتَيَقِّظًا مُتَشَمِّرًا
ذَا اُهْبَةٍ لَمْ تُلْهِهِ الْاٰمَالُ

"شتربان نے اسے بیدار و کمربستہ پایا اور لمبی امیدوں نے اسے غفلت میں نہیں ڈال رکھا تھا۔ (تذکرہ قرطبی)

دانائی کیا ہے؟

دُنیا والوں کے نزدیک عقلمند وہ ہے جو فلسفہ کی گتھیاں سلجھائے، سائنس کے ذریعے نئی ایجادات کرے، معاشیات کا ڈھنگ بتائے اور عیش و عشرت میں ہر وقت منہمک رہے، لیکن اللہ اور اس کے محبوب کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے نزدیک عقلمند وہ ہے جو موت کی تیاری میں لگا رہے، اسی کی فکر دامنگیر رہے اور ہر وقت موت کو یاد رکھے۔

انصار میں سے ایک شخص نے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا، "اے نبی اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) لوگوں میں سے عقلمند اور دانا کون ہے؟"

قَالَ اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِّلْمَوْتِ وَاَكْثَرُهُمْ اِسْتِعْدَادًا لِّلْمَوْتِ اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ۔ (الترغیب ج۴ ص۲۳۸)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے (جواباً) ارشاد فرمایا: جو زیادہ موت کو یاد کرتا ہے اور اس کے لئے تیاری کرتا ہے۔ وہ لوگ زیادہ عقلمند ہیں، جو دُنیا سے عزت اور آخرت کی کامیابی کے ساتھ چلے گئے۔"

؎ رکھو یاد ہمیشہ قبراں آکھیا نبی سوہارے
قبر ہمیشہ پنجے واری حال زبان پکارے

؎ مَیں جو گھر تنہا اکلا، ساتھی کوئی لیاویں
تے مَیں وِچ نیئں توں او تھوں باجھوں خرچ آویں

؎ بھی دیوا بال لیا دیں او تھوں میں وچ بہت ہنیرا
مَیں وِچ فرش فروش نہ کوئی فرش بنائیں میرا

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم، مومنوں میں بہتر کون ہے؟ قَالَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ فرمایا: "ان میں بلند اخلاق والا"۔ پھر عرض کیا "مومنوں میں سے عقلمند کون ہے؟" قَالَ اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِّلْمَوْتِ وَاَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اِسْتِعْدَادًا اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ۔

" فرمایا: جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور ان میں سے وہ شخص بہتر ہے جو موت کے بعد کے لئے تیاری کرتا ہے، یہی لوگ عقلمند ہیں۔ (الترغیب ج۴ ص۲۳۸)

؎ ہر وقت جس کے سامنے موت و مزار ہے
انسان عقلمند ہے، وہ ہوشیار ہے

- عقلمند وہ ہے جو موت کی تیاری کرے ○ عقلمند وہ ہے جو موت کا اکثر ذکر کرے
- عقلمند وہ ہے جو آخرت کا سامان مہیا کرے ○ عقلمند وہ ہے جو سامانِ قبر تیار کرے
- عقلمند وہ ہے، جو طاعتِ الٰہی بجا لائے ○ عقلمند وہ ہے جو اسوۂ رسُول اپنائے
- عقلمند وہ ہے جو خوفِ آخرت سے دلفگار ہو ○ عقلمند وہ ہے جو موت کو سر پر سمجھے

؎ کہیں دستِ ندامت اٹھتے اٹھتے درِ توبہ مقفّل نہ ہو جائے

؎ مَنْ صَحِبَ الدُّنْيَا طَوِيْلًا تَقَلَّبَتْ
عَلٰى عَيْنِهٖ حَتّٰى يَرٰى صِدْقَهَا كِذْبًا

"جو شخص دُنیا میں زیادہ دیر زندہ رہے گا، اس کی آنکھوں کے سامنے ہی دُنیا زیر و زبر ہو جائے گی، یہاں تک کہ جس چیز کو پہلے سے سچ جانتا تھا، وہ جھوٹ معلوم ہونے لگے گی۔

؎ عدم کہ جس کا سفر عنقریب ہے درپیش ہے زادِ راہ بھی تیرے پاس اس سفر کے لئے؟
؎ یہ حادثاتِ زمانہ، یہ گردشِ ایام ہزار درس ہیں اک مردِ دیدہ ور کے لئے
؎ ہے فکر ہر عالمِ فانی میں سرشار عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لئے؟
؎ جادۂ زیست تو ہے ایک ہی لیکن اس سے کتنے ہنستے ہوئے اور کتنے پریشاں گزرے

برادرانِ اسلام! زندگی قبر کے دہانے پر کھڑے ہوتے کا نام ہے، اجل کی تُند و تیز ہوا کا ایک ہی جھونکا تجھے اِس گڑھے میں گرا دے گا اور پھر واپسی کا کوئی راستہ نہ ہوگا، اس لئے قبر میں جانے سے قبل اس کا توشہ تیار کر لے۔ موت سے قبل اپنے گناہوں سے توبہ کر لے، اپنی اصلاح کر لے تا کہ خاتمہ بالایمان ہو جائے ساغرِ موت تیرے لئے خوشخبری ہو جائے اور موت تحفہ بن جائے، قبر آرام گاہ اور گلشنِ جنت ہو جائے۔

ملیں گے اہلِ جنت کو وہ انعاماتِ جنت میں
نہ آنکھوں نے انہیں دیکھا نہ کانوں نے انہیں سُنا

یہ قید خانہ ہے مومن کے واسطے دُنیا
سکون ہے کب کسی قیدی کو قید خانے میں

اِن شہیدانِ وَفا کی بات کر
پی گئے جو بادہ گلفام مَوت

مَوت کا ڈر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اَصْلِحُوا الدُّنْیَا وَاعْمَلُوْا لِاٰخِرَتِکُمْ کَاَنَّکُمْ تَمُوْتُوْنَ غَدًا۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۵۴۲) "اپنی دُنیا سنوارو اور آخرت کے لئے اِس طرح عمل کرو کہ گویا تم کل مرنے والے ہو۔"

اِس دارِ فانی میں رہ کر اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے، اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنا چاہیئے اور اپنی زندگی کو لمبا نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یُوں سمجھو کہ موت سر پر کھڑی ہے، آج نہیں تو کل آگھیرے گی، پھر موت کا ڈر نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ وہ لوگ جو موت سے ڈرتے ہیں یا وہ لوگ جو موت کی تیاری کرتے ہیں، اُن کی اس دُنیا میں چار قسمیں ہیں:

۱- وہ شخص موت سے ڈرتا ہے، جو مال میں اس قدر زیادہ منہمک ہو چکا ہے کہ

اسے خطرہ ہے کہ اگر مر گیا، تو میرا مال رہ جائے گا، اس لئے اُسے موت اچھی نہیں لگتی۔

۲- وہ شخص جو موت سے اِس لئے ڈرتا ہے کہ اُس کے دل میں خوفِ خدا ہے، اور اپنے اعمال کی اصلاح پوری نہیں کر سکا، یہ اپنے اعمال کی اصلاح سے قبل مرنا نہیں چاہتا، یہ شخص اپنے محبوبِ حقیقی کی ملاقات کی تیاری کی مہلت چاہتا ہے تا کہ گناہوں سے صاف سُتھرا ہو کر بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہو، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا، جو خدا تعالیٰ کو ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اُسے پسند کرتا ہے۔

۳- وہ لوگ جو عارفِ کامل ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی میں اعمالِ صالح کئے ہیں، جو لقائے الٰہی کے تمنائی ہیں، یہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اِس لئے کہ ایسے لوگوں کے لئے موت، پیغامِ وصل ہے، اِس لئے وہ اِس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب موت آئے، وصل ہو اور دُنیا کے مصائب سے نجات ملے، اِن کاملین میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جن کا حال یہ ہے کہ موت کا وقت آ گیا، تو بارگاہِ الٰہ العالمین میں عرض کرتے ہیں: اے مولا کریم تجھے معلوم ہے میں نے ہمیشہ فقر کو غنا پر، بیماری کو صحت پر، زندگی کو موت پر محبوب رکھا۔ مجھے جلدی سے مَوت عطا فرما تا کہ تیرے وصل کی نعمت حاصل کر سکوں۔

۴- اور کچھ لوگ ایسے بھی جنہیں نہ زندگی کی پرواہ نہ موت کا غم، نہ زندگی کی لذّت، نہ موت کی فکر، یہ لوگ عشقِ الٰہی میں سوختہ ہیں، عشق کی لذّتوں نے انہیں زندگی و موت کے تفکرات سے فارغ کر دیا ہے، اِن کی نظر تو ہر وقت اُس کی رضامندی پر ہوتی ہے، اِس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

حکایت

ایک بادشاہ نے اپنی مملکت کو دیکھنے کا ارادہ کیا۔ شاہی جوڑا منگوایا، اسے پسند نہ آیا، متعدد جوڑے منگوائے

Scanned with CamScanner

جو اسے پسند نہ آئے، آخر ایک انتہائی قیمتی لباس پہن کر تیار ہو گیا اور سواری کے لئے گھوڑا منگوایا، مگر پسند نہ آیا، متعدد گھوڑے پیش کئے، مگر پسند نہ آئے۔ بالآخر تمام گھوڑے پیش کئے گئے۔ ایک اعلیٰ گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا، انتہائی جاہ و جلال اور حشمت و دبدبہ سے چل رہا تھا۔ عوام و خدام، فوج و سپاہ اُن کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، مگر تکبر و غرور کی وجہ سے آنکھ اُٹھا کر بھی انہیں دیکھنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ چلتے چلتے راستے میں ایک شخص نے اُس کی سواری کی مہار پکڑ لی اور سلام کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ یہ شخص خستہ حال ہے، اس کا لباس بھی پرانا ہے، تو ڈانٹ کر کہنے لگا "چھوڑ دے، اتنی بڑی جرأت تو نے کیسے کی؟" وہ شخص کہنے لگا "مجھے تجھ سے ایک ضروری کام ہے۔" بادشاہ کہنے لگا "صبر کر جب میں سواری سے اُتروں گا، تیری بات سن لوں گا"، یہ شخص کہنے لگا "انتہائی راز کی بات ہے، کان میں کہنی ہے۔" اب بادشاہ نے کان اس کے قریب کر دیا۔ تو یہ کہنے لگا "سن! میں ملک الموت ہوں اور تیری جان لینے آیا ہوں۔" اب بادشاہ کی زبان لڑکھڑانے لگی، رعشہ طاری ہو گیا، اور کہنے لگا "مجھے اتنی مہلت دے کہ میں گھر والوں سے مل لوں اور ملک کا انتظام کسی دوسرے کے سپرد کر لوں؟" ملک الموت کہنے لگا "اب ایک لمحہ کے لئے بھی مہلت نہیں ہے" یہ کہہ کر اُس کی رُوح کو قبض کر لیا اور بادشاہ گھوڑے سے نیچے گر گیا۔

اب ملک الموت ایک مومن کے پاس گیا، جو سفر کر رہا تھا اور جا کر سلام کیا۔ اُس شخص نے سلام کا جواب دیا، تو ملک الموت نے کہا "مجھے ایک بات کان میں کہنی ہے" اُس نے کہا "کہو؟" کہا کہ "میں ملک الموت ہوں اور آپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہوں" تو وہ شخص کہنے لگا "آپ کا آنا بڑا مبارک ہے، میں تو عرصے سے اس انتظار میں تھا" ملک الموت نے کہا "تم جس کام پر نکلے ہو، جلد پورا کر لو" تو وہ مومن کہنے لگا: "اللہ تبارک و تعالیٰ کی ملاقات سے زیادہ مجھے کوئی کام محبوب نہیں ہے" ملک الموت

نے کہا "تم جس حالت پر مرنا چاہتے ہو، میں تمہیں اسی حالت میں موت دوں گا۔" تو وہ شخص کہنے لگا "مجھے وضو کر کے نماز پڑھنے دو اور جب میں سجدے میں جاؤں تو میری رُوح قبض کر لینا" اب اس شخص نے نماز شروع کی اور سجدے کی حالت میں اُس کی رُوح قبض کر لی گئی۔ ( )

تو معلوم ہوا، ○ کچھ لوگ موت سے ڈرتے ہیں۔

○ اور کچھ لوگ یعنی مومن موت کا انتظار کرتے ہیں۔

○ کچھ لوگ زندگی (لمبی عمر) کی تمنا کرتے ہیں۔

○ اور مومن، موت کو ذریعۂ وصل سمجھتے ہیں۔

؎ اے موت! تجھے آکے کیا لینا ان فقیروں سے
یہ لوگ تو مرنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں

؎ اساں کرم تیرے تے ناز کریماں ہور غرور نہ کوئی
حرمت نبی پیارے بخشیں، کُل تقصیر جو ہوئی

زاہد کی پہچان

حضرت ضحاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور اُس نے سوال کیا "اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) لوگوں میں زاہد کون ہے؟" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبر کو، اور اس میں بوسیدگی کو (یعنی بوسیدہ ہونا) نہیں بھولتا اور دنیا میں بے مقصد زینت کو ترک کر دیتا ہے اور باقی رہنے والی (آخرت) کو، فنا ہو جانے والی (دنیا) پر ترجیح دیتا ہے۔

وَلَمْ يَعُدَّ غَدًا مِنْ اَيَّامِهٖ وَعَدَّ نَفْسَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى (الترغیب ج۴ ص۲۴)

"اور آنے والے کل کے دن کو اپنے دنوں میں نہیں گنتا اور اپنے آپ کو مُردوں

میں شمار کرتا ہے۔"

ے ٹوٹ جاتا ہے طلسمِ زندگانی کا غرور
توڑتا ہے دَم بشر، جس دم بشر کے سامنے

ے جد تک جان جُسّے وِچ ہے کہ توبہ وقت ایہوی
موت آئی پھر پچھوں تائیں ویلا وقت گیئوی

جب کہ زندگی کے بعد موت ہے، زندگی کی تکمیل موت ہے۔
مومن کی راحت موت ہے، وصلِ محبوب کا ذریعہ موت ہے۔
تو مرنے سے پہلے سامانِ موت جمع کریں، سامانِ قبر اکٹھا کریں۔ سامانِ حشر کا ذخیرہ کریں، اور موت کے وقت سے قبل توبہ کریں، اس لئے کہ موت کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ انسان موت سے غافل ہے مگر موت انسان سے غافل نہیں ہے۔ کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط "ہر ذی رُوح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"

وَلَوْ قَطْرَةٌ مِّنَ الْمَوْتِ وُضِعَتْ عَلٰى اَهْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَمَاتُوْا جَمِيْعًا ہ (شرح الصدور ص۱۳)
اور اگر موت سے ایک قطرہ زمین و آسمان والوں پر رکھ دیا جائے تو سب مر جائیں۔

اَلْمَوْتُ اَشَدُّ مِنْ نَشْرِ الْمَنَاشِيْرِ وَقَرْضٍ بِالْمَقَارِيْضِ (شرح الصدور ص۱۴) "موت سخت ہے (کسی چیز کے) پھاڑنے کھینچنے سے اور قینچی کے ساتھ کاٹنے سے۔"

ے سختی جان کندن دی سِر نوں عمل موافق ہووے
عزرائیل ملائک دے کر حاضر آن کھلووے

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے مومن کو بہت سی سعادتیں عطا فرمائی ہیں۔ مومن کی جان کنی کے وقت رُوح کا آسانی سے نکلنا، فرشتوں کا استقبال کرنا، روح کا اعلیٰ جگہ پر ٹھہرنا وغیرہ، مومن کی رُوح کے جسم سے جُدا ہونے کے بعد اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی کے درجات کی بُلندی کے لئے ایصالِ ثواب کرتا ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمان کے اس ثواب کو میت تک پہنچا دیتا ہے۔ اور درجات کو بُلند فرماتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ط (سُورۃ الحشر، آیت: ۱۰) "اور (اس مال میں) اُن کا بھی حق ہے جو اُن کے بعد آئے، جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے۔"

تو معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا عمل ہے جو ذریعۂ نجات ہے بلکہ باعثِ رفعتِ درجات ہے، اگرچہ وہ:

(۱) عبادتِ زبانی ہو، جیسے تلاوتِ قرآنِ پاک، درود شریف، تسبیح و استغفار، اور کلمۂ طیبہ وغیرہ۔

(۲) یا عبادتِ بدنی ہو، جیسے نماز، روزہ، حج اور عمرہ وغیرہ۔

(۳) یا عبادتِ مالی ہو، جیسے صدقہ۔ خیرات، اور ختم شریف وغیرہ۔

عبادتِ زبانی پر ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۰۵، شریف ص۱۲۷، ابن ماجہ ص۲۶۶)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے نیک بندے کا درجہ بُلند کرے گا، وہ بندہ عرض کرے گا: "یا اللہ کریم! کس وجہ سے یہ درجہ بُلند ہوا؟" اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، "تیرے بیٹے نے تیرے لئے دُعا و استغفار کی ہے، اسی وجہ سے تیرا درجہ بُلند کیا گیا ہے۔"

قرآن خوانی کا ثواب

رَوض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان والے قبروں سے باہر نکل کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر دیکھا کہ کوئی چیز چُن رہے ہیں اور اپنا حصّہ چن کر قبروں میں داخل ہو رہے ہیں، مگر ایک شخص کو دیکھا جس نے کچھ نہ چُنا۔ میں اس شخص کے قریب گیا اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ باقی نے دستر خوان سے کچھ چنا اور تو خالی رہ گیا۔ اُس نے بتایا کہ "مسلمان اپنے مُردہ بھائیوں کے لئے دُعا و خیرات کرتے ہیں اور یہ اُس کو چُن لیتے ہیں۔" میں نے پوچھا کہ "تو نے ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہ کچھ چنا؟" تو وہ کہنے لگا: مجھے یہ چننے کی ضرورت نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا وجہ ہے؟ تو کہنے لگا کہ "میرا ایک لڑکا حافظِ قرآن ہے، جو روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر لیتا ہے اور اس کا ثواب مجھے پہنچتا ہے۔" میں نے پوچھا: "وہ کہاں رہتا ہے اور کیا کام کرتا ہے؟" تو اُس نے بتایا کہ اس کی دوکان فلاں جگہ پر ہے اور وہاں جلیبیاں بیچتا ہے۔ اب میں بیدار ہوا، تو قبر والے کے بتائے ہوئے پتے پر بازار گیا اور وہاں دیکھا کہ ایک نوجوان بیٹھا ہے، جو جلیبیاں بیچتا ہے اور اُس کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ "تیرے ہونٹ کیوں حرکت کر رہے ہیں؟" اُس نے کہا کہ "میں قرآن پاک پڑھتا ہوں، اور پُورا ختم ہونے پر اِس کا ایصالِ ثواب اپنے والد کو کرتا ہوں۔"

کچھ عرصہ کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ قبروں والے اپنی قبروں سے باہر بیٹھے ہیں اور اوپر سے کوئی چیز برسی، تو انہوں نے چننا شروع کر دیا اور اب وہ جلیبیوں والے کا باپ بھی چُن رہا تھا۔ بیداری کے بعد جب میں بازار گیا اور جلیبیوں والے کے متعلق دریافت کیا، تو معلوم ہوا وہ اتنے عرصہ میں فوت ہو گیا ہے، اور اب دوسرے افراد ایصالِ ثواب کر رہے ہیں۔ (رَوض الریاحین صفحہ ۱۹۴)

اِس حدیث اور واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ زبانی عبادت (یعنی قرآن خوانی وغیرہ) کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔

ے رُوح درُود گھلن سب جا سن آپو اپنے گھر نوں
تیرا رُوح محمد بخشا، جا سی کیہڑے در نوں

اَولاد کی دُعاؤں کا ثواب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتْبَعُ الرَّجُلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اَنّٰی لِیْ ھٰذَا فَیُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ۔ (شرح الصدور صفحہ ۱۶۲)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک بندے کے پیچھے نیکیاں پہاڑوں کی مانند چلیں گی، تو وہ بندہ پوچھے گا: "یہ اتنی نیکیاں کہاں سے آئی ہیں؟" تو کہا جائے گا: "تیرے بیٹے نے تیرے لئے دُعا و استغفار کیا ہے یہ وہ نیکیاں ہیں۔"

ے یہ کس کی یاد نے پھر چٹکیاں لی ہیں میرے دل میں
میری آنکھوں سے آنسو بہہ گئے سیلِ رواں بنکر

Scanned with CamScanner

حکایت

اِس حدیثِ پاک پر ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ بابیہ نامی ایک خاتون جو کہ انتہائی پارسا تھی، جب اُس کی موت کا وقت قریب آیا تو اُس نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا، اے اللہ تعالیٰ! مجھے موت کے وقت شرمندہ نہ کرنا اور قبر کی وحشت سے بچانا! جب وہ مرگئی، تو اُس کے کفن و دفن کے بعد ہر جمعرات و جمعہ کو اس کا بیٹا اُس کی قبر پر جاتا رہا اور قرآن پاک پڑھ کر والدہ اور دیگر اہلِ قبور کے لئے دُعا و استغفار کرتا رہا۔ ایک رات اس لڑکے نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا تو سلام کیا اور قبر کا حال پوچھا تو ماں نے کہا، بیٹا! موت کے وقت جان کنی کی بہت سختی ہوئی، مگر قبر میں الحمدللہ! ریحان بچھایا گیا، اور سُندس و استبرق (قیمتی کپڑا) کو بچھایا گیا جو قیامت تک رہے گا۔ پھر وہ کہتا ہے: میں نے عرض کیا "اے امی جان! کوئی ضرورت ہو تو ارشاد فرمائیں۔ تو کہنے لگی: "بیٹا! تو جو ہر جمعرات اور جمعہ کو یہاں آتا ہے اور میری قبر کی زیارت کرکے میرے لئے تلاوتِ قرآن پاک کرتا ہے اور میں بہت خوش ہوتی ہوں، اور جب تو یہاں آتا ہے، تو قبروں والے میرے ہمسائے مجھے مبارک دیتے ہیں اے بابیہ! وہ دیکھ تیرا بیٹا آرہا ہے"۔ پھر میں بیدار ہوگیا اور پھر میں باقاعدگی کے ساتھ قبرستان جاتا رہا اور قرآن پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کرکے یُوں دعا کرتا رہا:

اٰنَسَ اللّٰهُ وَحْشَتَكُمْ وَرَحِمَ اللّٰهُ غُرْبَتَكُمْ۔
تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَتَقَبَّلَ اللّٰهُ حَسَنَاتِكُمْ۔

"اے قبرستان والو! اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت دُور کردے، اللہ تعالیٰ تمہاری بے بسی پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں سے درگزر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں قبول فرمائے۔"

پھر ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سی مخلوق میرے ہاں آئی ہوئی ہے میں نے پوچھا تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ تو کہنے لگے: ہم قبرستان والے ہیں،

تیرا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور یہ سوال کرنے آئے ہیں کہ ہر جمعرات اور جمعہ کو ہمارے پاس آکر تلاوتِ قرآن پاک اور دُعا کرنا ہرگز نہ چھوڑنا" (روض الریاحین صفحہ ۱۹۴)

رات جُمعے دی مغرب پچھے پڑھے دوگانہ کوئی
اِذَا زُلْزِلَ پڑھ پندرہ واری فاتحہ پچھے سوئی
رَبّ فرماوے بیٹے تیرے بھیجن استغفاراں
اِس کارن میں تیرے اوپر کیتیاں رحمت باراں

زندوں کا ایصالِ ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶، شرح الصدور صفحہ ۱۲۷)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنی قبر میں دُعا کا منتظر ہوتا ہے کہ اُس کو باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یا بیٹے یا بھائی کی طرف سے یا کسی دوست کی طرف سے پہنچ جائے اور جب اُس کو کسی کی دُعا پہنچتی ہے، تو اُس کے لئے یہ دُعا دُنیا وما فیہا (اور دُنیا کی ہر چیز) سے پیاری ہوتی ہے" اور بیشک اللہ تعالیٰ دُنیا والوں کی دُعا کی وجہ سے اہلِ قبور کی قبروں میں پہاڑوں کی طرح ہدیئے بھیجتا ہے اور زندوں کا مُردوں کے لئے ہدیہ قبر والوں کے لئے دعا و استغفار ہے۔"

اِس سے ثابت ہوا کہ مُردوں کے ایصالِ ثواب کے لئے اپنے والدین، عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے دُعا و استغفار، تلاوتِ قرآن پاک، صدقہ و خیرات باعثِ نجات اور بُلندی درجات ہوتا ہے۔

؎ پچھلیاں آس رکھن سب مُردے جیونکر ڈُبدا کوئی
جس نوں ویکھے آس کرے جو میتوں کڈھسی اوہی
؎ مومن پڑھ لیکن جے سُورت، بخشے میت تائیں
دُوہاں نوں رب بخشے فضلوں منگن یار دُعائیں
؎ اس ویلے سب عیب تساڈے بخشے خالق سائیں
زندے استغفار کریندے حق مویاں دے تائیں

ایک واقعہ

ایک عورت فوت ہونے کے بعد کسی (زندہ) عورت کو خواب میں ملی جو اُسے جانتی تھی۔ اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ فوت شدہ عورت کی قبر میں تخت ہے اور تخت کے نیچے نُوری برتن ہے، اس میں کچھ ڈھانپا ہوا ہے۔ اُس عورت نے قبر والی عورت سے پوچھا: "اس برتن میں کیا ہے؟" وہ کہنے لگی: "اس میں ہدیہ ہے جو میرے شوہر نے گزشتہ رات مجھے بھیجا تھا۔ اب یہ عورت خواب سے بیدار ہوئی اور فوت شدہ عورت کے خاوند کو سارا خواب سُنایا تو ایصالِ ثواب کے بارے میں وہ کہنے لگا "میں نے کچھ قرآن پاک پڑھا ہوا تھا، گزشتہ رات میں نے اپنی بیوی کو اس کا ثواب بخشا تھا۔" (روض الریاحین ص۱۹۵)

ایصالِ ثواب کا فائدہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَءَ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ قَرَءْتُ

مِنْ کَلَامِکَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کَانُوْا شُفَعَآءَ لَهٗ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی۔ (شرح الصدور ص۱۳)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قبرستان جائے اور وہاں الحمد للہ شریف، قُل شریف اور اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُر پڑھے۔ پھر یہ کہے: یا اللہ! میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب میں نے قبروں والے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دیا، تو وہ قبروں والے دربارِ الٰہی میں اس کی شفاعت کریں گے۔"

ابوقلابہ کا مشاہدہ

حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں قبرستان دیکھا اور دیکھا کہ قبریں کھُل گئی ہیں اور قبروں والے اپنی اپنی قبر سے باہر نکل کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اُن کے سامنے نُور کے طباق ہیں، مگر ایک قبر والے کے پاس کوئی طباق نہیں۔ اُس نے بتایا کہ "ان قبرستان والوں کے لئے دوست و احباب صدقہ و دُعا کرتے ہیں، یہ وہی طباق ہیں اور میرا ایک بیٹا ہے، جو غلط راستے پر چل نکلا ہے اور وہ میرے لئے نہ دُعا کرتا ہے نہ صدقہ و خیرات۔ اِسی وجہ سے میرے پاس کوئی طباق نہیں آتا اور میں اپنے ہمسائیوں کے سامنے بہت شرمندہ ہوں۔"

حضرت ابوقلابہ علیہ الرحمہ نے اس لڑکے کا نام و پتہ پوچھا، تو بتا دیا گیا۔ بیدار ہونے پر اُسے تلاش کیا اور جب ملاقات ہوئی، تو سارا واقعہ کہہ سُنایا۔ یہ سُن کر اس نوجوان نے کہا: "میں سچی توبہ کرتا ہوں، اور یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ اب وہ نیکی کی راہ پر چل پڑا اور اپنے باپ کے لئے دُعا و استغفار و خیرات کرنا شروع کر دیا۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد ابوقلابہ علیہ الرحمہ نے وہی قبرستان مُلاحظہ فرمایا۔

Scanned with CamScanner

دیکھا کہ وہ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر بیٹھ گئے ہیں اور اُن کے سامنے نور کے طباق آگئے ہیں اور دیکھا کہ اس نوجوان کے باپ کے سامنے نور کا بہت بڑا طباق ہے جو کہ سُورج کی طرح روشن ہے۔ اس نوجوان کے باپ نے حضرت قلابہ علیہ الرحمہ کا شکریہ ادا کیا، اور کہا، "اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ کی کوشش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو جہنم سے بچالیا، اور میں شرمندگی سے بچ گیا ہوں۔" (قلیوبی ص۳۶)

حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رَأَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا فَرَغُوْا مِنْ قَبْرِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ السَّائِبِ وَالنَّاسُ مَعَہٗ قَامَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَقَفَ عَلَیْہِ وَدَعَا لَہٗ۔ (المصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۰۹)

"میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہ جب فارغ ہوئے حضرت عبداللہ ابن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے، تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھے اور لوگ اُن کے ساتھ تھے، حضرت عبداللہ ابن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور دُعا مانگی اُن کی مغفرت کے لئے۔"

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر آیت ۹۳ سُورۃ الانعام، وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ کے تحت نقل فرماتے ہیں؛

وَعَنْ حُمَیْدِ الْاَعْرَجِ قَالَ قَالَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَہٗ ثُمَّ دَعَا اَمَّنَ عَلٰی دُعَائِہٖ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ مَلَکٍ ثُمَّ لَا یَزَالُوْنَ یَدْعُوْنَ لَہٗ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ اِلَی الْمَسَاءِ اَوْ اِلَی الصَّبَاحِ۔

(تفسیر رُوح البیان، ج۳ ص۶۶)

"حضرت اعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پاک ختم کرکے پھر دُعا مانگے، تو اس کی دُعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں، پھر اُس کے لئے دُعا

مغفرت کرتے رہتے ہیں صبح تک یا شام تک۔ (یعنی اگر صبح دُعا مانگے تو شام تک، اور اگر شام کو دُعا مانگے، تو صبح تک)

اس کے ضمن میں ایک واقعہ مُلاحظہ فرمائیں:

ایصالِ ثواب کی تصدیق

ایک شخص کا مُلک یمن میں ایک دوست تھا وہ فوت ہو گیا، اُس نے کچھ قرآن پڑھ کر ہدیہ بھیجا، تو اُس کے بعد کسی وقت وہ اپنے کسی عزیز کو خواب میں ملا اور اپنے عزیز سے کہنے لگا "فلاں میرے دوست نے مجھے قرآن پاک پڑھ کر ہدیہ کیا ہے اس کو میرا سلام پیش کر دو اور کہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نے مجھے قرآن پاک پڑھ کر ہدیہ بھیجا ہے۔" (روض الریاحین ص۱۹۵)

ادہناں ثواب میت نوں بخشے فضل ہوسی رحمانی
تلخی نزع عذاب قبر بھی، پُل صراط آسانی

مومن بھائی پڑھ کے بخشن، دین طعام کلاماں
بہت زیادہ رُوحاں پہنچے رب دے خاص انعاماں

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَیِّتُ اخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِهٖ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔ (شرح الصدور ص۱۳۰)

"حضرت شعبی سے روایت ہے کہ انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی فوت ہو جاتا، تو اس کی قبر پر جاتے اور قرآن پاک پڑھتے تھے۔"

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَءَ سُوْرَةَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِیْهَا مِنَ الْحَسَنَاتِ۔ (شرح الصدور ص۱۳۰)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص قبرستان جائے مُردوں کے لئے وہاں سُورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس قبرستان کے مُردوں پر عذاب ہلکا کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو مُردوں کی گنتی کے مطابق نیکیاں ملتی ہیں۔"

؎ طرف دُعا واں کھاوں پیون سَدا اڈیک کریندے
لے ہدیہ ایہہ جان فرشتے جلد امانت دیندے

قاسم نانوتوی کی تصدیق

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں: "(حضرت) جنید (علیہ الرحمہ) کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا، تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا کہ میں اپنی والدہ کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھا ہوا تھا، یُوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمے کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو اس کا ثواب بخش دیا اور اُس کو اطلاع نہ دی۔ بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہوگیا ہے۔ آپ نے سبب پوچھا؟ اُس نے عرض کیا کہ اب اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ "بس اس کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔" (تحذیر الناس ص۲۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر اُس کا ثواب بخشنے سے مُردے کی بخشش کی اُمید ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ کا قول

وَيَقْرَءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَةَ يٰسٓ وَتَبَارَكَ الْمُلْكِ

وَسُوْرَةَ التَّكَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَيْ عَشَرَ مَرَّةً اَوْ اِحْدٰى عَشَرَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَءْنَا اِلٰى فُلَانٍ اَوْ اِلَيْهِمْ۔ (فتاوٰی شامی، ج ۱، ص۶۳۱)

"جو ممکن ہو قرآن پڑھے، سُورۃ فاتحہ و بقرہ کی اوّل آیات اور آیۃ الکرسی اٰمن الرّسول، سُورۃ یٰسین، سُورۃ مُلک اور سُورۃ تکاثر اور سُورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ، سات یا تین مرتبہ پڑھے۔ پھر کہے: یا اللہ! جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔"

علامہ شامی علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے ختم پڑھنے کا مروجہ طریقہ، پھر ایصالِ ثواب کے لئے دُعا کے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ علامہ شامی علیہ الرحمہ کے دَور میں بھی فاتحہ کا مروجہ طریقہ یہی تھا۔

؎ مومن پڑھ یٰسین جے سُورت بخشے میت تائیں
دوہاں نوں رب بخشے فضلوں منگن یار دُعائیں

؎ زندہ جے کوئی بھیجے میت، ہدیئے سارے پاون
استغفار ثواب کلاموں بے شک بھیجے جاون

برادرانِ اسلام! اِس سے قبل زبانی عبادت کے ایصالِ ثواب قرآن و حدیث اور صحیح واقعات سے ذکر کیا گیا ہے۔

اب بدنی عبادت پر ایصالِ ثواب کا ذکر کیا جاتا ہے:

حج بدل کا ثواب

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَيْهِ وَلَمْ يُحَجَّا جُزِيَ عَنْهُمَا وَبُشِّرَتْ اَرْوَاحُهُمَا فِي السَّمَاءِ وَكُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (شرح الصدور ص۱۲۹)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ اکرم نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے حالانکہ انہوں نے حج نہیں کیا ہوا تھا۔ یہ حج اُن دونوں کی طرف سے کافی ہے اور اُن کی رُوحوں کو مبارک دی جاتی ہے اور حج کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک والدین کا فرماں بردار لکھ دیا جاتا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا "یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، ہم اپنے فوت شدہ بھائیوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں، کیا اِن کو ان چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے؟"

فَقَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ لَيَصِلُ وَيَفْرَحُوْنَ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِىَ اِلَيْهِ۔ (حاشیہ مراقی الفلاح ص۳۷۶)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ہاں بیشک ثواب پہنچتا ہے اور وہ اس ثواب سے اِس طرح خوش ہوتے ہیں، جس طرح تم میں سے کوئی تحفے کی وجہ سے دُنیا میں خوش ہوتا ہے، جب اُس کو تھال میں کوئی تحفہ رکھ کر پیش کیا جائے۔"

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ عَنْ مَيِّتٍ فَلِلَّذِىْ حَجَّ عَنْهُ مِثْلَ اَجْرِهٖ۔ (شرح الصدور ص۱۲۹)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی کسی میّت کی طرف سے حج کرے، تو حج کرنے والے کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا۔"

ابُوالقاسم نصیر آبادی کا واقعہ

حضرت ابوالقاسم نصیر آبادی قدس سرہٗ نے ساٹھ حج کئے۔ آخری حج میں جبلِ رحمت پر عرفات میں ٹھہرے اور دل میں خیال آیا کہ میرے جیسا کون ہے جس نے ساٹھ حج کئے ہوں؟ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی "اے ابوالقاسم اپنے حجوں پر ناز کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی عبادت سے بے نیاز ہوں۔" جب یہ آواز ابوالقاسم کے کان میں پڑی، تو سخت پریشان ہوئے اور عرفات کے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کہا، لوگو سُنو! میں ابوالقاسم ہوں، میں نے ساٹھ حج کئے ہیں۔ ان تمام حجوں کو صرف دو روٹیوں کے عوض بیچنا چاہتا ہوں، ہے کوئی جو ساٹھ حجوں کو دو روٹیوں کے عوض میں خریدے؟ ایک درویش آگے بڑھا اور کہا اگر تو سچا ہے تو یہ لے دو روٹیاں اور ساٹھ حج، مجھے دے دو۔ حضرت ابوالقاسم نصیر آبادی نے دو روٹیاں لے کر کُتے کو ڈال دیں، اور سر پر خاک رکھ کر عرض کی "مولا کریم! مجھے حجوں پر بھروسہ تھا، اب میں نے اُن تمام حجوں کو دو روٹیوں میں بیچ کر وہ روٹیاں کتے کو کھلا دیں ہیں، میری عاجزی کو قبول فرما۔ اب ہاتفِ غیبی نے آواز دی: اے ابوالقاسم! تیری عاجزی کو قبول کرلیا، اور وہ درویش! جس نے دو روٹیوں کے بدلے ساٹھ حج خریدے اسے ساٹھ حج کا ثواب دے دیا گیا ہے، اور تیری عاجزی پر تجھے بھی ساٹھ حج کا ثواب دیا گیا ہے اور تیری وجہ سے اِس سال کے تمام حاجیوں کا حج قبول کرلیا گیا ہے۔

(فخر الواعظین ص۳۷)

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ دو روٹیاں اخلاص سے دینے والے کو ساٹھ حج کا ثواب مِل گیا۔ ابوالقاسم کے کتے کو دو روٹیاں کھلانے پر ساٹھ حج کا ثواب مِل گیا، تو یقیناً وہ لوگ جو اپنے والدین کا حج بدل کرتے ہیں، اُن کے والدین اور ان حج کرنے والوں کو بھی، اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتا ہے۔

اوس فضیلت مردے تائیں ہوون بخشش باراں
مثل پہاڑاں قبر میری دل آون نور انواراں

نوافل کا ثواب

عَنْ صَالِحِ ابْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ انْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا أُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ أَنْ يُّصَلِّيَ لِيْ فِي الْمَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ - (مشکوٰۃ شریف ص۴۶۸)

"حضرت صالح بن درہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے چلے تو ایک شخص نے کہا، تمہاری طرف ایک بستی ہے، جس کا نام اُبلہ ہے۔ ہم نے کہا ہاں ہے، تو اُس شخص نے کہا تم میں سے کون شخص میرے لئے ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس آبادی کی مسجد عشار میں دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور اس کا ثواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشے۔"

حضرت مسلم بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری ماں کے نفقے دو ماہ کے روزے ہیں، اگر میں اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ لوں، تو کیا امی جان بری الذمہ ہو جائے گی" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "ہاں بری الذمہ ہو جاتے گی"۔ پھر وہ عورت کہنے لگی "میری امی نے حج ہرگز نہیں کی، اگر میں اس کی طرف سے حج کر دوں، تو اسے ثواب ملے گا" حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں! اسے ثواب ملے گا"۔ (شرح الصدور ص۱۲۹)

۵ اس وسیلے عیب تساڈے، بخشے خالق سائیں
زندے حج کر بندے نے حق مویاں دے تائیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا باپ مرگیا

ہے - اور اس نے حج نہیں کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، "اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا، تو کیا تو اسے ادا کرتا؟" عرض کیا "ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!" آپ نے ارشاد فرمایا "تیرے باپ پر حج بھی قرض ہے جا اُسے ادا کر" (شرح الصدور ص۱۲۹، ترمذی شریف ج۱، ص۱۱۲)

تو معلوم ہوا کہ:

- ○ حج کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔
- ○ نماز کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ○ صدقات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے
- ○ نوافل کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ○ بدنی عبادات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ مَالِكِ ابْنِ رَبِيْعَةَ بَيْنَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِيْفَاءُ بِعُهُوْدِهِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّذِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا - (ابن ماجہ ج ص۲۶۱)

"حضرت ابی اُسید بن مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوتے تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، کیا والدین کی نیکیوں سے کوئی ایسی نیکی باقی ہے، جو میں اُن کے مرنے کے بعد کروں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ہاں! نماز اور استغفار ان دونوں کے لئے، ان کے وعدے کا پورا کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور صلہ رحمی کرنا اور جو ان دونوں کو پہنچے"

حضرت عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابونواس کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ خوش و خرم اور انعام و اکرام میں ہیں، اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے

Scanned with CamScanner

ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ اُس نے کہا اللہ کریم غفور الرحیم نے مجھے بخش دیا اور انعام و اکرام سے نوازا ہے۔ پوچھا کہ بخشش و انعام کا سبب کیا ہے، جبکہ تو دُنیا میں نیکی بُرائی ہر دو کیا کرتا تھا۔ کہنے لگا "ایک رات ایک نیک آدمی ہمارے قبرستان آیا اور مصلیٰ بچھا کر اُس نے دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ ہر رکعت میں ایک ہزار بار قُل ہُو اللہ شریف کو پڑھا، اور اس نماز کا ثواب تمام قبرستان والوں کو ہدیہ کر دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس شخص کی برکت سے پورے قبرستان والوں کو بخش دیا اور میری بھی بخشش ہو گئی۔ (شرح الصدور صـ۱۲۲)

تین عملوں کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

جب آدمی مرجاتا ہے، تو اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔

(مشکوٰۃ شریف صـ۳۲، ابوداؤد ج ۲ صـ۴۱)

"اس کے اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں، مگر تین عمل: صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک بیٹا، جو اس کے لئے دُعا کرے۔"

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) اِنَّ اُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ - قَالَ نَعَمْ

(شرح الصدور صـ۱۲۸، ابوداؤد صـ۴۲، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۴ صـ۶۲)

"حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے اور وصیت نہیں کر سکی، مجھے

یقین ہے کہ اگر وہ بول سکتی، تو ضرور صدقہ کرتی۔ اگر میں اُس کی طرف سے صدقہ کروں، تو اُسے ثواب پہنچے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ہاں ثواب پہنچے گا"

یارب اہل تمامی میرے، فضل احسان کمائیں
بہنوں استغفار پہنچا ون بخشش انہاں دے تائیں

تربوز کے چھلکوں کا ثواب

حضرت علامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سمرقند میں ایک شخص رہتا تھا وہ بیمار ہو گیا، تو اُس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی تو میں ہر جمعہ کے دن کی مزدوری اپنے والدین کے لئے صدقہ کیا کروں گا، اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی اور وہ نذر پوری کرتا رہا، یعنی ہر جمعہ کی مزدوری اپنے والدین کے لئے صدقہ کرتا رہا۔ ایک جمعہ کو مزدوری نہ ملی، تو ایک عالم دین کے پاس گیا اور مسئلہ پوچھا کہ مجھے مزدوری نہیں ملی، اب میرے لئے نذر ماننے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وہ عالم دین فرمانے لگے "منڈی چلے جاؤ، منڈی کے سامنے تربوز کے چھلکے پڑے ہوئے ہیں، انہیں اُٹھا کر دھو لو اور گدھوں کے سامنے ڈال دو اور اس کا ثواب اپنے والدین کے ارواح کو پہنچاؤ، اُس نے اس پر عمل کرتے ہوئے چھلکے صاف کر کے گدھوں کے آگے ڈال دیئے اور اس کا ثواب اپنے والدین کو ہدیہ کر دیا۔

رات کو خواب میں والدین ملے، تو معانقہ کیا اور انتہائی خوشی سے کہنے لگے: "اے بیٹا! تیرے ہدیئے ہمیں پہنچتے رہے ہیں، یہاں تک کہ آج تو نے ہمیں تربوز بھی کھلا دیا ہے اور ہمیں تربوز کھانے کی دلی خواہش تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ سے راضی ہو۔" (قلیوبی عربی صـ۳۲)

باغ کا ثواب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ

فوت ہوگئی اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہ تھے (جب سفر سے واپس آئے) تو دربارِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا ہے:

فَهَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ "اگر میں اپنی والدہ صاحبہ کی طرف سے صدقہ کروں؟ تو کیا میری والدہ کو اس سے فائدہ پہنچے گا؟"

تو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں فائدہ پہنچے گا۔"

تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا فلاں باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔"

(ترمذی شریف ج ۱، ص ۸۵، شرح الصدور ص ۱۲۸)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میری ماں فوت ہوگئی ہے تو اُن کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟" قَالَ اَلْمَاءُ۔ ارشاد فرمایا "پانی!"

تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کا کنواں کھدوایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ "یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔"

یعنی سعد کی والدہ کے لئے صدقہ ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۲۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۳)

کر دزیارت نیک بزرگاں تے اپنے حقداراں
کرو نماز جنازہ مویاں دے حق استغفاراں

جنہاں ایمان سلامت تنہاں لکھ امید ابھائی
تے باجھ ایماناں چلے جہیڑے اُونہاں آس کائی

شاہ عبدالرحیم کا واقعہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد کرتے تھے۔ ایک سال کوئی اور چیز میسر نہ آئی کہ جس پر میلاد شریف پڑھا جائے، تو آپ نے بھُنے ہوئے چنے لئے اور اُن پر میلاد شریف پڑھ کر وہ چنے تقسیم کر دیئے۔ اس کے بعد میرے والد ماجد حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ وہی بھُنے ہوئے چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے خوش ہو کر تناول فرما رہے ہیں۔" (دُرّ ثمین ص ۸)

جس میت نوں پڑھ کر بخشے قرآن اوہ بخشیا جاوے
بھاویں دوزخ دے وچ سڑدا تاں بھی باہر آوے

ایصالِ ثواب کا بطورِ ہدیہ پہنچنا

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِلَّا اَهْدَاهَا جِبْرَائِيْلُ عَلٰى طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلٰى شَفِيْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَمْ يُهْدٰى لَهُمْ شَيْءٌ۔ (شرح الصدور ص ۱۲۹)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا کوئی فوت ہونے والا فوت ہو جاتا ہے اور اُس کے وارث اُس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اِس صدقہ کو نُور کے طباق میں رکھ کر اس کی قبر پر لے جاتے ہیں، پھر قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں، "اے گہری قبر والے! یہ لے، یہ فلاں نے تیرے لئے ہدیہ بھیجا ہے اسے قبول کر لے۔" اور وہ جب اُس کی قبر میں ہدیہ پہنچتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

اور بشارت حاصل کرتا ہے، اور دوسری قبروں والے اس کے ہمسائے جن کے پاس کچھ نہیں بھیجا جاتا، غمگین ہو جاتے ہیں۔"

کرن دُعائیں راضی ہوون، خوشیاں کرن جاون
تے جے کوئی کجھ نہ بخشے دیوے سوندیاں تیک ٹکا دن

قرآن خوانی کا معمول

حضرت ابن یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد فرماتے ہیں "ایک نیک آدمی نے اپنے فوت شدہ باپ کو دیکھا، تو کہا اے بیٹا! تو نے ہمیں، اب ہدیہ بھیجنا کیوں بند کر دیا ہے۔" اُس نے پوچھا "ابا جان! کیا قبر والے زندوں کے ہدیئے جان لیتے ہیں؟" تو فرمایا، اگر زندوں کے ہدیے نہ ہوتے، تو ہم قبروں والے تباہ ہو جاتے۔" (شرح الصدور ص۱۲۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت والی حدیث کے تحت نقل ہے:

وَاِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ مَا زَالُوْا فِيْ كُلِّ عَصْرٍ يَجْتَمِعُوْنَ وَيَقْرَءُوْنَ لِمَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ فَكَانَ ذَالِكَ اِجْمَاعًا۔

(تحفۃ الاحوذی ج۲ ص۲۶۶، مرقات ص۔)

"مسلمانوں کا ہر دور اور ہر علاقے میں یہ معمول رہا ہے کہ وہ جمع ہو کر قرآن خوانی کرتے ہیں، اور کبھی بھی کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور یہ تمام امت کا اجماع ہے۔"

مومن پڑھ کے یٰسین جے سورت بخشنے میت تائیں
دوہاں نوں رب بخشے فضلوں منگن یار دُعائیں

- ○ قرآن خوانی ہر دور مسلمانوں کا معمول رہا۔
- ○ قرآن خوانی ہر علاقے کے مسلمانوں کا معمول رہا۔
- ○ قرآن خوانی زندوں کا مُردوں کے لئے ہدیہ ہے۔
- ○ قرآن خوانی باعثِ رحمت اور ذریعہ رفعتِ درجات ہے۔

حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، بے شک میرا والد عاص نصیحت کر گیا تھا کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ ہشام نے میرے باپ کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں، تو کیا میں بھی اپنے باپ کی طرف سے پچاس غلام آزاد کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: نہیں، کیونکہ کسی کی طرف سے صدقہ کیا جاتا ہے، حج کیا جاتا ہے، غلام آزاد کئے جاتے ہیں، اگر وہ مسلمان ہو۔ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا اور تو اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اُسے ضرور ثواب ملتا۔"

- ○ ایصالِ ثواب، مسلمانوں کے لئے ذریعہ ثواب ہے۔
- ○ ایصالِ ثواب، مسلمانوں کے لئے ذریعہ نجات ہے۔
- ○ ایصالِ ثواب، مسلمانوں کے لئے ذریعہ بلندیٔ درجات ہے۔
- ○ ایصالِ ثواب، مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
- ○ ایصالِ ثواب، صدقہ و خیرات سے کافر کو فائدہ نہیں پہنچتا۔

تیرے اہل و عیال کر بندے دن تے رات دُعائیں
اُدس فضیلت تیرے کارن بخشیا رب سائیں

ایک دفعہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہم اپنے فوت شدہ کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، حج کرتے ہیں، اُن کے لئے دُعا کرتے ہیں، تو کیا ان کو پہنچ جاتا ہے؟ ارشاد فرمایا، "ہاں بے شک اُن کو پہنچتا ہے، اور وہ اس ہدیہ سے اس طرح خوش ہوتے ہیں، جس طرح تم میں سے کسی کو نعمتوں کا طباق ہدیہ کیا جائے، تو تم خوش ہوتے ہو۔" (فوت شدگان ایصالِ ثواب کے منتظر رہتے ہیں) (فتح القدیر ج ص۳۰۹)

حضرت بشار ابن غالب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت رابعہ بصریہ علیہا الرحمہ کے لئے مَیں دُعا کیا کرتا تھا کہ ایک دن میں نے رابعہ بصریہ کو خواب میں دیکھا، تو حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ارشاد فرمایا، "اے بشار! تیرا ہدیہ ہمیں نور کے طباق میں، رُومالوں میں ڈھکا ہوا ملتا رہتا ہے"۔ مَیں نے پوچھا "یہ کیسے؟" تو فرمایا: ایمان والے زندوں کی دُعائیں، جب مُردوں کے لئے دُعا کرتے ہیں، تو قبول ہو جاتی ہیں اور ان فوت شدگان سے کہا جاتا ہے، یہ فلاں شخص نے تجھے ہدیہ بھیجا ہے۔"

حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک رات مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سوگیا، میں نے دیکھا کہ قبروں والے اپنی قبروں سے باہر نکل کر حلقے بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا "کیا قیامت قائم ہوگئی ہے، تو قبرستان والوں نے کہا نہیں، بلکہ ایک مُسلمان نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں ہدیہ کیا ہے، ہم اس کا ثواب سال بھر سے تقسیم کررہے ہیں۔" (شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

ہزار پچھتر کلمہ طیب، جے پڑھ بخشے کوئی،
ٹُرت خلاص عذابوں ہووے جس نوں بخشے سوئی

برادرانِ اسلام! ان آیات و احادیث اور اقوالِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایمانداروں کی دُعا مومن بھائیوں کے لئے ذریعۂ نجات، باعثِ رفعتِ درجات ہے۔ اس لئے مسلمان بھائیوں کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ کے قبرستان کے پاس سے گزرے، تو اُن کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا:
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ

سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۴، ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۲۵)

"اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ تمہاری اور ہماری مغفرت کرے، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔"

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبرستان والوں کو سلام فرمایا، اور سلام اسے کیا جاتا ہے جو سُن سکتا ہو اور جواب بھی دے سکتا ہو۔ اور دُعائے مغفرت بھی فرمائی، جو کہ مسلمانوں کے لئے باعث نفع ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ رَجُلٍ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(کتاب الروح صفحہ ۱۱، شرح الصدور صفحہ ۸۴، مشکوٰۃ شریف ص)

"جو بندہ کسی قبرستان کے پاس سے گزرے، جس کو وہ دُنیا میں جانتا تھا، اُس پر سلام کرے، تو وہ مُردہ اسے پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔"

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما لَا يَمُرُّ بِقَبْرٍ اِلَّا سَلَّمَ ہر قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرتے تھے۔
(المصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۷۵)

ان احادیث سے واضح ہوگیا کہ قبرستان میں سلام کرنے والے کو مُردہ جانتا بھی جانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

مَیّت کا مانوس ہونا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ اَخِيْهِ يَجْلِسُ عِنْدَهٗ اِلَّا اسْتَأْنَسَ

Scanned with CamScanner

وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى يَقُوْمُ۔ (شرح الصدور ص۸۴، کتاب الروح ص۵)

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس بیٹھے، تو وہ (میت) اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے اور (اُس کے) اُٹھنے تک مانوس رہتا ہے۔

میت زائرین قبر کو پہچانتی ہے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا، تو حضرت سفیان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں بہت زیادہ غمزدہ ہو گیا اور ہر روز اپنے والد گرامی کی قبر کی زیارت کے لئے جایا کرتا تھا، چند دن زیارت کے لئے نہ جا سکا تو والد گرامی نے خواب میں فرمایا: "بیٹا! کس چیز نے تجھے روک لیا کہ تو ہمارے پاس نہ آیا؟ حضرت سفیان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "میں نے عرض کیا: "اے ابا جان! کیا آپ میرے آنے کو جانتے ہیں؟ فرمایا: "بیٹا! جتنی دفعہ تو آیا مجھے سب علم ہے اور جب تو آتا ہے اور دُعا کرتا ہے، تو میرے ہمسائے بہت خوش ہوتے ہیں۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اس کے بعد میں اپنے والد گرامی کی قبر کی بہت زیادہ زیارت کرتا تھا اور دُعا کیا کرتا تھا۔ (شرح الصدور ص۹۵)

کافر مُردوں کا سُننا

جنگِ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ رؤسائے قریش کے مقتولوں کی لاشوں کو گڑھے میں ڈال دیا جائے، تو صحابہ کرام نے ان کی نعشیں گڑھے میں ڈال دیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس گڑھے کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا۔

"اے فلاں فلاں کے بیٹے! اے فلاں فلاں کے بیٹے! کیا تم کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرتے؟ بے شک ہم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا، کیا تم نے بھی اپنے باپ دادے کا وعدہ حق پایا؟"

یہ سُن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں، جن میں ارواح نہیں ہیں" حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِيَدِهٖ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ۔ (مشکوٰۃ ص۳۴۵، بخاری شریف ج۲ ص۵۶۶)

"اُس ذات کی قسم، جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے، جو میں انہیں کہہ رہا ہوں تم اِن سے زیادہ نہیں سُنتے۔"

اس حدیث پاک کی تشریح بیان فرماتے ہوئے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "د بالجملہ کتاب و سُنت مملو و مشحون اند دلالت میکند بر وجود علم موتی را بدنیا و اہل آں پس منکر نشود آں را مگر جاہل باخبار و منکرین دین (اشعۃ اللمعات، ج۳ ص۴۰۲) "اور حاصل کلام یہ ہے قرآن و حدیث کی آیات و احادیث پُر ہیں اور دلالت کرتی ہیں مردوں کے علم پر کہ وہ دُنیا اور اُس کے بسنے والوں کا علم رکھتے ہیں تو پھر منکر نہیں ہو سکتا، اِس کا مگر قرآن و حدیث سے جاہل اور دین کا منکر۔"

مَیں کہتا ہوں کہ،

- جب کافر سُنتا ہے تو مسلمان بدرجہ اُولیٰ زندوں کی آواز سُنتا ہے۔
- جب کافر پہچانتا ہے، تو مسلمان بدرجہ اُولیٰ زندوں کو پہچانتا ہے۔
- جب کافر کو علم ہے، تو مسلمان کا علم یقینی ہے۔

Scanned with CamScanner

ابن قیم نے کتاب الروح میں اس حدیث پاک کو سماعِ موتیٰ پر دلیل پکڑا، اور آخر میں فیصلہ کن بات لکھ دی، وَهُوَ هٰذَا وَالسَّلَفُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلٰى هٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاٰثَارُ عَنْهُمْ بِاَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهٗ وَيَسْتَبْشِرُ بِهٖ۔ (کتابُ الروح ص۷)

"اہلِ سلف کا سماعِ موتیٰ پر اجماع ہے اور احادیث تواتر تک پہنچ چکی ہیں کہ میت زندہ زیارت کرنے والے کو جانتی ہے اور اس کے آنے سے خوش ہوتی ہے۔"

پاؤں کی آہٹ کا سُننا

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ

(المصنف عبد الرزاق ص۵۹۶ ج۳ مشکوٰۃ شریف ص۲۲ سنن الکبریٰ للبیہقی)

"بے شک بندے کو جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے واپس لوٹتے ہیں، تو بے شک (میت) اُن کی آواز سُنتے ہیں۔"

پاک نبی فرمایا، مُوتے جوڑے سُن آوازاں
بے شک منع کلاموں سوڑے کردے عیشاں نازاں

مُردے زندوں سے زیادہ سُنتے ہیں

ابوالشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، جب وہ عورت فوت ہوگئی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر اس عورت سے سوال فرمانے لگے کہ تونے کونسا عمل قبر میں بہتر پایا؟ لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کیا وہ سنتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کہ (میرے سوال کے جواب میں) اس عورت نے کہا ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینا سب سے

بہتر عمل ہے۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص۳۵)

کرے پچھا قبر دا مردہ دوست بہنان بھائیاں
کرے محبت اہل اپنے دی دلوں بے ہور دعاواں

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کا عقیدہ

محدثِ کبیر حافظ ابی بکر عبد الرزاق بن ہشام الصنعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کی روایت کو یُوں نقل فرماتے ہیں: مَرَّ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَصَاحِبٌ لَهٗ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ سَلِّمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اُسَلِّمُ عَلَى الْقَبْرِ۔ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: اِنْ كَانَ رَاٰكَ فِی الدُّنْيَا يَوْمًا قَطُّ اِنَّهٗ لَيَعْرِفُكَ الْاٰنَ۔ (المصنف، ج۳، ص۵۷۶)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ساتھی قبر پر سے گزرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس قبر والے کو سلام کرو۔ وہ آدمی کہنے لگا، کیا قبر والے کو سلام کروں؟ (یعنی مُردے کو)، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ تجھے دنیا میں دیکھتا اور جانتا تھا، تو یقیناً وہ قبر والا اب بھی تجھے پہچانتا ہے۔"

قبراں اندر رہن تمامی جیس ویلے کوئی جاوے
ویکھن اُس نوں نال محبت بندہ خبر نہ پاوے

برادرانِ اسلام! اس سے پہلے ایصالِ ثواب، سماعِ موتیٰ کا ذکر ہوا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مُردوں کو زندوں کا ایصالِ ثواب بطور ہدیہ پہنچتا ہے۔ انہیں اس ثواب کے ذریعے عذابِ قبر سے نجات ملتی ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں اور اگر مسلمانوں کی قبروں پر جا کر سلام کیا جائے اور دُعا مانگی جائے، تو قبروں والے سلام دُعا کرنے والوں کو جانتے بھی ہیں، خوش بھی ہوتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اب میں مفسرین محققین محدثین کرام کا عقیدہ ایصالِ ثواب و اقوال اور سماعِ موتیٰ کے بارے میں اختصاراً پیش کرتا ہوں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول اس امت مرحومہ کے لئے وہ کچھ ہے، جو وہ خود کوشش کرے یا اس کے لئے کوئی دوسرا آدمی کوشش کرے (یعنی ایصالِ ثواب کرے)۔ (شرح الصدور ص ۱۳)

امام نووی کا قول میت کو اس کے مرنے کے بعد جو چیز پہنچتی ہے، وہ ہے غلام آزاد کرنا، حج کرنا، صدقہ کرنا (شرح الصدور ص ۱۲۹)

"قبروں کی زیارت کرنیوالوں کے لئے مستحب ہے کہ جتنا ہوسکے پڑھ کر اہلِ قبور کے لئے دعا کرے اور اگر قبر کے پاس قرآن پاک ختم کیا جائے تو یہ افضل ہے (شرح الصدور ص ۱۳)

وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّ الصَّدَقَۃَ عَنِ الْمَیِّتِ تَنْفَعُ الْمَیِّتَ وَیَصِلُ ثَوَابُھَا۔ شرح مسلم شریف ص ۳۲۴

"اور حدیث شریف میں ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو ثواب پہنچ جاتا ہے اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔"

علامہ شعبی کا قول حضراتِ انصار میں سے جب کوئی شخص فوت ہوجاتا تو وہ اس کی قبر پر جاتے اور قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔" (شرح الصدور ص ۱۳)

امام غزالی کا قول حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یوں نقل فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "جب تم قبرستان جاؤ، تو وہاں سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس پڑھو اور اس کا ثواب اہلِ قبور کو ہدیہ کرو — بے شک یہ ثواب اُن کو پہنچ جاتا ہے۔" (شرح الصدور ص ۳)

امام جلال الدین سیوطی کا قول قبر پر قرآن پاک پڑھنا، اس کے جائز ہونے کو ہمارے مشائخ کرام و دیگر مشائخ نے معتبر قرار دیا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

امام نسفی کا قول وَفِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِھِمْ اَیْ صَدَقَۃِ الْاَحْیَاءِ عَنِ الْاَمْوَاتِ نَفْعٌ لَّھُمْ۔ (شرح عقائدِ نسفی)

"زندوں کی دعا مردوں کے لئے اور صدقہ مُردوں کو نفع دیتا ہے۔"

صاحب ہدایہ کا قول اِنَّ الْاِنْسَانَ لَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً اَوْصَوْمًا اَوْصَدَقَۃً اَوْ غَیْرَھَا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔ (ھدایہ اوّلین ص ۲۷۶)

"انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب، دوسرے مسلمانوں کو پہنچادے، وہ نیک عمل خواہ نماز، روزہ یا صدقہ سے ہو، اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔"

علامہ شامی کا قول وَفِی الْبَحْرِ مَنْ صَامَ اَوْصَلّٰی اَوْتَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَہٗ لِغَیْرِہٖ مِنَ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْیَاءِ جَازَ وَیَصِلُ ثَوَابُھَا اِلَیْھِمْ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ (ردّالمختار ج ص ۲۴۳)

"اور بحر الرائق میں ہے: جو مسلمان روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا صدقہ کرے اور اس کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو بخشے، چاہے وہ مسلمان زندہ ہو یا مر گیا ہو، یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے، اور ثواب پہنچ جاتا ہے۔"

علامہ شامی علیہ الرحمہ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

وَیُسْتَحَبُّ اِهْدَاءُهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (ردّ المختار ج ۲ ص ۲۴۴)

"اور مستحب ہے کہ کسی نیک عمل کا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ہدیہ کیا جائے۔"

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا قول

"نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کرنا، ان کی قبروں سے برکت حاصل کرنا، ان سے امداد و ایصالِ ثواب کر کے امداد حاصل کرنا، وہاں قرآن پاک کی تلاوت کرنا، اور پھر کھانا تقسیم کرنا، مستحسن اور بہت اچھے کام ہیں — اس پر علماء کرام کا اتفاق و اجماع ہے۔" (فتاویٰ عزیزیہ ص ۵۹)

آپ مزید فرماتے ہیں: "وہ کھانا جس پر امامین کریمین امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فاتحہ اور قُل اور درود پاک پڑھا جائے، وہ کھانا بابرکت ہو جاتا ہے اور یہ کھانا بہت اچھا ہے۔" (فتاویٰ عزیزیہ ص ۷۸)

حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ سوال ہوا کہ:

س: انسان را بعد موت ادراک و شعور باقی مے ماند و زائرانِ خود را مے شناسد و سلام و کلام ایشاں را مے شنود یا نہ؟

"انسان کو موت کے بعد ادراک و شعور باقی رہتا ہے؟ اور زیارت کرنے والوں کو پہچانتا ہے اور زیارت کرنے والوں کے سلام و کلام کو سنتا ہے کہ نہیں؟"

ج: انسان را بعد موت ادراک باقی میماند و بریں معنی شرع شریف و قواعدِ فلسفی اجماع دارند، اما در شرعِ شریف پس عذابِ قبر و تنعیم قبر بتواتر ثابت است و تفصیل آں دفترِ طویل مے خواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ و القبور تصنیف کہ جلال الدین سیوطی و دیگر کتبِ حدیث باید دد در کتبِ کلامیہ اثبات عذاب قبر می نماید حتیٰ کہ بعض اہلِ کلام منکر آں را کافر مے دارند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور

نمے تواند شد و بالجملہ انکار شعور و ادراکِ اموات اگر کفر نہ باشد در الحاد بودن شبہ نیست۔ (تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۸۸)

ج: "انسان کو موت کے بعد ادراک و شعور باقی رہتا ہے اور اس حقیقت کے شرع شریف اور قواعد فلسفی اجماع رکھتے ہیں۔ بہرحال شرع شریف میں قبر کے عذاب اور قبر کی نعمتیں احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اُس کی تفصیل کے لئے دفتر طویل کی ضرورت ہے۔ کتاب "شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور" جو کہ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اور دوسری کتابیں دیکھنی چاہئیں۔ اور علم کلام کی کتب میں ہے کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ بعض علم کلام والوں نے اس کے منکر کو کافر کہا ہے اور قبر کا عذاب ملنا — ادراک و شعور کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مردوں کے ادراک و شعور کا منکر اگر کافر نہ ہو، اس کے بے دین ہونے میں شبہ نہیں ہے۔" مزید ارشاد فرماتے ہیں:

اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگ بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشاں بختہ بخوراند جائز است و مضائقہ نیست۔ (فتاویٰ عزیزیہ ص ——)

"اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے، تو جائز ہے کوئی حرج نہیں۔" آگے لکھتے ہیں:

پس دہ مرتبہ درود خواند ختم تمام کند و بر قدر شیرینی بنام خواجگانِ چشت عموماً بخواند و حاجت از سوال نمایند۔

"دس بار درود پاک پڑھیں، اور پورا ختم کریں اور قدرے شیرینی پر تمام خواجگانِ چشت کی فاتحہ دیں، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔"

مجدد الف ثانی کا قول

الحال بر شما لازم است کہ مکافات احسان باحسان بکند و بدعا و صدقہ ساعت بساعت

Scanned with CamScanner

مدد نمایند: فَاِنَّ الْمَیِّتَ کَالْغَرِیْقِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ صَدِیْقٍ۔ مکتوبات دفتر اول ص۹۰ بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

"اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی دُعا و صدقہ کے ذریعے ان کی مدد کرتے رہو، کیونکہ میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہے اور مُردہ ہر وقت اپنے ماں باپ، بھائی اور دوست کی طرف سے دُعا کا منتظر رہتا ہے"

مجدد صاحب علیہ الرحمہ مزید ارشاد فرماتے ہیں، "صدیقہ زوجہ مطہرہ است علیہ و علی جمیع اہل بیتہ الصلوات والسلام و حبیبہ مقبولہ او علیہ و علی الہ الصلوٰۃ والسلام پیش ازیں آداب فقیر آں بود کہ اگر طعام مے پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ آل عبا مے ساخت بآں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین رابہم میبکرد علیہم الصلوات والتسلیمات شبے درخواب مے بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام میکند رو بجانب دیگر دارند دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ایں زماں فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دراں طعام شریک نمے ساخت، بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند و جمیع اہل بیت توسل مے نمود۔

(مکتوبات، دفتر دوم ص۳۶)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ و علی جمیع اہل بیتہ الصلوات والسلام کی زوجہ پاک ہیں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظورِ نظر محبوبہ ہیں۔ آج سے چند سال قبل (فاتحہ دلانے میں) فقیر کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایصالِ ثواب کے لئے اگر کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف اہلِ عبا کی روحوں کو بخشتا تھا اور حضور نبی کریم کی روحِ پُرفتوح کو ایصالِ ثواب کرتے وقت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت

فاطمۃ الزہراء، حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی شامل کرتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، فقیر نے سلام عرض کیا، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چہرہ مبارک دوسری طرف کیا ہوا ہے۔ اِس دوران آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں، مجھے جو بھی کھانا بھیجے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ فقیر اُس وقت یہ جان گیا کہ فقیر سے چہرہ مبارک دوسری طرف کرنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ فقیر ایصالِ ثواب میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام ازواج مطہرات کو جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت میں داخل ہیں شامل کرتا تھا۔

صاحبِ فتح القدیر کا قول

فتح القدیر میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اپنے مردوں کی طرف سے حج، صدقہ اور دُعا کرتے ہیں کیا یہ اُنہیں پہنچتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، نَعَمْ اِنَّہٗ یَصِلُ اِلَیْھِمْ وَاِنَّھُمْ یَفْرَحُوْنَ کَمَا یَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُھْدِیَ اِلَیْہِ۔ (فتح القدیر ج ۲ ص۳۰۹) "بے شک وہ اُن کو پہنچتا ہے اور بیشک وہ (میت) اس سے خوش ہوتا ہے جیسا کہ تم میں سے کسی کو تھال ہدیہ کیا جائے، تو وہ خوش ہوتا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَءَ سُوْرَۃَ یٰسٓ خُفِّفَ عَنْہُ یَوْمَئِذٍ (فتح القدیر ج ۲ ص۳۰۹)

"جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور سورۃ یٰسین پڑھے، تو اس دن سے اس قبرستان والوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔"

گزر کریندا قبراں اوپر آکھ سلام سناوے — اہل قبر جے واقف ہووے جلد شناسا پاوے
اوس فضیلت مردے تائیں ہوون بخشش بالا — ہر اک مومن فوتے اپنے بھیجے استغفاراں

Scanned with CamScanner

حضرت علامہ مولانا حاجی محمد جاوید اقبال چشتی ایم اے

مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

بندہ کو جناب قاری عبدالستار صاحب معصومی نے کتاب مسمّٰی بہ "کنز الخطیب" ماہِ محرم الحرام مصنف حضرت مولانا محمد دین صاحب چشتی، مطالعہ کے لئے دی، جسے پڑھ کر بہت محفوظ ہوا اور کتاب مذکور کی جتنی تعریف کی جائے، کم ہے۔ انداز تحریر و تقریر نے تو اس کی شان ہی کچھ اور بنا دی ہے۔ امید ہے کہ چھوٹے مقرر اس کا مطالعہ کر کے بہت بڑے مقرر بن جائیں گے۔ اللہ رب العزت کتاب مذکور اور مصنف مذکور کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حضرت مولانا قاری احمد علی صاحب سعیدی

خطیب جامع مسجد نورانی بائیخان چاڑھی حیدرآباد سندھ

ماہِ محرم کے مہینے میں میرے اُستاد بھائی جناب قاری عبدالستار صاحب معصومی نے کتاب کنز الخطیب ماہِ محرم دی اور فرمایا کہ اس کا مطالعہ کرو اور پھر اس پر تاثرات لکھو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کتاب مذکور کو بینظیر پایا۔ اس کتاب کے اندازِ خطابت نے میری راہنمائی کی۔ میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کتاب اور اُس کے مصنف کو مزید ترقی عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مندرجہ بالا علماء کرام کے علاوہ درج ذیل علماء کرام نے بھی کتاب "کنز الخطیب" کے متعلق بے پناہ پسندیدگی کا اظہار فرمایا:

حضرت مولانا نذیر احمد سعیدی صاحب خطیب جامع مسجد گلشن حدید، کراچی

حضرت مولانا محمد اقبال قادری صاحب خطیب جامع مسجد، قلعہ چوک حیدرآباد

حضرت مولانا قاری محمد نواز شہباز انور صاحب خطیب جامع مسجد خضرا گاڑھی کھاتہ چوک حیدرآباد

حضرت مولانا قاری غلام یٰسین معصومی صاحب خطیب جامع مسجد فاروقی تلک چاڑھی حیدرآباد

Scanned with CamScanner